

متنوع شیعہ کی تردید کے لئے بہترین کتاب

متنوع شیعہ کی تردید

مع

آئینہ شیعہ نما

ذیائے سلام کے عظیم مصنف و مفسر عظیم پاکستان

از قلم

حضرت علامہ الحاج مفتی پیر محمد فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاولپور

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان

متعہ شیعہ کی تردید کے لئے بہترین کتاب



مع

اہل شیعہ نما

دعوتِ نبویہ کے عظیم مصنف مفسرِ عظیم پاکستان
حضرت علامہ الحاج مفتی پیر محمد فیض احمد ایسی ضوئی محدث بہاولپور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

﴿نام کتاب﴾

مکتبہ النورانی حیدرآباد

مع

آئینہ شیعہ نما

﴿ترجمہ﴾ دنیائے اسلام کے عظیم مصنف مفسر عظیم پاکستان

حضرت علامہ اکحاج مفتی پیر محمد فیض احمد ایسی ضوئی محدث بہاولپور

﴿تصحیح﴾ قاری محمد یاسین قادری شطاری ضیائی

﴿پروف ریڈنگ﴾ رانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب

﴿صفحات﴾ 240

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	تمہید و تاریخ تصنیف	۱۱
۲	متعہ کا لغوی معنی	۱۳
۳	متعہ کا غیر مشہور طریقہ	۱۳
۴	متعہ میں شیعہ کا طریقہ اور اس کی غرض	۱۴
۵	متعہ اور زنا میں مماثلت	۱۵
۶	اول دام پھر کام	۱۶
۷	مٹھی بھر گندم سے متعہ (مفت راجہ باید)	۱۶
۸	ستا سودا یعنی پانی کے گلاس سے متعہ اور حضرت علی پر تہمت	۱۷
۹	ہزار سے زائد سے متعہ (بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن)	۲۰
۱۰	چیزے کہ آید فنا در فنا (رنڈی سے متعہ)	۱۹
۱۱	سوال عجیب،،، جواب لذیذ	۲۰
۱۲	متعہ میں راز نہانی (بالکل مفت)	۲۱
۱۳	بیوی کی بھتیجی سے متعہ	۲۲
۱۴	لواطت کے مزے شیعہ مذہب میں	۲۲
۱۵	شیعہ مذہب میں شرم گاہ عاریت یہ دینا جائز	۲۳

۱۶	ماں بہن ہو یا کوئی اور کپڑا پیٹ کر جماع جائز	۲۳
۱۷	شیعہ مذہب کا ابو حنیفہ اور اس کی تحقیق	۲۵
۱۸	سوال شیعہ..... جواب سنی	۲۵
۱۹	متعہ یا زنا، اس پر دلائل	۳۰
۲۰	متعہ کے مسائل (خلاصہ ایس کہ)	۳۵، ۳۳
۲۱	متعہ کے فضائل اور ثواب	۳۴
۲۲	متعہ کرنے سے تمام گناہ معاف	۳۴
۲۳	متعہ خدا کی رحمت؟	۳۶
۲۴	متعہ ایک بار کرنے سے سیدنا حسین دوسری بار سیدنا حسن تیسری بار سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور چوتھی بار کرنے سے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کا درجہ..... معاذ اللہ!	۳۴
۲۵	متعہ کرنے والے کے لئے قیامت کے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں	
۲۶	متعہ نہ کرنے والے کی سزا	۳۶
۲۷	جو متعہ نہ کرے وہ قیامت تک کٹا ہوگا	۳۷
۲۸	متعہ جہنم سے آزاد ہو جانے کا ٹکٹ ہے	۳۸
۲۹	ایک بار متعہ سے بہشت کی سیٹ.....	۳۹
۳۰	متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے غسل کے پانی سے فرشتے پیدا ہوتے ہیں	
۳۱	متعہ سے محرومی کی سزا	۴۱
۳۲	حرف آخر	۴۴

۴۵	باب اول ☆ حرمتِ متعہ پر قرآنی دلائل	۳۳
۴۸	آیت ”قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ“ سے حرمتِ متعہ	۳۴
۵۱	نکاح کے شرائط جو متعہ میں نہیں	۳۴
۵۱	میراث ☆ طلاق ☆ عدت ☆ نفقہ ☆ گواہ	۳۵
۳	اعلان ☆ ایلاء ☆ ظہار ☆ احسان ☆ لعان	۳۶
۵۶	نتیجہ یہ نکلا	۳۷
۵۹	آیت ”فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً“ سے حرمتِ متعہ	۳۸
۶۳	آیت ”وَلْيَسْتَغْفِرِ الَّذِينَ“ سے حرمتِ متعہ	۳۹
۶۳	آیت ”وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ..... الخ“ سے حرمتِ متعہ	۴۰
۶۶	آیت ”مُحْصِنِينَ غَيْرِ مُسَافِحِينَ“ سے حرمتِ متعہ	۴۱
۶۹	مُحْصِنِينَ سے شیعہ کی دلیل اور اس کا رد	۴۲
۷۰	بریں عقل و دانش بیاید گریست	۴۳
۷۴	”فَإِنْ كُفُّوا هُنَّ..... الخ“ سے حرمتِ متعہ	۴۴
	باب دوم	۴۵
۷۶	حرمتِ متعہ از روایاتِ شیعہ	۴۶
۷۷	روایتِ شیعہ نمبر ۱	۴۷
۷۸	روایتِ شیعہ نمبر ۲ نمبر ۳	۴۸
۸۰	روایتِ شیعہ نمبر ۴	۴۹
۸۱	بطریق دیگر از روایاتِ شیعہ	۵۰
۸۱	روایت اول	۵۱

۵۲	روایت نمبر ۲، نمبر ۳	۸۶
۵۳	روایت نمبر ۴	۸۹
۵۴	دلائل بر جوازِ متعہ اور اُن کے جوابات	۸۵
۵۵	جواب اول و دوم	۸۶
۵۶	جواب نمبر ۳	۸۶
۵۷	جواب نمبر ۴ نمبر ۵	۸۹
۵۸	”فَانِكِحُوا مَا طَابَ“، کا جواب شیعہ و سنی	۹۱
۵۹	لفظ استتباع سے دلیل اور اس کے جوابات	۹۴
۶۰	اجورہن سے شیعہ کی دلیل اور اس کا جواب	۹۶
۶۱	ابی بن کعب و حضرت ابن عباس والی روایت کا جواب	۹۸
۶۲	ایک عجیب سوال اور اس کا بہترین جواب	۹۹
۶۳	شیعہ کے نزدیک متعہ نکاح ہے، اُس کے جوابات	۱۰۱
۶۴	آخری فیصلہ یہ کہ متعہ زنا ہے	۱۰۶ تا ۱۰۲
۶۵	شیعہ کا ایک داؤ اور اُس کا جواب	۱۰۶
۶۶	امام نالائق کا فتویٰ	۱۰۷
۶۷	ایک اور جواب	۱۰۸
۶۸	اعتراضات شیعہ از احادیث اہلسنت	۱۰۹
۶۹	ابن مسعود کی روایت کا جواب	۱۱۱
۷۰	سبرہ بن معبد کی روایت کا جواب	۱۱۲
۷۱	ابن اکوع کی روایت کا جواب	۱۱۳

۱۱۵	ابو ذر کی روایت کا جواب	۷۲
۱۱۶	غزوہ اوطاس کی روایت کا جواب	۷۳
۱۱۷	حضرت ابن عباس کی روایت کا جواب	۷۴
۱۲۲	”إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى“ قراءۃ ابن مسعود کا جواب	۷۵
۱۲۵	حضرت عمر کے زمانہ میں فسخ متعہ کا جواب	۷۶
	متعہ الحج کا جواب	۷۷
۱۳۳	خاتمہ ☆ حرمت متعہ کے عقلی دلائل	۷۸
	متعہ اگر قابل عمل ہے تو متعہ کی اولاد کہلوانے میں شیعہ کو عار کیوں؟	۷۹
۱۳۲	حرمت متعہ عقل والوں کی نظر میں	۸۰
۱۱۴۰	شیعہ کے عقائد و مسائل کا نمونہ	۸۱
۱۳۴	متعہ کا ایک شرمناک پہلو	۸۲
۱۳۵	متعہ کا جائز استعمال بھی برائیوں کا سرچشمہ ہے	۸۳
۱۳۶	متعہ سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس کی کہلائے گی	۸۴
۱۳۷	لڑکی، بہن یا بیوی	۸۵
۱۳۹	فیصلہ کن بات	۸۶
۱۴۰	شیعہ کا خدا پولا (نرم) بھی، ٹھوس بھی، موٹا بھی	۸۷
۱۴۰	جبریل بھول گیا یا اللہ تعالیٰ	۸۸
۱۴۱	خدا تعالیٰ نسیان کا مارا معاذ اللہ	۸۹
۱۴۳	عقیدہ دربار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق	۹۰
۱۴۳	حضرت علی خدا ہے، معاذ اللہ	۹۱

۱۴۳	اہل بیت اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے حق میں گستاخی	۹۲
۱۴۴	سوائے تین آدمیوں کے باقی تمام صحابہ مرتد ہو گئے	۹۳
۱۴۴	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بوقت ضرورت گالی دے سکتے ہیں	۹۴
۱۴۵	شیعہ کا قرآن اس قرآن سے سہ گنا بڑا ہے	
۱۴۶	اگر شیعہ عورت سے سوموار کی رات جماع کر دو تو بچہ حافظ قرآن پیدا ہوتا ہے۔	۹۵
۱۴۵	مسائل شیعہ	۹۶
۱۴۷	مذی اور ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا	
۱۴۷	تھوک سے استنجاء	۹۷
۱۴۸	جب تک پھوسی سے بدبو نہ آئے وضو نہیں ٹوٹتا	۹۸
۱۴۹	شیعوں کا جنازہ نماز میں ذکر سے کھیلے	۹۹
۱۵۱	شیعہ خود قاتلین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۰۰
۱۵۱	امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی	۱۰۱
۱۵۱	خطبہ امام زین العابدین	۱۰۲
۱۵۰	تقریر بی بی ام کلثوم (ہمیشہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما)	۱۰۳
۱۵۵	عورت کی دُبر میں وطی جائز	۱۰۴
۱۵۷	عورت کی شرمگاہ چومنا جائز	۱۰۵
۱۵۸	جب انسان مرتا ہے تو منی اُس کے منہ سے نکلتی ہے	۱۰۶
۱۵۹	چوہا گوشت میں پک گیا تو حلال	۱۰۷

۱۶۰	گدھا حرام نہیں	۱۰۸
۱۶۰	پاخانہ کی روٹی	۱۰۹
۱۵۹	شیعوں کو خوشخبری	۱۱۰
۱۵۹	ازالہ توہم	۱۱۱
۱۶۲	چیلنج	۱۱۲
۱۶۸	متعہ کیا ہے؟	۱۱۳
۱۶۱	غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک متعہ جائز ہے	۱۱۴
۱۶۰	مودودی صاحب، سربراہ جماعت اسلامی، کے نزدیک بھی متعہ جائز ہے	۱۱۵ ۱۱۶
۱۷۱	قانون میں لچک	۱۱۷
۱۷۲	پس منظر	۱۱۸
۱۷۳	مودودیوں سے ایک سوال	۱۱۹
۱۷۳	تمتہ الکتاب	۱۲۰
۱۷۳	آئینہ شیعہ نما	۱۲۱
۱۷۶	پیش لفظ	۱۲۲
۱۷۷	فہرست شیعہ عقائد	۱۲۳
۱۹۹	عقیدہ دربارہ خدا تعالیٰ	۱۲۴
۱۹۹	جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھول گئے	۱۲۵
۲۰۰	شیعہ کا خدا اور نسیان	۱۲۶

۲۰۰	پروگرام میں پھر تبدیلی	۱۲۷
۲۰۱	حضرت علی خدا (معاذ اللہ)	۱۲۸
۲۰۲	عقیدہ دربار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق	۱۲۹
۲۰۳	اصحاب ثلاثہ اور اہل بیت	۱۳۰
۲۰۴	تبراکا بیان	۱۳۱
۲۰۷	شیعہ اور قرآن	۱۳۲
۲۰۹	مسائل شیعہ	۱۳۳
۲۱۳	شیعہ خود قاتل حسین	۱۳۴
۲۱۳	خطبہ امام زین العابدین	۱۳۵
۲۱۴	تقریر بی بی ام کلثوم (ہمشیرہ امام حسین)	۱۳۶
۲۲۶	متعہ کے مسائل	۱۳۷
۲۲۷	متعہ کے فضائل و ثواب	۱۳۸
۲۳۱	متعہ سے محروم ہونے والے کی سزا	۱۳۹
۲۳۷	تبراج مجموعی طور پر	۱۴۰
۲۳۷	تمام صحابہ مرتد، بے دین اور گمراہ (معاذ اللہ)	۱۴۱
۲۳۵	تبراج کا لغوی معنی و اصطلاحی معنی	۱۴۲
۲۳۵	تبراج شیعہ سنت میں واجب	۱۴۳
۲۳۵	نماز کے بعد تبراج سنت	۱۴۴
۲۳۷	تبراج کی مختلف تصریحات	۱۴۵
۲۳۶	سیدنا صدیق اکبر	۱۴۶

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تہذیب

اَمَّا بَعْدُ! فقیر نے کتب شیعہ کے مطالعہ سے نتیجہ نکالا کہ متعہ خالص زنا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر، اس لئے کہ زنا سے شرم و حیاء اور خوف عوام و حکام وغیرہ محسوس کرتا ہے، یہاں یہ بھی نہیں۔ متعہ میں زنا کا صرف نام بدلا گیا ہے تاکہ بدنامی نہ ہو اور حکومت کے قوانین کی گرفت سے بچاؤ ہو سکے، جیسا کہ آئندہ اوراق سے واضح ہوگا، اور ظاہر ہے کہ کسی شے کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلا کرتی مثلاً کوئی شخص شراب کا نام بدل کر شربت رکھ لے یا سود کا نام منافع یا گدھے کا نام ہرن وغیرہ وغیرہ تو اس نام کے بدل دینے سے کیا ہوتا ہے جب کہ ان کی حقیقتیں اپنے اپنے مقام پر قائم ہیں۔ ایسے ہی متعہ درحقیقت اسی زنا کا دوسرا نام ہے لیکن یا ر لوگوں کو کون سمجھائے اور وہ سمجھتے بھی کب ہیں جبکہ ان کے لیڈروں نے انہیں قرآن اور حدیث سے اس کا نہ صرف ثبوت بہم پہنچایا ہے بلکہ اسکے اجر و ثواب کے ایسے پل بانڈھے ہیں کہ اتنا ثواب ان کے نزدیک حج و زیارت کا بھی نہ ہوگا

فقیر نے چاہا کہ اس پر عقلی و نقلی دلائل قائم کروں کہ یہ فعل شنیع نہایت درجہ کا قبیح ہے۔ اگرچہ فقیر کے معروضات ضدی اور ہٹ دھرم کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے،

البتہ دل میں خوفِ خدا رکھنے والے منصف مزاج دوستوں کے لئے مشعلِ راہ بنیں گے۔ اسی لئے چند ایک نشستوں میں اس کی تکمیل کی۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبِ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم اس اویسی فقیر کے لئے اسے توشہِ راہِ آخرت اور اہلِ اسلام کے لئے مشعلِ راہِ ہدایت بنائے! (آمین)

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

دارالعلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

۱۴ صفر ۱۳۹۴ھ بمطابق ۹ مارچ ۱۹۷۵ء بروز ہفتہ

مقدمہ

متعہ کے لغوی معنی اور شیعہ معنی

الاستمتاع فی اللغة الا نفع وکل من انتفع به فهو متاع (عام لغت)

متعہ لغت میں نفع اور فائدہ اٹھانے کو کہتے ہیں جس سے فائدہ اٹھایا جائے وہ متاع ہے۔

شیعہ مذہب میں ایک عورت کو مقررہ وقت کے لئے طے شدہ اجرت کے عوض جماع کی خاطر ٹھیکہ پر لینے کا نام ”متعہ“ ہے۔

(کافی صفحہ ۲۹۱ ج ۲ میں ہے:

انما هی مُسْتَأْجِرَةٌ ☆

بیشک متعہ والی عورت ٹھیکہ کی شے ہے۔

(فروع کافی صفحہ ۴۳ ج ۲)

متعہ کے طریقے آئندہ صفحات پر ملاحظہ ہوں۔ تحفۃ العوام و مصباح المسائل و دیگر کتب فقہ شیعہ میں تفصیل سے پر بیان کئے گئے ہیں۔

متعہ کا غیر مشہور طریقہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کے نزدیک متعہ دوریہ جائز ہے، پھر فرمایا کہ عام شیعہ تو اس کا انکار کرتے ہیں لیکن ان کے محققین کہتے ہیں کہ متعہ دوریہ ہماری کتب شیعہ سے ثابت ہے۔

متعہ دوریہ کا طریقہ یہ ہے کہ چند آدمی ایک عورت سے متعہ کریں اور دورے کی باری ٹھہرائیں، پھر ہر ایک اپنی باری پر اس عورت سے جماع کرے، بتائیے یہ عورت ہوئی یا کرایہ کا مکان یا گدھایا اونٹ کہ بوقت ضرورت ہر ایک اُس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ متعہ نے انسانی عزت و شرافت کا بیڑا غرق کرنے کے علاوہ حفظ نسب کو بھی ملیا میٹ کر دیا ہے جو کہ ہر ملت میں ضروریات خمسہ میں سے ہے اور اس کی تقریر ہم نے دلائل عقلیہ کے باب میں عرض کی ہے۔

اس طریقہ کو اگرچہ موجودہ دور کے اثنا عشریہ امامیہ (شیعہ) نہیں مانتے لیکن ان کے ہاں معروف طریقہ میں کوئی عزت و شرافت ہے لیکن جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں ان بندگان خدا کو کون سمجھائے۔

شیعہ مذہب میں متعہ کا مشہور طریقہ

شیعہ مذہب میں متعہ کا طریقہ یوں ہے کہ ”کسی عورت کو لیجئے اور اس سے کہیے کہ میں پانچ روپے کے عوض تجھے ایک رات یا اتنے عرصہ کے لئے چاہتا ہوں جب عورت مان جائے تو متعہ درست ہو گیا (تحفۃ العلوم صفحہ ۴۷۶ ملخصاً و مصباح المسائل)

اس طریقہ کا راور زنا (کنجری بازی) میں کوئی فرق ہو تو بتاؤ؟ صرف اس کے عوض کو حق مہر کہنا اور اس زنا کو متعہ نکاح کہنے سے احکام خداوندی بدل نہیں سکتے اور نہ ہی آخرت کی سزا ہلکی ہو سکتی ہے۔

متعہ سے اصلی غرض

شیعوں کے نزدیک متعہ کی غرض ہی محض شہوت کو بچانا ہے چنانچہ شیعوں کے شہید ابو عبد اللہ الشہید محمد بن مکی فرماتے ہیں:

وَيَجُوزُ الْعَزْلُ عَنْهَا وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ لِأَنَّ الْغَرَضَ الْأَصْلِيَّ مِنْهُ
الِاسْتِمْتَاعُ دُونَ النَّسْلِ ☆

(الروضۃ البہیہ مع شرح و مشکئہ صفحہ ۲۸۶) (جامع عباسی صفحہ ۱۵۵)
یعنی ممتوعہ عورت سے عزل یعنی بوقت انزال منی کو باہر گرا دینا جائز ہے،
اگرچہ شرط نہ کی ہو، کیوں کہ متعہ سے اصلی غرض صرف فائدہ اٹھانا ہے نہ کہ نسل یعنی
اولاد حاصل کرنا۔

متعہ اور زنا میں مماثلت

یہی غرض زنا میں ہوتی ہے، اگر یقین نہ آئے تو کسی زانی سے پوچھ لیجئے، زنا
کرنے میں ان کا مقصد اولاد کا حصول نہیں بلکہ الٹا انہیں خطرہ لاحق ہے کہ اگر کہیں
ناجائز نطفہ حمل ٹھہر نہ جائے۔ اگر وہ بے شوہر عورت ہو تو اس نطفہ کو گرانے کے لئے
کتنے پاڑ بلیتے ہیں۔

متعہ

وقت معین کرنا

متعہ میں ضروری ہے کہ وقت متعین ہو، وقت مقرر نہ کیا جائے تو متعہ باطل

(تحفۃ العوام صفحہ ۴۷۴ و مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ و جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

زنا

زانی غریب کو پھر کیوں برا کہا جاتا ہے جبکہ وہ بھی اپنی محبوبہ سے وقت کی
تعیین کا محتاج ہو کر اپنی ہوس پوری کرتا ہے۔ اس زانی اور متعہ کرنے والے شیعہ میں

نام کا فرق ہے۔

خلوت میں جلوت

متعہ میں اعلان و اظہار بھی ضروری نہیں، چنانچہ تہذیب الاحکام باب

النکاح میں ہے۔

لیس فی المتعہ اشتہار و اعلان ☆

متعہ میں مشہوری اور اعلان نہیں ہے۔

اسی طرح زنا بھی چوری چھپے ہوتا ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ زنا میں ملامت،

طعن و تشنیع اور دیگر خرابیوں کا خطرہ ہوتا ہے اور متعہ میں یہ بھی نہیں بلکہ آزادی ہی

آزادی شیعوں کو ایسی شادی خانہ آبادی کی نو لکھ مبارک۔

اول دام پھر کام

متعہ میں اجرت پیشگی دینی ضروری ہے یہاں تک کہ اگر مجموعہ عورت نے

اجرت کا دعویٰ کیا تو وہ قابل سماعت نہ ہوگا۔

(☆ مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ ☆ تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴ ☆ تنبیہ المنکرین وغیرہ ☆

جامعہ عباسی صفحہ ۲۵۷)

رنڈی غریب نے کیا گناہ کیا ہے کہ وہ گورنمنٹ سے لائسنس کے لئے ماری

ماری پھرتی ہے، اس بعد اسے نیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے، اور زانی کو کیوں گالی دی جاتی

ہے جبکہ وہ بھی اپنی محبوبہ کو زنا کی خرچی پیشگی ادا کرتا ہے۔ ہاں انہوں نے متعہ کو آڑ

نہیں بنایا اور شیعہ چونکہ ایسے گندے فعل کو متعہ کی آڑ میں کرتے ہیں، اسی لئے نہ

صرف یکے مومن بلکہ بقول ان کے لیڈروں کے رفع درجات کے ساتھ پاک بھی۔

مٹھی بھر گندم (مفت راجہ باید گفت)

متعہ میں اجرت کا تعین نہیں، مٹھی بھر گندم یا ایک لقمہ طعام پر بھی متعہ ہو سکتا ہے
(کافی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲)

اہل انصاف غور کریں کہ جس مذہب میں شہواتِ نفسانی کی لذتوں کو اتنا
ستا کر دیا گیا ہے اس کا انجام کیا ہوگا؟

ستا سودا

شیعوں کی مشہور مذہبی کتاب فروغ کافی کے کتاب النکاح میں ہے:
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى عُمَرَ فَقَالَتْ إِنِّي
زَنَيْتُ فَطَهَّرْنِي فَأَمَرَهُ بِهَا أَنْ تُرْجَمَ فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ كَيْفَ
زَنَيْتِ فَقَالَتْ مَرَرْتُ بِالْبَادِيَةِ فَأَصَابَنِي عَطَشٌ شَدِيدٌ فَاسْتَقَيْتُ أَعْرَابِيًّا فَأَبَى أَنْ
يُسْقِيَنِي إِلَّا أَنْ أَمَكَّنَهُ مِنْ نَفْسِي فَلَمَّا أَجْهَرَنِي الْعَطَشُ وَخِفْتُ عَلَى نَفْسِي
سَقَانِي فَأَمَكَّنْتُهُ مِنْ نَفْسِي فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا تَزْوِيجٌ وَرَبُّ الْكُعْبَةِ
(فروغ کافی جلد ۳ کتاب الروضہ (صفحہ ۱۴۶))

امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ عمر کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا
مجھ سے زنا سرزد ہوا، اس گناہ سے مجھ کو پاک کر دو! عمر نے اس کے سنگسار کرنے کا حکم
دیا۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس قصہ کی خبر ہوئی، تو آپ نے اس عورت
سے پوچھا کہ تو کس طرح زنا میں مبتلا ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں ایک گاؤں سے گزری،
مجھے سخت پیاس لگی، میں نے ایک گاؤں والے سے پانی مانگا، اس نے کہا: جب تک
تو مجھ سے راضی نہ ہو جائے اس وقت تک پانی نہ دوں گا، جب مجھے اپنی جان کا خوف
ہوا تو میں اُس کی مرضی پر راضی ہو گئی اور اس نے مجھے پانی پلا دیا۔ یہ سن کر امیر المومنین

نے فرمایا: رب کعبہ کی قسم یہ تو نکاح ہے۔

پڑھئے! یہ مسئلہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا: کیونکہ اس میں تو نہ ایجاب ہے، نہ قبول اور نہ صیغہ اور عورت و مرد متفق ہو گئے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تو نکاح ہے اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہاں عورت بیکس ہوئی ہے اور اس کی بے کسی سے مرد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے لیکن کیسے کہا جاسکتا ہے، کہ اس سے نکاح ثابت ہوتا ہے۔ کیا کسی سے جبراً زنا کیا جائے تو شیعہ مذہب میں وہ بھی نکاح ہے؟ اگر نکاح ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ شیعہ مذہب میں وہ بھی جائز ہے کیوں کہ یہ بھی نکاح کی ایک صورت ہے۔

فائدہ) اس روایت میں زرارہ وغیرہ راوی کا ہاتھ ہے اور یقیناً جھوٹ ہے ورنہ کھلے بندوں یہ زنا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب، تو بہ تو بہ!

منصف مزاج غور فرمائیں کہ روایت مذکورہ بالا میں زنا کو اتنا عام کر دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص اس کو کرے اور زنا کرنا اپنا حق سمجھے، بلکہ یوں کہیے کہ جتنا اس گندے فعل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روکنے کی کوشش فرمائی اتنا ہی شیعوں نے اسے عام کیا ہے۔ متعہ میں تو پھر بھی کچھ قیود و شرائط تو تھے لیکن روایت مذکورہ میں کسی قسم کی قید و شرط ہے ہی نہیں۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ یہاں عورت جان کے خطرہ کی بناء پر راضی ہوئی ہے، اور اس کی بیکسی سے مرد نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے، لیکن اس زنا کو نکاح کہنا ایسے ہے جیسے شراب کو دودھ۔ اس میں زنا بالجبر کی اجازت نہیں اور یقیناً یہ زنا بالجبر ہے تو پھر زنا بالجبر معیوب کیوں؟ جبکہ ہم سب اس بد معاش کو معاشرہ کا ڈاکو سمجھتے ہیں جو کسی بد نصیب عورت کی بیکسی سے فائدہ اٹھا کر اس کی عصمت دری کرتا ہے۔ اگر اس بد معاش کو ہم

سب نفرین کرتے ہیں تو روایت مذکورہ پر اہل تشیع کو کیا کہا جائے گا، اس کا جواب ناظرین کی عقل و فراست اور فہم و درایت پر چھوڑتے ہیں۔

یاد رہے کہ مذکورہ بالا روایت کسی مردہ مجتہد کی نہیں بلکہ بقول شیعہ معصوم و مامور من اللہ کی ہے اور پھر صحاح اربعہ یعنی مذہب شیعہ کی کتاب منزل من اللہ کی روایت ہے یعنی اصول کافی جسے امام مہدی نے خود ملاحظہ فرمایا اور اس کی تحسین فرمائی۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی گن (ہزار سے متعہ)

شیعہ مذہب کی بے حیائی اور دیدہ دلیری دیکھئے کہ قرآن پاک نے تو نکاح جیسی مقدس رسم کو بھی ایک دائرہ میں محفوظ فرمایا کہ مرد کو بیک وقت چار عورتوں سے نہ بڑھنے دیا، بلکہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے خود حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری عورت سے نکاح ناجائز قرار دیا گیا، لیکن عشاق عیش و عشرت نے ایسی چھلانگ لگائی کہ وہاں تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ہزاروں سے متعہ جائز ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳)

(۲) زرارہ سے مروی ہے کہ۔

مَا يَجِلُّ مِنَ الْمُتْعَةِ؟ قَالَ: كَمْ بَنَتْ ☆ (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)
مجموعہ عورتیں کتنی حلال ہیں؟ جواب دیا: جتنی چاہو۔

تَزَوُّجُ مِنْهُنَّ أَلْفًا فَإِنَّهُنَّ مُسْتَاجِرَاتُ ☆ (ایضاً صفحہ ۱۹۱/۳۲۰)

متعہ کرو چاہے ہزار عورتوں سے اس لئے کہ یہ ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

اما المتعة فلا حصر له على الاصح وعن زرارة عن الصادق قال

ذكر له المتعة اهي عن الاربع قال تزوج منهن الف افانهم مستاجرات ☆

(جامع المسائل) (الروضۃ البہیہ شرح)

متعہ کے متعلق صحیح ترین مذہب یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں۔
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعہ کے متعلق پوچھا گیا؟ کہ کیا متعہ
صرف چار عورتوں سے کیا جائے؟ تو آپ نے جواگ میں فرمایا: چاہے ہزار عورتوں سے
کر واس لئے کہ یہ تو ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

یقین مانئے کہ مجھے ایسی بیہودہ روایات سنا کر بھی شرم محسوس ہو رہی ہے لیکن
کیا کیا جائے کہ ہمارے مسلمان بھائی مرثیہ خواں ذاکروں کے ہتھکنڈے چڑھ
جاتے ہیں، اور ہمیں حق و باطل کے امتیاز کا موقع تک نہیں دیتے۔ فقیر نہایت ادب
سے شیعہ مذہب کے پرستاروں سے عرض کرتا ہے کہ کیا روایت مذکورہ بالا کے مطابق
تہذیب اجازت دیتی ہے، کہ ایک سلیم الطبع انسان ایسا گندادھندا کرے۔

چیز یکہ آید فنا در فنا

شیعہ مذہب میں یہ بھی ضروری نہیں کہ جس عورت سے متعہ کیا جائے، وہ
اچھے خاندان سے تعلق رکھتی ہو، بلکہ جیسی ہو جس طرح کی ہو، بس شہوت کا بھوت سوار
ہو تو پھر اندھا دھند فیر چلا دیا، چنانچہ لکھتے ہیں کہ کسی (رنڈی) بھی اگر کسی کی عدت
میں نہ ہو تو کراہت سے اس کے ساتھ بھی متعہ درست ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ
۱۹۳) (تحفۃ العوام صفحہ) (مصباح المسائل صفحہ) (ذخیرۃ المعاد وغیرہ وغیرہ)

خوب! شیعہ مذہب میں بھلائی کا دروازہ کب بند ہے۔ جب متعہ ایک
بہت بڑا ثواب ہے، تو رنڈی بیچاری نے کون سا جرم کیا ہے جو اس ثوابِ عظیم سے محروم
رہے، یہ تو اخوت و مروت کے خلاف ہے۔ رنڈی ہے تو کیا ہوا پھر اس سے متعہ کر کے
اس کے لئے بھی بہشت کی سیٹ ریز رو کر وادی جائے، فجزا کم اللہ خیر الجزاء
سوال: جن کتب کا تم نے حوالہ دیا ہے۔ ان میں بھی ہے اور شیعہ کا مسلم قانون بھی ہے

کہ رنڈی سے متعہ مکروہ ہے۔

جواب: مکروہ کہنے اور لکھنے سے شے کے جواز پر حرف نہیں آتا۔ شیعہ کتب میں رنڈی سے متعہ مکروہ لکھا ہے، حرام نہیں، اور شرعاً ہر وہ شے جو مکروہ ہو اس کا استعمال جائز ہوتا ہے۔ مثلاً کچے پیاز اور تھوم وغیرہ مکروہ ہیں لیکن ان کا کھانا جائز ہے اس سے خود سمجھئے کہ (رنڈی، کسی) سے متعہ جائز ہو یا نہ؟

سوال: اہل سنت کے نزدیک بھی کنجری سے نکاح جائز ہے۔ شیعہ کے نزدیک اگر متعہ نکاح ہے تو پھر کوئی خرابی لازم ہوگی؟

جواب: گذشتہ سطور سے واضح ہے کہ متعہ خالص زنا ہے۔ اسے ہم مستقل طور پر آگے چل کر بڑے مضبوط دلائل سے ثابت کریں گے۔ جب اپنے مقام پر ثابت ہے۔ کہ متعہ زنا ہے اور نکاح شرعی جائز ہے تو پھر جب کنجری اپنے گناہوں سے تائب ہو کر ایک حلال اور جائز طریقہ کو اختیار کرتی ہے تو پھر کونسا جرم موجب کفر خالص ہے۔ کوئی عورت تائب ہو کر مسلمان سے نکاح کرتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ شیعہ مذہب میں یہودیہ، کتابیہ، نصرانیہ عورتوں سے بھی متعہ جائز ہے۔

(تحفۃ العوام ☆ مصباح المسائل)

متعہ میں راز نہانی

و یجوز اشتراط البالغ لیلاً و نہاراً مرة او مراراً فی الزمان

المعین ☆ (الروضة البهیة)

یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ میں دن میں جماع کروں گایارات میں، یا یہ کہ وقت مقررہ میں ایک دفعہ جماع کروں گا یا دو دفعہ۔

بالکل بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ پر لی گئی ہے تو پہلے کرایہ کا ٹوٹلے کرایہ سے تشریح کی جاتی ہے کہ فلاں کام ہوگا، فلاں وقت ہوگا۔ ایسے ہوگا،۔ ویسے ہوگا۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

انصاف و دیانت کے پرستار یہ ہرگز گوارہ نہیں کرتے کہ واقعی امور مذکورہ بالا کسی مذہب میں ہوں گے، لیکن حقیقت یہ کہ تمام باتیں شیعہ مذہب میں ہیں، اور ان کی مذہبی کتابوں میں چمکتے ہوئے سورج کی طرح جلوہ افروز ہیں۔ اگر واقعی کسی حق پرست کو پسند ہے تو شیعوں کی لائبریریوں سے ان کتابوں کو اٹھا کر خود اپنی آنکھوں سے دیکھے اور پھر سوچے کہ شیعہ مذہب میں کیا اسرار پوشیدہ ہیں۔

بیوی کی بھتیجی اور متعہ

اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح یا متعہ کرے تو اجازت زوجہ

مذکورہ کی درکار ہے (تحفۃ العوام)

قربانت شوم، کیا خوب فرمایا کہ جب کبھی بیچاری بھتیجی اپنی پھوپھی کو یا بھانجی اپنی خالہ کو ملنے آئی تو صاحب کو دیکھ کر خیال گزرا کہ پرانا کپڑا آخر پرانا ہی ہوتا ہے لیکن کُلُّ جَدِيدٍ لَذِيذٌ۔ اب مغموم و محزون ہوا کہ کاش یہ شکار گھر پر ہا تھ لگ جاتا تو کیا اچھا ہوتا۔ اس خبیث صفت شخص کو مذہب شیعہ نے سہارا دیا اور تھکی دی اور فرمایا کہ اب دیر کیا ہے، زوجہ کا گلا گھونٹ لیجئے اور اس سے منوا کر گاڑی چلائیے! افسوس صد افسوس!

لواطت کے مزے

ناظرین حیران ہوں گے کہ مذہب شیعہ کے یہ چھپے ہوئے شیر کہاں تھے۔ اب مزے لیجئے کیونکہ شیعہ مذہب میں مزے ہی مزے ہیں، چند نمونے درج ذیل ہیں:

ويعجز اتيانها ليلاً ونهاراً وان لا ياتيها في الفرج ولورضيت به

بعد العقد جاز (مختصر نافع صفحہ ۸۶)

متاعی عورت سے شرط لگانا جائز ہے کہ دن یا رات میں جماع کروں گا اور یہ کہ شرمگاہ میں جماع نہ کروں گا، اگر وہ عقد کے بعد راضی ہو جائے تو جائز ہے۔ اس سے اشارہ سمجھنے والے کو بات سمجھ میں آگئی لیکن تصریح بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) الاستبصار جلد ۲/ صفحہ ۱۳۰ ☆ فروع کافی جلد ۲/ صفحہ ۲۳۴ میں ہے: ”عورت کی دُبر (پاخانہ کی جگہ) میں صحبت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ عورت رضا مند ہو جائے،“

(ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱)

اس لطف اندوزی کے ساتھ سہولت یہ ہے کہ غسل بھی واجب نہیں، چنانچہ فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۵ میں ہے: ”وہ عورت کہ جس سے لواطت کی جائے اُس پر غسل واجب نہیں اگرچہ عورت کی دُبر میں مرد کو انزال بھی ہو جائے،“ کیا خوب

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری
مے خانہ کا دروازہ اور نہ ہو توبہ کا در بند

بالکل مفت

صرف اس پر بس نہیں بلکہ شیعہ مذہب میں تو شرمگاہ کو عاریۃ بھی دینا جائز ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”اگر کوئی اپنی لونڈی سے آپ مباشرت نہ کرے اور کسی اور پر حلال کر دے تو یہ

احللت لك و طى امتى هذه ☆

یعنی میں اپنی لونڈی سے جماع تیرے لئے حلال کرتا ہوں۔

اور جس پر حلال کرے وہ اس کے جواب میں صرف اتنا کہے: قَبِلْتُ: میں نے قبول کیا تو اُس پر وہ حلال ہو جاتی ہے بے نکاح اور بے متعہ کے، اور جب منع کر دے تو حلت موقوف ہو جاتی ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۲/۱۹۳)

نیز لکھا ہے کہ جس کے پاس لونڈی ہو تو اسے چاہئے کہ چالیسویں روز ایک بار خود اس سے مباشرت کرے یا دوسرے پر حلال کر دے۔

عورت نہ ہوئی بلکہ سائیکل اور مفت کی سواری ہوئی کہ جس کا جی چاہے فائدہ اٹھائے۔

ماں بہن یا کوئی اور محارم

عوام کے خیال میں تو شیعہ بھی ایک مذہب تصور کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت شناس نگاہ اسے دائرۂ انسانیت سے بھی خارج سمجھتی ہے، اگر انصاف کی نگاہ ہے تو ذیل کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

از ابو حنیفہ: نقل شدہ کہ جماع و فرج محارم با لَفِ حریر جائز است (ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵) محارم یعنی مادر خواہر وغیرہ الخ (ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۲/ حاشیہ ۲)

ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ محارم (ماں بہن وغیرہ) سے ریشم پیٹ کر جماع جائز ہے۔

حد ہو گئی بد تہذیبی کی، صاحب حیاء و شرم تو محارم (ماں، بہن وغیرہ) کے سامنے قبائح کے ذکر سے بھی شرماتا ہے چہ جائے کہ ان کی شرمگاہوں کو دیکھے یا ہاتھ لگائے لیکن شیعہ بہادر نہ صرف دیکھنا، ہاتھ لگانا جائز سمجھتے ہیں بلکہ ان سے جماع

کرنے کے لئے بھی تیار ہیں، اگرچہ کپڑا پیٹ کر، لیکن نفس کمینہ کہاں جائے۔ جب بچھڑے پر شہوت کا بھوت سوار ہوتا ہے تو پھر اندھا ہو جاتا ہے، سچ ہے

یہ حیا باش و ہرچہ خواہی کن

سوال: تمام اکابر نے بالتصریح یہ اعلان فرمایا ہے کہ شیعوں کی فہرست میں یہ نام (ابو حنیفہ) ناپید ہے (رضا کار ۱۶ نومبر ۱۹۵۲ء) دنیا جانتی ہے کہ شیعوں میں ابو حنیفہ، ابن کثیر، ثعلبی اور زاہد القادری قسم کے نام ہوتے ہی نہیں (شیعہ اخبار، لاہور، ۴/ دسمبر ۱۹۵۲ء)

جواب: شیعوں میں جو ابو حنیفہ عالم گزرا ہے، وہ صرف مجتہد ہی نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت شیعوں میں ایک ڈکٹیٹر مطلق کی تھی۔

شیعی ابو حنیفہ

حوالہ دینے سے قبل ہم اس امر کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایک نام کے دو آدمی ہو سکتے ہیں اور ہوتے بھی ہیں، چنانچہ ”ابو حنیفہ“، نامی متعدد اشخاص ہوئے ہیں اور ان میں فرق و امتیاز ولدیت و کنیت وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اہلسنت و جماعت کے امام کا نام ”نعمان“، کنیت ”ابو حنیفہ“، اور ولدیت ”ثابت“، ہے مگر شیعوں میں جو ”ابو حنیفہ“، نامی عالم گزرا ہے، اس کا نام تو یہ ہی ہے، مگر ولدیت ثابت کی بجائے ”ابو عبد اللہ منصور“، ہے۔

(۱) چنانچہ تاریخ کی مشہور اور معتبر کتاب ”ابن خلکان“، میں لکھا ہے:

ابو حنیفۃ النعمان بن ابو عبد اللہ منصور کان مالکیا ثم انتقل الی

مذہب الامامیۃ و صنف کتبا (تاریخ ابن خلکان)

یعنی ”ابو حنیفہ نعمان“، بیٹا ”عبد اللہ منصور“، کا پہلے مالکی مذہب

رکھتا تھا اور پھر اس نے مذہب امامیہ (شیعہ) کو قبول کیا اور اس نے بہت سی کتابیں

تصنیف کی ہیں۔

(۲) ابو حنیفہ نعمان بن ابی عبد اللہ محمد، شیعہ فقیہ اور مفسر، بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ (کتاب المناقب والمثالب، کتاب الرد علی ابی حنیفہ، علی مالک، علی شافعی، علی شریح وغیرہ مشہور ہیں۔
جامع اللغات (تحت لفظ ابو حنیفہ)

(۳) ”ابو حنیفہ نعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد“ یکے از ائمہ فضل و علماء قراءت قرآن و معانی آن و وجوہ فقہ و اختلاف فقہ و لغت و شعر و معرفت بتاریخ و ایام ناس و اورادر حق اہل بیت و اطہار ہزاران ورق تالیف است و نیز در مناقب و مثالب اور کتابے نیکو است و دروے بر مخالفین خود رائے برابی حنیفہ و بر مالک و شافعی و ابن شریح و نیز کتابے در اختلاف فقہاء و کتاب اصول المذہب و کتاب ابتداء والدعوة للعیدین و کتاب الاختیار فی الفقہ کتاب اقتصار فی الفقہ و قصیدہ فقہیہ ملقب بہ التحیہ دارد، او در اول مذہب مالکی داشتہ پیش طریقت اسماعیلیہ گرفت ملازم صحبت المغزایی تمیم معد بن المنصور گردید آنگاہ کہ معد بدیار مصر شد با او بود و در مستهل رجب ۳۶۲ یا در جمعہ سلخ جمادی الآخر آن سال بمصر در گذشت و معز بر اونماز گزاشت و او در میان اسماعیلیہ سمت داعی داشت و پدر او ابو عبد اللہ محمد، عمر کے طویل یافت دے اخبار نفیسہ بیسار، از حفظ داشت و در سنہ ۳۵۱ بصد و چہار سالگی بقیروان وفات کرد و ابو حنیفہ را فرزند ان شریف و صالح بودہ است از انجملہ ابو الحسن علی بن نعمان کہ معز خلیفہ فاطمی اورا با ابی طاہر محمد ز علی با شتر اک قاضی

مصر کرد و نیز ابو حنیفہ را کتابے میان فقہائے شیعہ مشہور و ہم اکنون موجود است بنام دعائم الاسلام و مجلسی در بحار جلد اول معتقد است کہ ابو حنیفہ شیعہ اثناء عشری است ولیکن بتقیہ خود را ہفت امامی می نماید رجوع بابن خلکان تاریخ یافعی، و خطط مصر ابن زولاق شود،، (لغت نامہ دہ خدا)

ترجمہ: ابو حنیفہ نعمان بن ابی عبد اللہ محمد بن منصور بن احمد بن جیون جو کہ قراءۃ قرآن اور معانی فرقان اور فقہ، اختلاف فقہاء، لغت، شعر، تاریخ اور واقعات کے سمجھنے میں بہت بڑا فاضل تھا اور اس نے اہل بیت اطہار کی شان میں ہزاروں ورق تالیف کئے۔ نیز اس نے مناقب و مثالب میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے مخالفین کا رد کیا ہے، اسی سلسلہ میں اس نے امام شافعی اور ابن شریح کا بھی رد کیا ہے، نیز اس نے اختلاف فقہاء، اصول المذاہب، ابتداء قصیدہ فقہیہ ملقب بالتحیہ کے عنوانات سے کتابیں تصنیف کیں اور یہ ابو حنیفہ پہلے مالکی مذہب رکھتا تھا، بعد ازاں طریقہ اسماعیلیہ اختیار کیا اور المعز ابی تمیم معد بن منصور کا ملازم ہوا، اور جب معد مصر میں گیا یہ اس کے ساتھ تھا، اور وہاں رجب ۳۶۲ھ یا اسی سال کے ماہ جمادی الآخر کے آخری جمعہ کو مصر میں فوت ہوا، اور معز نے اس پر نماز جنازہ پڑھی، فرقہ اسماعیلیہ میں یہ (ابو حنیفہ) ایک لیڈر کی حیثیت رکھتا تھا، اور اس کے باپ ابو عبد اللہ محمد نامی نے طویل عمر پائی، وہ اخبار نفیسہ کا حافظ تھا اور ۳۵۱ھ میں ایک سو چار سال کی عمر میں بمقام قیروان مر گیا۔ ابو حنیفہ مذکور نیک اولاد رکھتا تھا، ان میں سے ابو الحسن علی بن نعمان تھا، جس کو معز فاطمی خلیفہ نے ابوطاہر محمد زحلی کے ساتھ مصر کا قاضی مقرر کیا، نیز ابو حنیفہ مذکور نے ایک بہت بڑی کتاب بنام ”دعائم الاسلام،، جو شیعہ فقہاء کے درمیان مشہور ہے، تصنیف کی، اور ملا مجلسی نے اپنی کتاب ”بحار جلد اول،،

میں لکھا ہے کہ ابو حنیفہ مذکور کٹر شیعہ اثنا عشری ہے لیکن تقیہ کے طور پر ہفت امامی کہلاتا تھا، مزید تفصیل و تشریح کے لئے ”ابن خلکان“، ”تاریخ یافعی“، و ”خط مصر ابن زولاق“ کی طرف رجوع کیجئے۔

قارئین کرام یہ تین حوالے معتبر کتب لغت، تاریخ کے ہیں۔ ”جامع الملغت“، اور ”لغت نامہ دہ خدائے“، یہ دونوں کتابیں پنجاب پبلک لائبریری لاہور میں موجود ہیں۔ ”ابن خلکان“، بھی تاریخ کی معتبر کتاب ہے۔ ان چاروں لغت و تاریخ کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ شیعوں میں ابو حنیفہ نامی بہت بڑا محدث مفسر اور مجتہد اعظم ہوا ہے، حتیٰ کہ ملا مجلسی نے ”بحار جلد اول“، میں یہاں تک لکھ دیا کہ یہ ”ابو حنیفہ“، کٹر اثنا عشری تھا، نیز ”لغت نامہ دہ خدائے“، سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ابو حنیفہ اتنا بڑا فقیہ تھا کہ اس کی کتابیں فقہاء شیعہ میں بہت مشہور تھیں اور اس کا درجہ شیعوں میں ایک ڈکٹیٹر کا سا تھا اور اس ”ابو حنیفہ شیعہ“، کے باپ کا نام ”ابو عبد اللہ منصور“، تھا، بس یہی ”ابو حنیفہ“، ہے جو شیعوں کے مجتہد اعظم علامہ ”زین العابدین“، مصنف کتاب ”ذخیرۃ المعاد“، کا قبلہ و کعبہ ہے اور اسی قبلہ و کعبہ کے قول کو مجتہد ”زین العابدین“، نے نقل کر کے فتویٰ دیا ہے۔

”از ابو حنیفہ نقل شدہ کہ جماع در فرج محارم بالف حریر

جائز است“،

ابو حنیفہ (شیعی) سے نقل ہوا ہے کہ ریشم لپیٹ کر ماں بہن سے جماع

کرنا جائز ہے۔

ہم شیعوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا ان تاریخی دستاویزات کے بعد بھی آپ

لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ شیعوں میں ابو حنیفہ پیدا نہ ہوا ہے؟ مگر بایں ہمہ شیعوں کی ڈھٹائی واقعی قابل داد ہے کہ حوالہ صحیح ہے، سائل و مجیب بھی شیعہ ہے، ”ذخیرۃ المعاد“،

بھی شیعوں کی مذہبی کتاب ہے، اور جس ”ابو حنیفہ“ کے قول کو نقل کیا جا رہا ہے، وہ بھی شیعوں کا مجتہد اعظم ہے، مگر اس کے باوجود تمام شیعہ شور مچاتے ہیں کہ حوالہ غلط ہے۔

سوال: ہمارے ہاں کپڑا پیٹ کر یا بغیر لپیٹے نامحرموں کے قریب جانا حرام ہے اور مسئلہ ”لف حریر“، اہل سنت کی معتبر کتاب ”جامع الرموز“، میں موجود ہے، چنانچہ اس کتاب کے مصنف تحریر فرماتے ہیں: ”اگر کوئی کپڑا پیٹ لیا جائے جو مانع حرارت ہو تو اس پر کفارہ نہیں جیسا کہ جلالی میں مذکور ہے“، اور اسی کی کتاب الصوم میں درج ہے کہ اگر کوئی ایسا کپڑا پیٹ لیا جائے جو مانع حرارت ہو تو اس پر کفارہ نہیں جیسا کہ ”مدیہ“، میں مرقوم ہے، نیز ”بحر الرائق شرح کنز الدقائق“، کی کتاب النکاح میں تحریر ہے کہ اگر کپڑا پیٹ کر اس کے ساتھ اختلاط کیا جائے تو حرمت ثابت نہیں ہوتی جیسا کہ خلاصہ میں درج ہے۔

(حاشیہ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۷۸) (اخبار رضا کار ۱۶ نومبر ۱۹۵۴ء)

جواب: قطع نظر اس کے کہ یہ عبارت ذخیرۃ المعاد کے متن کی نہیں بلکہ حاشیہ کی ہے، جو بعد میں بڑھائی گئی ہے، اس حاشیے کا خلاصہ یہ ہے کہ ”جامع الرموز“، مدیہ اور کنز الدقائق“، کی شرح میں یہ لکھا ہے کہ اگر کپڑا پیٹ کر جماع کیا جائے تو غسل واجب نہیں ہوتا۔ منصف مزاج شیعہ حضرات کی خدمت میں نہایت اخلاص سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو عبارتیں کتب اہل سنت کی طرف منسوب کی گئی ہیں ان سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ”لف حریر“، کے ساتھ محارم سے جماع جائز ہے؟

ان عبارتوں میں نہ محارم کا لفظ ہے، نہ جواز کا بلکہ ایک فرضی صورت قائم کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر کسی نے کپڑا پیٹ کر جماع کر لیا اور طرفین نے حرارت محسوس نہ کی اور انزال بھی نہ ہو تو غسل واجب نہ ہوگا، اور کفارہ یا حرمت ثابت نہ ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف تو اشارہ بھی موجود نہیں کہ ماں بہن سے ریشم پیٹ کر

جماع کرنا جائز ہے، اور نہ یہاں جواز اور محارم کا لفظ ہی ہے، پھر حنفی کتب کے حوالے دینے سے فائدہ؟

نوٹ: مذکورہ بالا تقریر کا پھر ایک بار خلاصہ پڑھئے!

متعہ یا زنا

یہ خالص زنا ہے، صرف نام کا فرق ہے، اور شیعہ اسے نکاح سے تعبیر کرتے ہیں، جو وجوہ ذیل سے غلط ہے۔

۱۔ متعہ سے اصلی غرض شہوت بھانا ہے (الروضۃ البہیۃ صفحہ ۲۸۶/ الاستبصار صفحہ ۵۴۳ ☆ جامع المسائل صفحہ ۱۵۵)

زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، حالانکہ نکاح سے اصلی مقصد تناسل و تولید ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر شیعہ و سنی دونوں متفق ہیں۔

۲۔ متعہ میں ضروری ہے کہ وقت معین ہو (تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴/ مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱/ جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ و صفحہ ۲۵ جلد ۲)

(فائدہ) زنا میں بھی یہی ہوتا ہے کہ زانی اپنی محبوبہ سے چند گھڑیاں ملاقی ہو کر بھاگ جاتا ہے، یا کنجری بازی کا دوسرا نام متعہ ہے کہ وہاں بھی یہی بات ہوتی ہے، حالانکہ نکاح میں دائمی اور ابدی رشتہ وابستہ کیا جاتا ہے جو سنت انبیاء کرام ہے، اس پر شیعہ و سنی دونوں متفق ہیں۔

۳۔ متعہ میں اظہار و اشتہار بھی ضروری نہیں (تہذیب الاحکام باب النکاح) فائدہ: زنا بھی چوری چھپی کا سودا تو ہے ہی، نکاح کا رشتہ کھلم کھلا عام برادری احباب دوست سب اس عقد میں جمع ہوتے ہیں تاکہ خوب تشہیر ہو بلکہ دف بجانا وغیرہ وغیرہ ہر طرح کی تشہیر ہوتی ہے۔

۴۔ متعہ میں اول دام پھر کام (مصباح المسائل صفحہ ۲۶۱ تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴/

تنبیہ المنکرین ص جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ وفروع کافی صفحہ ۴۴)

(ف) یہی زنا یا کنجری بازی میں ہوتا ہے کہ پہلے محبوبہ کنجری کے ہاتھ میں مقرر کردہ دام پھر کام، اور نکاح میں مہر معجلا بھی ہوتا ہے اور مؤجلا بھی۔

۵۔ متعہ میں خرچی جتنا چاہو زیادہ ہو یا کم، خواہ مٹھی بھر گندم ہو، (کافی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲/ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ وفروع کافی صفحہ ۴۳ جل ۲/ صفحہ ۴۵ جلد ۲۔ مٹھی بھر کی تصریح)

فائدہ) نکاح میں شرعی مہر کی مقدار کا تعین ضروری ہوتا ہے، اور زنا میں وہی بات ہے۔
کنجراور کنجری راضی پھر کیا کرے ملّا قاضی

۶۔ جبراً کسی عورت سے زنا کر لیا جائے، تو بھی شیعوں کے نزدیک نکاح ہو جاتا ہے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زانی مرد و عورت کو سنگسار کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ تو نکاح ہے واقعہ یوں ہوا کہ ایک اجنبی مسافر عورت نے کسی سے پانی مانگا تو مرد نے کہا کہ زنا پر راضی ہو جا تو پانی پلاؤں گا، چنانچہ وہ راضی ہو گئی، تفصیلی واقعہ فروع کافی صفحہ جلد ۳/ کتاب الروضہ صفحہ ۴۱۶ میں ہے۔

(ف) اگرچہ یہ سراسر حضرت علی پر بہتان ہے، ورنہ سلیم الطبع انسان سوچے کہ یہ زنا بالجبر نہیں تو اور کیا ہے۔

۷۔ متعہ لا تعداد عورتوں سے جائز ہے (ضیاء العابدین صفحہ ۱۱۳ ☆ کافی صفحہ ۱۹۱ جلد ۲ ☆ جامع المسائل صفحہ ۳۳۱ ☆ الروضۃ البہیہ شرح لمعہ نہ مشقیہ ☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ وفروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲) (الاستبصار صفحہ ۵۱۱)

(ف) زنا میں یہی ہوتا ہے کہ ان گنت سے جس طرح چاہے جیسے چاہے کرے کیوں کہ عربی مقولہ ہے:

إِذَا فَاتَ الْحَيَاءُ فَاَفْعَلْ مَا شِئْتَ جب حیا ہی نہ رہا تو جو جی چاہے کر

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

اور نکاح میں صرف چار عورتوں تک اجازت ہے، بلکہ سیدنا شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں کسی دوسری عورت سے نکاح کی اجازت نہ تھی۔

۸۔ متعہ میں گواہوں کی ضرورت بھی نہیں

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲ ☆ الاستبصار صفحہ ۴۳)

(ف) یہ زنا ہی تو ہے، ورنہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا لازمی اور ضروری ہے۔ اگر متعہ بھی نکاح ہوتا تو اس میں بھی گواہ ہونے لازمی ہوتے لیکن چونکہ یہ زنا ہے، اس لئے زنا کی طرح چوری چھپے ہی ہوتا ہے، گواہوں سے تو اعلان ہو جاتا ہے۔

۹۔ متعہ میں زن و شوہر کے درمیان حق وراثت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ الروضة البہیہ ☆ ضیاء العابدین صفحہ ۹۱ ☆ جامع عباسی صفحہ

۲۵۷ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ صفحہ ۴۵ و صفحہ ۴۷ ☆ مصباح المسائل صفحہ ۲۴۱)

۱۰۔ متعہ میں طلاق کا تصور ہی نہیں۔

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ ☆ الروضة البہیہ ☆ مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ رسالہ

فقہ ملا باقر مجلسی ☆ کتاب الفراق ☆ تحفۃ العوام صفحہ ۴۸۶ ☆ فروع کافی صفحہ

۴۳ جلد ۲)

(ف) یہی زنا ہے کہ جب مرد اور عورت نے اپنا منہ کالا کیا تو اس کے بعد

متعہ کی طرح فارغ، اصلاً نکاح میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ مرد اور عورت

دائمی زندگی خوشی خوشی گزاریں اگر خدا نخواستہ آپس میں نہیں گزار سکتے تو طلاق دی

جائے اور اس کی تصریحات قرآن مجید میں جا بجا ہیں۔

۱۱۔ متعہ میں جب طلاق ہی نہیں تو عدت کیسی؟،،،، اسی طرح عورت مرد کے نکاح میں ہی نہیں تو عدت وفات کیسی؟ بہر حال متوعہ (متعہ والی) عورت کی عدت نہیں (کافی صفحہ ۹۳ جلد ۱☆ فروع کافی صفحہ ۲۴ جلد ۲)

فائدہ) یہی بات زنا میں ہے کہ وہاں عدت کیسی اور عدت کا تصور ہی کیوں، حالانکہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر عورت کی عدت کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

۱۲۔ متعہ میں عورت کو نان و نفقہ نہیں دیا جاتا۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۲۶☆ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ) وہی خرچی جو عقد میں مقرر ہوئی وہی کافی ہے، یہی زنا میں ہے کہ کنجری کے کوٹھے پر جاتے وقت جو کچھ خرچی طے ہوگی، وہ دینی پڑے گی، اس کے سوا اللہ خیر سلا، حالانکہ نکاح میں نان و نفقہ ضروری اور لازمی ہے، جسے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے، علاوہ ازیں

۱۳۔ ایلا (جامع صفحہ ۲۵۷)

۱۴۔ اظہار (صفحہ ۲۵۷) ۱۵۔ احسان

۱۶۔ لعان (جامع صفحہ ۲۵۷) وغیرہ بھی نکاح کی علامات سے ہیں، لیکن متعہ میں تو ایک بھی نہیں بلکہ اس میں صاف اور واضح طور پر زنا کی علامات پائی جاتی ہیں، اس کے باوجود بھی کوئی متعہ کو جائز سمجھے تو یقین رکھے کہ جیسے قیامت میں زانی کو سخت سزا ہوگی، اسی طرح متعہ کرنے والے کو۔

۱۷۔ متعہ میں اوقات بڑھانا گھٹانا بھی ہوتا ہے (فروع کافی صفحہ ۲۵ جلد ۲)

۱۸۔ متعہ کی عورت زانیہ (کنجری) کی طرح ہر شیعہ کا مشترک کھاتا ہے۔

(فروع کافی صفحہ ۲۶ جلد ۲)

متعہ کے مسائل

(مسئلہ) شریعت شیعہ میں متعہ ضروری ہے (حق الیقین صفحہ ۶۳۰)

(مسئلہ) رنڈی سے بھی باکراہت متعہ جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳ ☆ تحفۃ العوام ☆ مصباح المسائل ☆ ذخیرۃ

المعاد ☆ وغیرہ)

یاد رہے کہ کراہت جواز پر دلالت کرتی ہے، جیسے پیاز تھوم وغیرہ اگرچہ مکروہ

ہیں مگر جائز ہیں۔

(مسئلہ) متعہ میں یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ دن میں جماع کروں گایارات

میں، ایک دفعہ کروں گایا دو دفعہ۔ (الروضۃ البہیہ صفحہ ۲۸۶ ☆ جامع عباسی

صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ کی شے ہے تو اسے جس طرح چاہو کرو۔

(مسئلہ) بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے بھی باجائزات منکوحہ متعہ جائز ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۳۶۶)

(مسئلہ) لواطت بھی جائز ہے (الاستبصار صفحہ ۱۳۰ ☆ فروع کافی صفحہ ۴۶

جلد ۲ ☆ مختصر نافع صفحہ ۸۶ ☆ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱

(مسئلہ) اور پھر اس میں غسل بھی نہیں (فروع کافی)

ف) یہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا۔

(مسئلہ) عورت مملوکہ کی فرج عاریۃ دینا بھی جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۲ ☆ استبصار)

(مسئلہ) ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر جماع جائز ہے (ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵)

(مسئلہ) یہودی نصرانی و دیگر اہل کتاب سے متعہ جائز ہے (تحفۃ العوام)

خلاصہ اینکہ

قلم روکتے روکتے بہت دُور چلا گیا لیکن مقصد سے باہر کی باتیں نہیں بلکہ متعہ کے موضوع کی ہی بات رہی، اگرچہ ناظرین اسے طوالت سے تعبیر کریں گے، لیکن سچ پوچھئے تو فقیر نے اختصار سے کام لیا ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب میں نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ سے اتنی دلچسپی نہیں لی گئی، جتنا متعہ وغیرہ کے مسائل و احکام سے دل بہلایا گیا ہے، چنانچہ فقیر کی درج کردہ سطور بالا روایات سے اندازہ کریں کہ باوجود اختصار کے کتنا مضمون لمبا ہو گیا ہے، اب متعہ کے فضائل ملاحظہ ہوں۔

فضائل متعہ اور ثواب

اہل بیت سے روایت ہے جو صرف رضائے خدا اور مخالفت منکرین کے واسطے متعہ کرے تو جو کلمہ کہ اپنی زوجہ متاعی سے کرے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ بڑھائے اُس کی طرف تو ہر کلمہ اور ہر دست اندازی کے عوض ایک نیکی اس کے واسطے لکھی جاتی ہے، اور جب نزدیکی کرتا ہے تو ایک گناہ اس کا بخش دیا جاتا ہے، اور جب غسل کرے تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر گناہ اس کے بخش دیئے جاتے ہیں، اور حضرت جبرئیل نے رسول خدا سے عرض کی کہ جناب باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو تیری امت میں سے متعہ کرتا ہے، تو میں گناہ اس کے بخش دیتا ہوں۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵ ☆ صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نول کشور)

لیجئے ہر دست اندازی کے عوض ایک گناہ جھڑ رہا ہے اور پھر غسل کے بعد تو گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، اس سے زیادہ اور کیا چاہئے، لذت بھی اور ثواب

بھی اور جنت کی سیٹ بھی۔

متعہ خدا کی رحمت ہے؟

کسی نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے مقدمہ متعہ میں عرض کی کہ میرے چچا کی لڑکی کے پاس مال بہت ہے اور مجھ سے کہتی ہے کہ جانتا ہے تو کہ بہت سے آدمی میری طلب کرتے ہیں اور میں کسی سے نکاح پر راضی نہ ہوئی اور رغبت مجھے مردوں سے نہیں لیکن جب سے سنا ہے کہ خدا اور رسول خدا نے متعہ کو حلال کیا ہے اور عمر نے اسے حرام کیا تھا تو چاہتی ہوں خدا اور رسول کی اطاعت اور مخالفت عمر میں متعہ کروں اس لئے تو مجھ سے متعہ کر! حضرت نے فرمایا: جا متعہ کر کہ خدا دونوں متعہ لرنے والوں پر صلوة اور رحمت بھیجتا ہے۔ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۰)

لیجئے چچا زاد بہن پر اگر دل آجائے تو اس سے بھی متعہ کیا جاسکتا ہے، حضرت امام باقر فرماتے ہیں دونوں پر خدا صلوة و رحمت بھیجتا ہے (معاذ اللہ)

متعہ نہ کرنے والے کی سزا

(۱) المتعہ بالبکر یکرہ للعب علی اہلہا (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)
باکرہ کے ساتھ متعہ مکروہ ہے کیوں کہ اس کے رشتہ داروں میں اس پر عیب لگتا ہے۔

(۲) لا باس ان تمتع بالبکر ما لم یفرض علیہا عادة کراہۃ للعب علی اہلہا (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کوئی حرج نہیں کہ کنواری عورت سے فائدہ اٹھایا جائے، جب تک اس سے جماع نہ کیا جائے، واسطے اس کے خاندان کی ہتک کے۔

گویا باکرہ کنواری عورت سے بھی متعہ جائز ہے مگر مکروہ ہے وہ بھی صرف اس لئے کہ لڑکی کے خاندان والوں پر دھبہ لگتا ہے، مگر سوال یہ ہے کہ اس میں دھبہ کی بات تو کچھ بھی نہیں کیونکہ متعہ تو ایک محبوب فعل ہے اور اس کے کرنے والوں کو امام حسین کا درجہ مل جاتا ہے، نہ صرف یہ بلکہ جو متعہ نہ کرے وہ قیامت کے دن نک کٹا اٹھایا جائے گا، چنانچہ

(۳) تنبیہ المنکرین کے صفحہ ۲۵۴ پر ہے:

(معاذ اللہ) حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَتَمَتَّعْ وَجَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ أَجْدَعُ ☆
جس نے دنیا سے بغیر متعہ کئے کوچ کیا وہ قیامت کے دن نک کٹا اٹھایا جائے گا۔

اس روایت سے تو ہر شیعہ پر متعہ ضروری ہو گیا، ورنہ کل قیامت میں جہاں اور شیعہ ناک کو سنبھالے ہوں گے متعہ نہ کرنے والے غریب شیعہ کی ناک کٹی ہوگی، وہ صرف اس لئے کہ دنیا میں متعہ کر کے اس نے بہشت کے اتنا بڑے درجات کیوں نہ حاصل کئے۔

میرے خیال سے کوئی شیعہ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہوگا، کیونکہ اتنے بڑے ثواب سے کون محروم رہے، اس کے علاوہ قیامت میں ناک کٹ جائے تو پھر کیا عزت رہی۔

(۱) متعہ کرتے وقت جو کلمہ اپنی محبوبہ (ممتوعہ) سے کر لے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ لگائے تو اسے ہر کلمہ اور دست اندازی کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور جب نزدیکی کرتا ہے، اس کا گناہ بخشا جاتا ہے، اور جب غسل کرتا ہے تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے

فرمایا:

”جو تیری امت سے متعہ کرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دوں گا،“

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵)

(۲) جو شخص ایک بار متعہ کرے اسے امام حسین اور جو دو بار کرے اسے امام حسن اور جو تین بار کرے اسے حضرت علی اور جو چار بار کرے اسے حضرت رسول کریم کا درجہ مل جاتا ہے۔

(برہان المحقق صفحہ ۵۲م ☆ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۲ جلد ۶ ☆ (ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۵) (ف) پانچویں بار کرنے سے خدا کا درجہ مل جاتا ہوگا، لیکن راوی نے قلم روک لیا، ممکن ہے، تقیہ کر کے نہ لکھا ہو، تا کہ راوی جہاں متعہ کے درجات لکھ کر ثواب پا گیا، ایسے وہاں تقیہ سے بھی اجر عظیم کا مستحق ہو۔

(۳) متعہ میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑنے سے تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل جاتے ہیں اور غسل جنابت کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا کرتا ہے، جو اس کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اس کا ثواب تا قیامت متعہ کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔

(خلاصہ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)

متعہ ٹکٹ ہے جہنم سے آزاد ہونے کی

منہج الصادقین میں ہے کہ۔۔۔ صفحہ ۲۰ جلد ۵۔

من تمتع مرة واحدة عتق ثلثه من النار انھ

جس نے ایک بار متعہ کیا تیسرا حصہ اس کا آتش جہنم سے آزاد ہوا۔

گویا تین بار متعہ کرنا مکمل جہنم سے آزادی کا درس ہے، یہ نیا کورس صرف

شیعہ مذہب سے سنا ہے۔

(۱) جو شخص عمر میں ایک مرتبہ متعہ کرے وہ اہل بہشت سے ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۲۶۵)

(۲) عذاب نہ کیا جائے گا وہ مرد اور عورت جو متعہ کرے (تحفۃ العوام صفحہ

(۲۶۵)

(۳) جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ اللہ تعالیٰ قہار کے غضب سے بچ گیا،

اور جو دوبارہ کرے وہ قیامت کے دن نیکو کار لوگوں کے ساتھ اٹھے گا، اور جو تین بار

کرے وہ روضہ جنت میں چین اڑائے۔ (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

(۴) حضرت سلمان فارسی وغیرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور علیہ

الصلاۃ والسلام کی محفلِ پاک میں حاضر تھے، آپ نے سامعین کو ایک بلیغ خطبہ میں

ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! اللہ کی طرف سے ابھی جبریل علیہ (الصلاۃ والسلام) میری

امت کے لئے بہترین تحفہ لائے ہیں، جو میرے سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا

اور یہ تحفہ مومنہ عورت (شیعہ) سے متعہ کرنا ہے، یاد رکھو! یہ متعہ میری سنت ہے،

میرے زمانہ میں یا میرے وصال کے بعد جو بھی اس سنت (متعہ) کو قبول کرے اس

پر عمل کرے گا بلکہ اس پر مداومت کرے گا تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، اور جو اس

کی مخالفت کرے گا تو وہ خدا تعالیٰ سے مخالفت کرتا ہے، اور جو بھی اس مجلس میں بیٹھنے

والوں سے میرے اس حکم کا انکار کرے کہ وہ میرے ساتھ بغض کرتا ہے، فلہذا اس لو کہ

میں اُس کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دوزخی ہے، جان لو کہ جو زندگی میں صرف ایک

بار متعہ کرے گا تو وہ اہل بہشت سے ہوگا، اور جان لو کہ جو شخص عورت سے متعہ کرنے

کے لئے بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک فرشتہ (پیشل) نازل

ہوگا، جو ان دونوں کی نگہبانی کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس فعل سے فارغ ہو جائیں، اس متعہ کرتے وقت یہ دونوں جو کلمہ منہ سے نکالیں گے، ان کے لئے تسبیح و ذکر اور کارِ ثواب بن جائے گا، اور جب یہ دونوں ایک دوسرے سے یک جان ہوں گے تو ان سے زندگی کے تمام گناہ معاف، اور جب وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیں گے، تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ہر بوسہ کے عوض حج و عمرہ کا ثواب بخشے گا، جب متعہ کے کام میں مشغول ہوں گے تو ہر لذت و شہوت کے جھونکے پر ان کے نامہ عمل میں ان گنت نیکیاں لکھی جائیں گی، ایک نیکی بڑے بلند بہاؤ کے برابر ہوگی، جب شہوت بجھا کر فراغت پائیں گے تو غسل کی تیاری کریں گے، تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرمائے گا کہ دیکھو! میرے ان دونوں بندوں کو اب وہ لذت بجھا کر اٹھے ہیں اور نہانے کا انتظام کر رہے ہیں، اے میرے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان دونوں کو بخش دیا ہے، جان لو! کہ ان کے بدن پر غسل کا پانی ان کے جس بال سے گزرے گا تو اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے میں ان کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا، اور دس گناہ معاف فرمائے گا اور دس مرتبے بلند فرمائے گا۔ یہ تقریر سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس شخص کا ثواب بھی بیان فرمائیے جو متعہ کے رواج دینے میں جدوجہد کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے ان دونوں متعہ کرنے والوں کو ثواب ملا ہے یعنی اس کو دو ہر ثواب نصیب ہوگا،

پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

”اے علی! متعہ کرنے والے مرد اور عورت جب غسل سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو ان کے غسل کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اس متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں، اے علی! جو شخص متعہ سے محروم رہے گا وہ نہ میرا ہے اور نہ تیرا،“

(خلاصہ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

غور کیجئے! متعہ شیعہ کو ایک ایسا تحفہ نصیب ہوا جو نہ سابقہ امتوں میں سے کسی کو نصیب ہوا اور نہ ہی شیعوں کے سوا کسی دوسرے فرقہ کو ملا، اور نہ ملنے کا امکان ہے، اور ثواب کا تو حساب ہی کیا کہ لاکھوں سال بہت بڑی عبادات متعہ کے صرف ایک بوسہ کی عبادت کا مقابلہ نہ کر سکیں، متعہ میں متاعی عورت سے حساب چکانے سے لے کر تا فراغت نامعلوم کتنے انوار و تجلیات سے نوازا جاتا ہے، بلکہ متعہ سے فراغت پانے کے بعد بیچارے متعہ کرنے والے مرد اور عورت اپنی طاقت کا سرمایہ کھو بیٹھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر فرشتوں کی جماعت کے سامنے ان کے اس جہاد کی تعریف کرتا ہے، طرفہ یہ کہ متعہ کرنے سے کروڑوں فرشتے پیدا ہوتے ہیں، گویا متعہ نوری جماعت کی ایجاد کی فیکٹری ہے، گُن کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اتنے فرشتے نہیں بنائے ہوں گے، جتنے متعہ کی فیکٹری سے شیعوں کے گھروں میں بنتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم: متعہ کے برکات بیان کرنے کے لئے نہ زبان کو طاقت ہے اور نہ ہی قلم کو ہمت۔

متعہ سے محروم ہونے کی سزا

یہ نہ سمجھنا کہ شیعوں کے نزدیک متعہ کوئی ایسا ویسا عمل ہے بلکہ اتنا ضروری ہے کہ نہ کرنے والے کو سخت سے سخت سزا دی جائے، چنانچہ چند احادیث شیعہ مذکور ہو چکی ہیں، چند اور سن لیجئے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”وہ ہماری جماعت سے خارج ہے جو متعہ کو حلال نہیں سمجھتا،“ (خلاصہ المنہج صفحہ ۲۵۱)

(۲) ایک شخص نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں نے قسم کھائی کہ متعہ نہیں کروں گا، اب پریشان ہوں کہ کیا کروں؟ آپ ناراض ہو کر

فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے رُوگردانی کی قسم کھائی ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے رُوگردانی کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے۔

مصنف خلاصۃ المنہج صفحہ ۱۲۹ اس روایت کو نقل کر کے لکھتا ہے:

بنابرین روایت ہر کہ متعہ نہ کند دشمن خدا تعالیٰ باشد۔

یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

اس کے بعد اہل سنت یعنی منکرین متعہ کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

پس آیا حال منکران او چہ باشد۔

یعنی جب متعہ کا قاتل ہو کر بھی متعہ نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، تو پھر

اس غریب مسلمان پر کتنا غضب خداوندی ہوگا، جو متعہ کا منکر ہے۔

(۳) حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ صحیح روایت منقول ہے اپنے صحابہ

سے فرمایا کہ ابھی میرے ہاں جبریل (علیہ الصلاۃ والسلام) تشریف لائے ہیں اور

فرمایا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ آپ کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ آپ

اپنی امت سے فرمادیجئے کہ وہ متعہ کریں اس لئے کہ متعہ نیک لوگوں کی سنت

ہے، ورنہ سن لیجئے کہ آپ کا جو امتی قیامت کے دن میرے ہاں حاضر ہوگا اور اس نے

متعہ نہ کیا ہوگا تو اس کی تمام نیکیاں چھین لی جائیں گی۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن لیجئے! مومن شیعہ جب صرف ایک

درہم چار آنہ متعہ میں خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسری نیکیوں میں ہزار درہم

کے خرچ سے یہ خرچ بہتر و اعلیٰ ہے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن لیجئے کہ بہشت میں چند مخصوص حوریں

بیٹھی ہیں جو صرف متعہ کرنے والوں کو نصیب ہوں گی، ان کی طرف باقی کسی کو دیکھنے

تک بھی نہ دیا جائے گا۔

اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی متعہ کی بات چیت کسی عورت سے طے کرتا ہے، اس کی شان اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ وہیں پر ہی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اور ساتھ ہی وہ متاعی عورت بھی بخشی جاتی ہے، بلکہ ہاتھ غیبی اُسے ندا دیتا ہوا مبارک پیش کرتا ہے:

”اے مرد قلندر شاہ باش! تیرے تمام گناہ بخشے گئے، نیکیاں اتنی دی گئیں کہ تو گننے سے عاجز آ جائے گا، اور وہ عورت جو حساب متعہ طے کر کے معاف کر دیتی ہے تو اس کی کمائی ٹھکانے لگ گئی، اس لئے کہ اس کی ہر چونی پر قیامت میں اسے چالیس ہزار نور کے شہر ملیں گے (گویا بہشت میں وہ ملکہ الزبتھ کا عہدہ سنبھالے گی) اور ہر چونی کے بدلے دنیا و آخرت میں ستر ہزار مرادیں پوری کی جائیں گی (پھر تو متعہ کی سودے بازی سے شیعہ عورتیں قابل رشک ہیں، کہ حج کرنے پر بھی اتنی مرادیں نہ پاسکیں، جو متعہ کی خرچی معاف کرنے پر پائی) اور ہر چونی کے عوض اس کی قبر پر نور ہوگا۔

یعنی مرنے کے بعد قبر نُورِ علی نُور ہو جائے گی، متعہ پاک کے صدقے شیعہ عورت کا بیڑہ پار ہی پار اور ہر چونی پر قیامت میں اس عورت کو ستر ہزار بہشتی اور نورانی پوشاک پہنائی جائے گی، باقی اور کیا چاہئے؟ شیعہ عورت بڑی خوش قسمت ہے کہ چار آنے پر اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ اس عورت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

(کذافی خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۳)

ف) میرے خیال میں یہ فرشتے وہ ہوں گے جو متعہ سے پیدا ہوئے اس لئے کہ پاک بی بی کی مغفرت کے لئے بھی ایسے ہی پاک فرشتے چاہئیں، بہر حال متعہ شیعہ کے لئے ایک مقدس اور بلند مرتبہ عمل ہے، اور سچ پوچھو تو اسی پاک عمل کی

برکت ہے کہ جس سے شیعہ مذہب ترقی کرتا ہے اور اس میں داخل وہی لوگ ہوتے ہیں جن پر شہوت کا بھوت سوار ہو، آزمانا ہو تو عاشوراء کے دنوں میں خوش منظر ملاحظہ فرمائیں۔

حرفِ آخر

مذکورہ بالا بیانات ہر ذی فہم کی متعہ سے نفرت و طبعی کراہت کے لئے کافی ہیں لیکن تسلی کے لئے متعہ کی حرمت کے دلائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بھی ضروری ہیں، اس لئے ہم چند دلائل قرآن و حدیث سے پیش کرتے ہیں۔ یہ۔۔۔۔۔
التوفیق للہدایۃ والصواب۔

باب اول

حرمتِ متعہ کے دلائل از کتاب اللہ

قرآن کریم نے اپنی تفہیم کے جو اصول مقرر کئے ہیں اُن کو ظاہر کر دیا جائے تاکہ انہیں اصول کی رو سے آیات قرآنی کے معانی کئے جائیں۔

قاعدہ کا نمبر ۱:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ○

ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو۔ (یوسف/۲)

یعنی قرآن شریف کے الفاظ بلحاظ لغت انہیں معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں جن معنوں میں کہ یہ الفاظ بوقت نزول قرآن استعمال کئے جاتے تھے، الفاظ قرآن و عربی زبان میں حقیقت و مجاز استعارہ و کنایہ، تشبیہ و تمثیل وغیرہم کے اظہار میں یکساں طور پر استعمال ہوئے ہیں ورنہ ”لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ“ بے معنی فقرہ ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:

وَلَوْ كَانُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ، لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ○

اور اگر یہ (قرآن) سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بے شمار

(نساء/۸۲)

اختلاف ہوتا۔

یعنی اللہ پاک کے کلام میں تنقیص فی الاحکام نہیں ہو سکتا اور اگر کہیں غلط

تاویل بھی کی جائے تو خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہوں پر اس کی مصلح آیات رکھ دی ہوئی ہیں، جن کی مدد سے غلطی کا ازالہ اور رفع تنقیص کیا جاتا ہے اور یہی معنی ”إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ“ کے ہیں، وگرنہ حق تعالیٰ نے قرآن کی حفاظت کے واسطے مصلح فوج تو رکھی نہیں ہوئی، اگر حفاظ کے ذریعہ سے الفاظ کی حفاظت چلی آتی ہے تو معانی کی حفاظت کے لئے خود قرآن میں مصالح موجود نہ ہو تو یہ لفظی حفاظت دراصل کچھ حفاظت نہیں اور اللہ کے محافظ ہونے پر اسی طرح حرف آئے گا جس طرح تحریف بالالفاظ سے آسکتا ہے کیوں کہ معانی دونوں طرح زائل ہو جاتے ہیں، خواہ تحریف باللفظ ہو یا تحریف بالمعنی، القصہ جہاں کہیں کسی آیت کے معانی میں اختلاف وارد ہو تو لغت عربی اور دیگر آیات کی مدد سے اس اختلاف کی اصلاح کرنی چاہئے۔

قرآنی دلائل

(۱) اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم سورہ نساء کے شروع میں بایں الفاظ صادر فرمایا ہے:

فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنً وَثُلَّةً وَرُبْعًا طَاقَانُ خِفْتُمْ ا
لَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ اَدْلَىٰ اَلَّا تَعْوَلُوا ۝ وَاَتُوا النِّسَاءَ
صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً ط (نساء/۳، ۴)

پس نکاح کرو جو عورتوں میں سے تمہیں پسند آئیں، دودو، تین تین، چار چار، پھر اگر تم کو اندیشہ ہو کہ ایک سے زیادہ بیبیاں نکاح کرنے کی صورت میں تم انصاف نہیں کر سکو گے تو بس ایک ہی عورت سے نکاح کرنا یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اس پر قناعت کرنا، نا انصافی سے بچنے کے لئے یہ تدبیر زیادہ تر قرین مصلحت ہے، اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے ڈالو۔

یہ آیت پڑھ کر ذیل کے سوالات قدرۃ دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) کیا دنیا بھر میں جو آزاد عورتیں ہیں خواہ وہ ہماری رشتہ دار ہیں یا غیر رشتہ

دار، ان سب سے بلا امتیاز ہمیں نکاح کے لئے انتخاب کا حق حاصل ہے، یا ان میں سے بعض ہماری حدود انتخاب سے خارج بھی ہیں۔

مہر دینا کب لازم آتا ہے اور کس قدر؟

(۲) نمبر ۱۔ کی نسبت حق تعالیٰ از قبیل تخصیص بعد تعیم صریح آیات کے

ذریعہ ان عورتوں کا ذکر تفصیلاً کر دیتا ہے جس سے ہم نکاح نہیں کر سکتے قولہ تعالیٰ:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأُحْلٌ لَّكُمْ مَا وَرَاءَ

ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ○ (نساء/۲۳، ۲۴)

حرام کر دی ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں وغیرہم

اور ان حرام شدہ عورتوں کے علاوہ عورتیں تم پر واسطے نکاح کے حلال ہیں، بشرطیکہ ان کو

مال خرچ کر کے حاصل کرو اور احسان کرنے والے ہونہ کہ اسفاح کرنے والے۔

یعنی قید نکاح میں لانے کے لئے تم پر حلال ہیں، نہ اس لئے کہ تم محض ان

سے شہوت رانی کرو، پس سوال اول کا جواب یہ ہے کہ ان حرام شدہ عورتوں کے علاوہ

زمانہ بھر کی آزاد عورتیں ہم پر حلال ہیں اور ہم ان سے شرعی طور پر نکاح کر سکتے

ہیں (مگر غیر مسلم کو مسلمان کر کے)

مزید تفصیل فقیر کی کتاب ”حسن البیان فی اصول تفسیر القرآن“،

میں دیکھئے!

سوال نمبر ۲ کا جواب بھی از قبیل تخصیص بعد تعیم ہے۔

سورۃ بقرۃ سورۃ نساء میں علی الترتیب یوں ہے۔

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ○

جب تم اپنی منکوحات سے فائدہ اٹھا لو یعنی مقاربت حاصل کر لو تو ان کے

مقرر کردہ مہر پورے ادا کرو۔ (نساء/۲۴)

نیز فرمایا:

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً
فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ط (بقرہ/ ۲۳۷)

اگر منکوحہ عورتوں کو ان سے مقاربت کئے بغیر طلاق دے دو تو ان کا مہر جو مقرر ہو چکا ہے، اس سے نصف کو ادا کر دو، لیکن اگر صورت ایسی ہے کہ کوئی مہر مابین فریقین مقرر نہیں ہوا تھا تو بحکم علی الموسع قد کاٹ مرد اپنی حیثیت کے مطابق کچھ دے دے۔

مذکورہ بالا دو سوالوں اور ان کے جوابوں کو مد نظر رکھتے ہوئے خلاصہ کلام یہ ہوا کہ لونڈیوں کے علاوہ دنیا بھر کی آزاد عورتیں (ماسوائے محرمات) ہم پر نکاح کے لئے حلال ہیں، (بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں، غیر مسلمہ سے نکاح حرام ہے) اور ان حلال شدہ عورتوں کے ساتھ سوائے نکاح کے ہمیں مقاربت کا کوئی حق نہیں۔ پھر نکاح کے پیچھے اگر ہم انہیں طلاق دیں تو اگر ہم نے ان سے جماع کیا ہے تو پورا مقرر کردہ مہر ورنہ نصف مہر دینا واجب آتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ وَالَّذِينَ هُمْ لِأُفْرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
الْأَعْلَىٰ أَرْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ
ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ط (مؤمنون/ ۱ تا ۷)

تحقیق مراد والے اپنی مراد کو پہنچ گئے..... اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی عورتوں اور اپنی لونڈیوں سے کہ ان میں ان کو کچھ الزام نہیں ہے لیکن ان کے علاوہ جو کسی اور کے طلبگار ہوں تو وہی لوگ حدود شرع سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوائے منکوحات و مملوکات کے اور کسی عورت کے سامنے ہمیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت لازم ہے جو اس کے خلاف عمل کرے وہ خدا کا باغی ہے۔ اس آیت کریمہ میں ”فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ“، بالخصوص غور طلب ہے، یہی ایک فقرہ حرمت متعہ کے لئے ناقابل تردید سند ہے۔ اس فقرہ میں ”فا“، حرف تعقیب بطور تفریع کے استعمال ہوا ہے، اور چونکہ یہ ”من“، اسم موصول پر لگا ہوا ہے، اس لئے جملہ مابعد کی جو فرع ہے اپنے جملہ ماقبل سے جو اس کا اصل ہے، مربوط کرتا ہے ”ذلک“، اسم اشارہ مفرد ہے، جس کا مشار الیہ بلحاظ معانی کے وہ کام ہے جس کا ذکر قبل آچکا ہے، یعنی حفاظت فرج از زنان بغیر از ازوج و مملوکات، پس اس فقرہ کے معنی ہوئے کہ جو شخص اپنی منکوحات و مملوکات کے علاوہ کسی اور عورت سے مقاربت کرتا ہے، وہ یقیناً شرعی حدود کو توڑنے والا ہے، جس کی سزا بہ مطابق حکم باری تعالیٰ۔

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو پھلانگے تو وہی ظالم ہیں۔ (بقرہ / ۲۲۹)

اور ظالموں کی سزا سوائے جہنم کے اور کیا ہو سکتی ہے۔

سوال: از ن محموعہ بھی از اوج میں شامل ہے کیوں کہ زوجہ دو طرح کی ہوتی ہے، ایک دائمی جس میں میراث نفقہ و طلاق ہے، اور ایک منقطع کہ جس میں یہ اوصاف نہیں ہوتے، لیکن کہتے اس کو زوجہ ہی ہیں جیسے صلوٰۃ کئی طرح کی ہوتی ہے (ایک وہ جس میں اذان و اقامت اور جماعت ہے، اور ایک وہ جس میں یہ اوصاف نہیں ہوتے لیکن کہتے دونوں کو صلوٰۃ ہی ہیں۔

(برہان المسعہ وغیرہ)

جواب: جہاں کہیں اللہ پاک نے لفظ ”زوجہ“، یا ”ازواج“، قرآن پاک

میں استعمال کیا ہے، اس کے معانی منکوحہ یا منکوحات کے سوائے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۝

اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ (اعراف/۱۹)

حضرت حوا جناب ابوالبشر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زن منکوحہ تھیں نہ کہ مسموعہ کیوں کہ آپ دائمی زوجہ تھیں، نہ کہ وقتی بیوی کہ ”ہر مقامے و ہر زنی کے مطابق تبدیل ہوتی رہی ہوں۔“

(۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ (احزاب/۲۸)

اے نبی اپنی عورتوں سے کہہ دو ارح.....

یہ امر متفق علیہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک صحبت میں کوئی زن مسموعہ نہ تھی، جملہ ازواج مطہرات بذریعہ نکاح اُن کی زوجیت میں آئی تھیں، شیعہ صاحبان آں جناب کی کسی ایسی زوجہ کا نام پیش کریں جو صیغہ متعہ کے ذریعہ سے زوجہ منقطعہ بنی ہو۔

(۳) زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب/۳۷)

اے نبی ہم نے اس عورت کو تیری زوجہ بنا دیا ہے۔

کیا حضرت زید کی مطلقہ ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہ زن مسموعہ تھیں یا بذریعہ نکاح سلسلہ زوجیت میں آئی تھیں۔

(۴) ”أَنْ تَبَدَّلَ بَيْنَ مِنْ أَزْوَاجٍ“، (احزاب/۵۲)

کہ اپنی ازواج میں سے تبدیل کرو

اس جگہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحات کا ہی ذکر ہے، نہ کہ

مسموعات کا جو کبھی آپ نے اپنی نفس پر حلال نہیں کیں۔

(۵) وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ (الانبیاء/ ۹۰)

حضرت زکریا کے لئے ہم نے اس کی بیوی کو دُرست کر دیا۔
کیا حضرت زکریا بھی آج کل کے ابوالہوسوں کی طرح سفری بیویاں رکھا کرتے تھے جن میں سے ایک کی شفا یابی کی خوشخبری جناب باری تعالیٰ کے ہاں سے نازل ہوئی ہے۔

ان سب مثالوں سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ زوجہ جس کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، اس کا اطلاق صرف منکوحہ پر ہی ہو سکتا ہے اور بس، بیچاری مسموعہ کسی طرح بھی ازواج کے زمرہ میں داخل نہیں ہو سکتی خواہ روافض کے وضاعی دماغ لاکھ طرح کی تاویلیں اختراع کریں۔

جواب: (۲) فرقان حمید نے چند لوازماتِ زوجیت مقرر فرمائے۔
(۱) میراث (۲) طلاق (۳) عدت اور نفقہ (۴) گواہ (۵) اعلان و اشتہار وغیرہ۔

(۱) میراث:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَكُمْ بِصَفِّ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ ط (نساء/ ۱۲)

اور تمہارے لئے جو تمہاری بیویاں چھوڑیں اس کا نصف ہے۔

یہ تو ہے سندِ نسبتِ توارثِ فیما بین فریقین نکاح اور سندِ نسبتِ توارثِ فی

الاولاد یہ ہے:

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَى ط (نساء/ ۱۱)

لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے، اس کے برعکس علمائے متعہ کا فتویٰ

”لیس بینہما میراث اشترط اولم یشرط،،
فروع کافی جلد کتاب اول صفحہ ۱۹۳ اور مختصر نافع صفحہ ۸۶ میں ہے۔

ولا ینبت بالمتعة میراث۔

اور الروضة البہیہ میں ہے:

ولا توارث بینہما۔

اور ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱/ اور جامع عباسی میں ہے۔

ولیس بینہما میراث۔

اور مصباح المسائل صفحہ ۲۴۱/ میں بھی یہی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ فریقین متعہ کے درمیان میراث نہیں ہے، خواہ اس کے متعلق شرط ہو یا نہ ہو۔

(۲) طلاق:

اگر زن وشوہر میں باہم نا اتفاقی رہتی ہو یا کسی اور وجہ سے شوہر اپنی منکوحہ سے علیحدہ ہونا چاہے تو اُسے حکم ہے کہ بذریعہ طلاق اُسے علیحدہ کر دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

سَرَّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (بقرہ/۲۳۱)

ان کو اچھے طریقہ سے روک لو!

لیکن زنِ مٹوہ کی علیحدگی کے لئے طلاق کی ضرورت ہی نہیں ہے کیوں کہ انقطاع میعاد متعہ ہی بمنزلہ طلاق کے سمجھی جاتی ہے۔

چنانچہ جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ اور روضۃ البہیہ میں ہے:

ولا یقع بها طلاق بل تبین بانقضاء المدة

اور مختصر نافع صفحہ ۸۶/ میں ہے:

ولا يقع بالمتعہ طلاق الخ
اور باقر مجلسی فقہ کی کتاب الفراق میں لکھتے ہیں:

پنجم آنکہ نکاح دائمہ باشد، پس واقع نشود طلاق درمتعہ۔
اور اسی طرح تحفۃ العوام صفحہ ۲۸۹ میں ہے:

(۳) عدت:

عدت کا حکم آیہ کریمہ ”إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ“
(طلاق/۱) سے صاف ظاہر ہے اور مدتِ عدت طلاق کی صورت میں حائضہ کے
لئے تین حیض ”وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ“، (بقرہ/۲۳۸) اور
غیر حائضہ کی صورت میں تین ماہ مقرر ہے ”وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ
الْخ..... (سورہ بقرہ/۲۳۴) بشرطیکہ وہ حاملہ نہ ہو کہ اس صورت میں وضع حمل مدت
عدت ہے۔ ”وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ.....“ (سورہ طلاق/۴) سے ثابت ہے۔

اب فرقہ شیعہ کی دُرفشانی ملاحظہ ہو، کافی الکلبینی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ میں ہے:

خمسة اربعون يوما ☆ پنتالیس دن/۴۵

اور تحفۃ العوام صفحہ ۴۹۲/ اور جامع عباسی صفحہ ۱۳۵/ میں ہے:

دوئم زنانے کہ ایشان را بعقد متعہ دخول کرده باشد چہ عدت

ایشان دو مرتبہ از حیض پاک شدن است۔

یعنی وہ عورت جس سے متعہ کے ساتھ دخول ہو چکا ہو اس کی عدت

دو بار حیض سے پاک ہونا ہے۔

اگر متعہ حکم شرعی ہے اور زن متعہ واقعی زوجہ شرعی ہے تو باوجود نص قطعی ”ثَلَاثَةَ

قُرُوءٍ اور ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ“ (طلاق/۴) کے اور کوئی حکم صادر کرنے کی سوائے ان کی دین

فروشی کے اور کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی، ثلاثہ کے لفظ سے بوجہ اس کے کہ یہ خلفاء ثلاثہ

کی یاد دلانے والا ہے، ان کو طبعاً و ایماناً نفرت ہے، گویا جیسے زنا میں ہوتا ہے کہ کام نکلنے کے بعد یہ جاوہ جا، یہاں بھی ایسے ہے کہ متعہ میں عدت کا سوال ہی کیا۔

چنانچہ کافی صفحہ ۱۹۳/ میں ہے:

حضرت امام صاحب سے مسموعہ کا سوال ہوا کہ کیا اس پر کوئی عدت بھی ہے تو آپ نے فرمایا: لَا عِدَّةَ لَهَا عَلَيْكَ۔ تجھ پر اس کے لئے کوئی عدت نہیں۔

۴۔ نفقہ:

نکاح کے بعد شوہر اپنی زوجہ کو خرچ دینے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ“ (نساء/ ۳۴)

اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مال سے خرچ کرتے ہیں۔

لیکن شیعہ مذہب میں مسموعہ عورت کا کوئی خرچ نہیں، بس وہی جو خرچی دی گئی وہی کافی ہے، جیسے کنجری کے کوٹھے پر جانے سے اسے مقرر کردہ رقم کے بعد خرچ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح مسموعہ کے متعلق شیعہ مذہب کا قانون ہے۔

چنانچہ ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱ میں ہے:

متعہ میں نکاح کے طور پر نان و نفقہ لازم نہیں، اگر شرط کرے تو متعہ کی مدت تک نان و نفقہ بھی واجب ہے، اور وجوب بھی اس کنجری سے زنا کی شرط کی طرح ہے کہ وہ اپنے یار دوست سے کہے کہ جب آؤ آم کاٹو کرا لیتے آنا یا کھجور، انار، انگور وغیرہ ورنہ میرے ہاں آنے کا خیال نہ کرنا، اب مجبوراً جانے والے کو لے کر جانا پڑتا ہے، اسی طرح متعہ کنندہ شیعہ شوہر اپنی مسموعہ زوجہ کا حال سمجھے۔

(۵) گواہ:

شرعی نکاح میں دو گواہ بھی ضروری ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَ أَشْهَدُوا ذَوٰی عَدْلِ مِّنْكُمْ“ (طلاق/۲)

اور دونیک عادل گواہ ضروری ہیں۔

لیکن شیعہ کے متعہ میں یہ بھی نہیں چنانچہ حوالہ جات گزرے ہیں، بلکہ ملا باقر مجلسی نے رسالہ فقہ میں یہاں تک لکھ دیا، کہ متعہ میں وکیل اور نکاح خواں کی بھی ضرورت نہیں، ضرورت ہو بھی کیوں جبکہ ان کا یہ معاملہ سمجھوتہ کے طور اندرون خانہ طے ہو چکا ہے، بتائیے زنا میں کیا یہی سمجھوتہ نہیں ہوتا؟

(۶) اعلان:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اعْلِنُوا النِّكَاحَ بِالْذُّفُوفِ“

نکاح میں دف بجا کر خوب شہرت کرو۔

لیکن متعہ جتنا خفیہ ہوگا، اتنا مفید تر ہوگا۔

چنانچہ تہذیب الاحکام باب النکاح میں ہے:

”لیس فی المتعة اشتہار و اعلام،،

متعہ میں اشتہار و اعلان کی ضرورت نہیں۔

(۷) ایلاء:

یعنی عورت کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لینا، اگر اس مدت کے اندر عورت سے جماع کرے تو کفارہ یمین ادا کرے، ورنہ عورت پر طلاق بائنہ ہو جائے گی اور یہ صورت متعہ میں پیدا ہو سکتی ہی نہیں بلکہ متعہ تو ٹھیکہ پر چند لمحات کے مزے لوٹنے کی غرض پر ہوا ہے، اس میں بھی قسم کھائے کہ میں عورت کے پاس نہیں جاؤں گا، یہ کوئی بیوقوف اور پاگل کر سکتا ہے، ورنہ سمجھ دار شیعہ تو ایسا نہیں کرے گا۔

(۸) ظہار:

یعنی اپنی عورت کو ماں بہن کی مانند کہنا یہ بھی نکاح میں ہو سکتا ہے، متعہ میں ہوتا ہی نہیں کیوں کہ جتنا اس ظہار کے کفارہ کا بوجھ ہے، وہ شیعہ کے اٹھانے کا نہیں مثلاً بندہ آزاد کرنا یا دو ماہ مسلسل روزہ رکھنا یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا۔

(۹) احصان:

مرد کا شادی شدہ ہو کر عورت سے جماع یا خلوتِ صحیحہ ہو، ایسے آدمی سے کہیں زنا ثابت ہو تو اسے سنگسار کرنا ہوتا ہے، ورنہ سو کوڑے، خدا نہ کرے ایسی صورت متعہ میں پیدا ہو جائے تو شیعہ متعہ کا اظہار تک نہ کرے گا کہ کہیں سنگسار نہ ہو جاؤں، فلہذا احصان بھی متعہ میں نہیں ہوتا۔ (نوٹ: شادی کے ساتھ مرد و عورت کا صحبت کرنا یا خلوتِ صحیحہ پانا انہیں محسن کر دیتا ہے)

(۱۰) لعان:

یہ بھی نکاح میں ہوتا ہے، متعہ میں نہیں مثلاً کسی کو اپنی عورت کے متعلق شبہ یا یقین ہے کہ اس نے کسی سے زنا کرایا ہے اور گواہ بھی نہیں تو لعان کرنا ہوتا ہے اور متعہ تو خود بھی زنا ہے اس پر لعان کا ہونا کہاں !!!

نتیجہ یہ نکلا

کہ از روئے اسلام زوجہ وہی ہے جس کے لئے مذکورہ بالا احکام مرتب ہو سکیں، جب مذکورہ بالا احکام کا ترتیب صرف نکاح میں ہوتا ہے، اور متعہ میں نہیں فلہذا قاعدہ مشہور ”اذا ثبت الشيء ثبت بلوازمہ“، جب کوئی شے ثابت ہوتی ہے، تو

وہ اپنے لوازم سے ثابت ہوتی ہے، اپنے لوازم مذکورہ سے نکاح تو ثابت ہو گیا، لیکن متعہ میں نہ لوازم ہیں، نہ اسے نکاح حلال کہا جاسکتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ متعہ نکاح نہیں بلکہ زنا محض ہے۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متعہ نکاح نہیں بلکہ زنا محض ہے، نکاح کی شرائط یا علامات میں سے کوئی شرط یا کوئی علامت بھی متعہ میں نہیں، جب نکاح نہیں تو لازماً ثابت ہوا کہ وہ زنا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں۔

شیعوں کے اعتراضات اور ان کا رد

اب شیعوں کے وہ اعتراضات اور ان کے جوابات جس سے وہ متعہ کے جواز پر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، لکھے جاتے ہیں:

سوال: میراث، نفقہ و طلاق زوجہ کو زوجہ ہونے کی حیثیت سے حاصل نہیں ہیں بلکہ باعتبار رضا مندی و تابعداری شوہر اور نہ مخالف ہونے اس کے دین کے ہیں، اس لئے کہ اگر عورت کافرہ ہو جائے تو میراث شوہر کی نہیں پاتی اور اگر شوہر کو ناراض رکھے تو اس کا نفقہ بھی شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے، اور اگر مرتدہ ہو جائے تو بے طلاق کے بائن ہو جاتی ہے۔

جواب: میراث وغیرہم زوجہ کے شرعی حقوق میں، جو بوجہ قید نکاح میں آنے کے اس کو حاصل ہوتے ہیں، اور سوائے ان استثنائی موانعاً کے وہ ان حقوق سے کبھی محروم نہیں ہو سکتی، استثناء کو قاعدہ کلیہ کا نسخ قرار دینا شیعہ دماغ ہی کا شیوہ ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کو دوسرے طریقہ پر اس طرح ادا کیا جاسکتا ہے کہ اگر منکوحہ کافرہ بھی نہ ہو اور شوہر کی نافرمانی بھی نہ کرے تو وہ یقیناً مؤخر الذکر حالت میں بصورت انکار منجانب شوہر اور مقدم الذکر حالت میں بروفات شوہر بذریعہ عدالت نان و نفقہ بھی

لے سکتی ہے، اور میراث بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن اس کے برعکس اگر ممتوعہ مومنہ بھی رہے اور تابعداری بھی کرے تب بھی اُسے میراث و نفقہ کا حق حاصل نہیں ہوتا، کیا ایک یومیہ اجرت پر کام کرنے والا مزدور اور سرکاری قابل پنشن آسامی کا مستقل ملازم دونوں مساوی الحیثیت ہو سکتے ہیں؟ مزدور کیسا ہی اچھا کام کرنے والا ہو، وہ پنشن کا مستحق نہیں ہو سکتا خواہ وہ تمام عمر یومیہ اجرت کے کام پر ایک ہی شخص کی خدمت میں بسر کر دے لیکن اس کے برعکس سرکاری ملازم یقیناً پنشن کا حق دار ہے، بشرطیکہ اُس سے غیر معمولی طور پر کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جائے جس کی وجہ سے وہ ملازمت سے برطرف ہو کر اپنے حقوق پنشن ضائع کر دے، اسی طرح پسر شرعی اگر اپنے باپ کو قتل کر دے یا کافر ہو جائے تو وہ محروم الارث ہو جاتا ہے تو کیا اس کے یہ معنی ہو جاسکتے ہیں کہ نسب سبب توارث نہیں بلکہ بیٹے کی نافرمان برداری اور دیانت داری سبب توارث ہے، فرقان حمید تو ایسی لغو توجیہ کے لئے فرماتا ہے:

”يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ“ (نساء/ ۱۱)
 اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اب یہ فیصلہ کرنا ارباب بصیرت کے لئے ہے کہ حکم خدا کو تطعی سمجھیں یا شیعہ توجیہ کو۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب ممتوعہ کو بالاتفاق، یہ حقوق حاصل نہیں تو بوجہ انتفاء احکام و لوازم زوجیت وہ زوجہ شرعی باقی نہیں رہی اور جب زوجہ شرعی نہیں رہی، تو متعہ باطل ہو گیا۔

سوال: اہل سنت کی کتابوں میں زن ممتوعہ کو زوجہ اور منکوحہ بیان کیا ہے، بخاری میں لکھا ہے:

”تَزَوُّجُ الْمَرْءَةِ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ“

زوجہ بناتے تھے ہم عورت کو ساتھ کپڑے کے مدتِ معین تک۔

اور تاریخ طبری (یہ دراصل شیعوں کی کتاب ہے) میں لکھا ہے:

تَزَوُّجَ زُبَيْرِ أَسْمَاءَ بِنِكَاحِ الْمُتْعَةِ ☆

زوجہ کیا زبیر نے اسماء کو نکاحِ متعہ کے ساتھ۔

پس پہلی حدیث سے زنِ محنوعہ کا زوجہ ہونا ثابت ہوا، اور دوسری حدیث

میں منکوحہ ہونا ثابت ہوا۔ (تنبیہ المنکرین)

جواب: معترض یقیناً عقل کا دشمن ہے، ورنہ بیوقوف بھی سمجھ سکتا ہے، یہ

الفاظ بمعنی مجاز استعمال ہوئے ہیں نہ بمعنی حقیقت، اگر ان کا استعمال بمعنی حقیقت تصور

کیا جائے، تو (کافی جلد ۲ کتاب اول صفحہ ۲۳۴) پر جو یہ احادیث بزبانی ائمہ کرام درج

ہیں ”نَاكِحُ الْيَدِ مَلْعُونٌ وَمَلْعُونٌ مَنْ نَكَحَ بِهِيمَةً“، کیا ان کے رُوسے مشیت زنی

اور حیوان بازی میں بھی نکاح بمعنی حقیقت ہیں؟ کیا معترض صاحب ازراہ کرم

بتلا سکتے ہیں کہ مشیت زنی میں کون صدر المفسرین اور حیوان بازی میں کون زبدۃ

الواعظین صیغہ نکاح پڑھاتے ہیں؟

دلیل نمبر (۳)

حق تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط (نساء/۳)

اگر تمہیں خوف ہو کہ ایک سے زیادہ عورتوں میں (انصاف نہ کر سکو گے، تو

ایک ہی عورت پر قناعت کرو یا لونڈیاں) (کافی ہیں)

اس جگہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے بخوفِ اسقاطِ عدل ایک منکوحہ عورت کرنے

یا صرف لونڈیاں رکھنے کا حکم دے کر خاموشی اختیار کی ہے اور کسی تیسری قسم کی

مقاربت کا ذکر نہیں کیا، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے سواء اور کسی قسم کی مجامعت شرع میں جائز نہیں ہے حالانکہ یہ مقام اس امر کا مقتضی تھا، کہ وہ تمام صورتیں یہیں ذکر کی جاتیں کہ جن میں نا انصافی محال الوقوع ہے، مجموعت کا ذکر اس جگہ اشد ترین ضروری تھا، کیوں کہ یہی ایک صورت ایسی ہے کہ جس میں نا انصافی ناممکن الوقوع ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مجموعہ عورت کا بعد وصولی معاوضہ جو اسے ہر حالت میں پیشگی دیا جانا شرائط متعہ سے ہے، اور کسی قسم کا حق مرد پر باقی نہیں رہتا، اور جہاں کوئی حق نہ ہو وہاں حق تلفی بے معنی چیز ہے، حالانکہ اس کے برعکس ایک ہی منکوحہ عورت یا لونڈیوں کی صورت میں بھی ان کے کچھ نہ کچھ حقوق بذمہ شوہر واجب ہوتے ہیں جن کے ترک کرنے سے شوہر پر ظلم کا اطلاق ہو سکتا ہے، پھر اس آیت کا آخری حصہ ”ذَلِكَ اَدْلٰی اَنْ لَا تَعُوْلُوْا“ بالخصوص قابل توجہ ہے جس کے معنی یہ ہیں، یہ (صورت) قریب ترین ہے کہ تم نا انصافی سے بچو یعنی اس کے سوائے کوئی اور بہترین تدبیر نا انصافی سے بچنے کے لئے نہیں ہے۔ ذالک کا مشاڑ الیہ ماقبل مذکور ہے، جس میں دو صورتیں ہیں، یعنی عورت سے نکاح کرنا اور لونڈی سے مقاربت کرنا، پس اندریں صورت سب سے مقدم ذکر اس جگہ زن مجموعہ کا تھا، نہ کہ لونڈی کا، یہ معنی خیز سکوت اللہ پاک نے اسی جگہ اختیار نہیں، بلکہ قرآن مجید میں نکاح کے احکام جس جگہ پر بھی آئے ہیں، وہاں منکوحات کے علاوہ صرف لونڈیوں کا ہی ذکر ہے اور بس، چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ..... وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا

مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ط (سورۃ نساء/ ۲۳، ۲۴)

حرام کی گئی ہیں واسطے نکاح کے تم پر تمہاری مائیں..... اور دوسروں کی

منکوحات سوائے ان کے جو تمہاری لونڈیاں ہوں۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِي اَتَيْتَ اُجُورَهُنَّ وَ
مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۝ (سورہ احزاب/ ۵۰)

اے پیغمبر ہم نے حلال کی ہیں تمہارے لئے تمہاری بیویاں جن کے تم نے
مہر دیئے ہیں اور تمہاری لونڈیاں۔

اس جگہ پر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ساتھ ایک خاص رعایت کرنا چاہتا ہے
چنانچہ موخر الذکر آیت کے قریب ہی اس کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے، جو نمبر ۳ میں
درج ہے:

(۳) وَامْرَاةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ
يُّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (احزاب/ ۵۰)

اللہ پاک نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منکوحات اور لونڈیوں کے
بغیر اور تیسری قسم کی عورت کی اگر کچھ رعایت کی ہے تو صرف اس امر میں کہ آنجناب
بغیر مہر کے مومنہ عورتیں اپنے نکاح میں لے آویں، اگر متعہ ایسا ہی ثواب کا کام
ہوتا، جیسا کہ شیعہ کتب میں اس کی تعریف میں ورقوں کے ورق سیاہ کئے ہوئے ہیں تو
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باری تعالیٰ کو کون زیادہ محبوب و مرغوب تھا کہ جس
کے لئے یہ نعمت اٹھا رکھی تھی۔

سوال: اس آیت میں ایک ہی منکوحہ یا لونڈی کا ذکر کر کے جو سکوت اللہ
تعالیٰ نے اختیار کیا ہے، اس سے لازماً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ زین ممتوعہ دُرست نہیں ہے،
علاوہ ازیں اس آیت میں ذکر اُن عورتوں کا ہے جن پر انتظام خانہ داری موقوف ہیں
اور وہ یا زوجہ ہوتی ہے، یا لونڈی، اور زین ممتوعہ نہیں ہوتی بلکہ اس سے فقط رفع حاجت
منظور ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یہاں نہیں کیا (تنبیہ الممکرین)

جواب:- یہ غلط ہے کہ خداوند کریم نے اسی جگہ سکوت اختیار کیا ہے، بلکہ

قرآن مجید میں جہاں جہاں نکاح کے احکامات درج ہیں وہاں زوجہ اور لونڈیوں کے علاوہ کسی تیسری صنف کا ذکر ہی نہیں ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے چونکہ زنِ ممتوعہ سے کفِ مُشتِ زن کا کام لیا جاتا ہے اس لئے نہ صرف اس جگہ ہی بلکہ کسی اور جگہ بھی اس بد نصیب آلہٴ اخراج منی کا ذکر خداوند عزوجل نے نہیں کیا، جب قرآن مجید کی آیات ایک دوسری کی مفسر ہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ایک طرف تو اللہ پاک نے ممتوعہ کے حکم کو صرف ایک ہی جگہ اور وہ بھی نہایت ہی دبی زبان سے ادا کیا اور دوسری طرف دیگر مقامات پر ایسی آیات بیان فرمادی ہیں جن سے صراحۃً و کنایۃً اس حکم کی بلا واسطہ یا بالواسطہ تردید و تکذیب ہوتی ہے، اگر بقول شیعہ ممتوعہ ایک اہم مسئلہ ہے تو پھر افسوس ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اہم مسئلہ کو بہت بڑے دلائل کے ذریعہ اظہر من الشمس کر دیتا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ ذاتِ علیم ایک ایسے اہم قانون کا جس کا اطلاق (بقول شیعہ) کم و بیش ہر مسلمان تنفس پر معمولی حالت میں ہو سکتا ہے، صرف ایک اور ایک ہی محدود جگہ پر اور وہ بھی نہایت ہی حجابانہ طور پر ذکر کرے، علاوہ ازیں چونکہ شیعہ کی کتابیں خود تسلیم کرتی ہیں کہ عقدِ ممتوعہ فقط قضائے شہوت کی نیت سے کیا جاتا ہے ”اور زنِ ممتوعہ سے فقط رفع حاجت منظور ہوتی ہے“، تو مدعی کے اپنے اقبال کے مطابق یہ عقد ایسا نہیں کہ جس پر غیر مساحسین کا اطلاق ہو سکے، لہذا یہ عقدِ ممتوعہ عقدِ قرآنی کے ان جملہ احکامات کے احاطہ سے خارج ہے کہ جن پر باری تعالیٰ نے ”إحصان“، اور ”عدم إسفاح“، کی قید لازم مقرر فرمائی ہے، وگرنہ مجوزِ بنِ ممتوعہ ایک ایسا حکم قرآن سے نکال کر دکھا دیں جو ان قیود سے خالی ہو۔ لفظ ”اسفاح“، کے لغوی و اصطلاحی معانی پر اگر غور کیا جائے تو اس کا مطلب سوائے قضائے شہوت کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں، اور چونکہ بقول شیعہ عقدِ ممتوعہ سے بھی مقصود قضائے شہوت ہی ہے، اس لئے عقدِ ممتوعہ قرآنی عقد قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ یہ خالص زنا ہے۔

دلیل نمبر (۴)

خداوند کریم اپنے قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے:

وَلِيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ لِكُلِّ حَاجَةٍ حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

(سورہ نور/۳۳)

اور جو لوگ نکاح کرنے کا مقدور نہیں رکھتے ان کو چاہئے کہ ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگر متعہ جائز ہوتا تو سب سے بہتر موقع اس کے جواز کا اس مقام پر تھا مگر جناب باری تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جن کو ضرورتِ نفس تو ہے مگر نکاح کا مقدور نہیں انہیں صرف صبر کرنے کی تلقین کی ہے، اور متعہ جائز ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ غریب لوگ صبر سے کام لیں اس کا کیا مطلب ہے؟

دلیل نمبر (۵)

ایک اور جگہ پر خدائے عزوجل فرماتا ہے:

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتْمَيَاتٍ الْمُؤْمِنَاتِ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَةَ مِنْكُمْ وَأَنْ تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (نساء/۲۵)

تم میں سے جن کو مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کی توفیق نہیں ہے وہ مسلمان لونڈیوں سے نکاح کر لیں مگر ان کے مالکوں کی اجازت سے بشرطیکہ قید نکاح میں لائی جائیں نہ کہ تم سے بازاری عورتوں یا خانگیوں والا تعلق رکھنا چاہیں یہ نکاح ہمراہ لونڈی کے ساتھ اسی کے لئے ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا خوف ہو اور اگر صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

دلیل چہارم میں جو آیت نقل کی گئی ہے اُس میں تو یہی حکم تھا اور اگر کسی مسلمان مرد کو آزاد مسلمان عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی توفیق نہ ہو تو وہ اُس وقت تک مہر کرے جب تک اللہ تعالیٰ اُسے نکاح کرنے کی استطاعت عطا نہ کر دے مگر اس آیت میں قدرے رعایت کا پہلو مد نظر رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان آزاد عورت سے نکاح نہ کرے، تو مسلمان لونڈی سے نکاح کر لے لیکن وہ بھی صرف اس حالت میں جب کہ وہ یہ سمجھے کہ اس کا کاسہ صبر لبریز ہو چکا ہے، اور اس سے زیادہ اگر وہ صبر سے کام لے گا تو یقیناً اُس سے ارتکابِ گناہ صادر ہوگا، اگر متعہ بھی ایک جائز فعل ہوتا تو اس قدر صبر و ضبط کی تلقین کیا معنی رکھتی ہے؟ صادر فرما دیا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ شرعی زنا آخر خدائے پاک نے اس وقت اور کس شخص کے لئے مخصوص کر رکھا ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہرہ اندوز ہونے کی اجازت نہیں فرمائی، غرباء کو عین اس وقت بھی جب کہ انہیں زنا جیسے قبیح گناہ کر بیٹھنے کا خوف لاحق ہو، اس سے ہم خرما و ہم ثواب کا لذت آشنا نہیں ہونے دیا تو پھر کیا عیاش امیروں، رئیسوں اور نوابوں کی جدت پسند شہوت رانی کے نہ سیر ہونے والے چسکے کی استحالت کے لئے یہ خوان بوقلمونی مہیا کیا ہے؟

سوال: یہ آیت فقط نکاح دائمی کے لئے نہیں ہے بلکہ نکاح اور متعہ دونوں پر مشتمل ہے کیوں کہ متعہ بھی نکاح ہی ہے گو عارضی ہوتا ہے، اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے نکاح دائمی کا حکم ”وَ اٰحِلَّ لَكُمْ مَّا وَّرَاۤءَ ذٰلِکُمْ..... الخ“ میں فرمایا ہے اور نکاح منقطع کا آیت ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ..... الخ“ میں اور نیز چونکہ مہر عورت آزاد منکوحہ دائمہ اور منقطع کا بہت ہوتا تھا جو اکثر لوگ بوجہ تنگدستی ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی آسانی کے لئے لونڈی کا نکاح دائمی و منقطع جائز فرما دیا ہے۔

جواب (۱) شیعوں کے اعتقاد کے مطابق اگر کوئی آیت اباحت متعہ میں نازل ہوئی ہے تو وہ آیت ”فما استمتعتم به الخ“ ہی ہے اور اس آیت زیب عنوان میں نکاح کا لفظ متعہ پر استعمال نہیں کیا گیا، اس لئے متعہ کو کھینچ تان کر نکاح کے تحت میں لانا قرآن سے استہزاء ہے، اس لئے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی عورتوں سے فائدہ اٹھانا حلال ٹھہرایا ہے اس کے ساتھ قید احسان کی ہے یعنی عفت قائم رکھنا اور اسفاح یعنی شہوت رانی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اس کی مثالیں فقیر نے عرض کر دی ہیں، اور فقیر نے عرض کیا ہے کہ شیعہ کے نزدیک متعہ والی عورت میں احسان حاصل نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ شیعہ متعہ کو احسان کا سبب نہیں مانتے اور نہ ہی متعہ سے زنا کی حد رجم (سنگساری) جاری کرتے ہیں اور متعہ والے مرد کا مسامح ہونا بھی ظاہر ہے، کہ متعہ سے غرض ہے منی کا بہانا اور منی کا برتن خالی کرنا ہے، اور بس نہ خانہ داری اور نہ بچے پیدا کرنا اور نہ حمایت عزت و ناموس وغیرہ۔

جواب: (۲) یہاں پر استمتاع کے معنی متعہ کرنا نہیں بلکہ لغوی معنی ہے فائدہ حاصل کرنا یعنی جماع چنانچہ اس فاء تعقیب لانے سے واضح ہوتا ہے کہ فاء کا جب تک ماقبل سے تعلق نہ ہو اس کا استعمال ہوتا ہی نہیں اور ابتداء کلام میں یہ بالکل واقع نہیں ہوتی اور ماقبل سے تعلق پیدا کیئے بغیر کلام الہی بے ربط اور مہمل ہو جاتا ہے جس کی مزید تفصیل عرض کر دی گئی ہے۔

سوال: متعہ کی حلت تو ”فَانِكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ“ (نساء/۳)

سے بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ نکاح متعہ کو بھی محیط ہے۔

جواب: اگر آیت ”فَانِكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ“ الخ، میں بھی نکاح

محیط متعہ ہے تو چار مسموعہ عورتوں سے زیادہ کے ساتھ عقد متعہ ناجائز ہونا چاہئے، حالانکہ شیعہ عقائد کے مطابق ”مسموعات کی تعداد لا انتہاء ہے۔ جیسا (تنبیہ الممکرین

صفحہ ۲۷ اور نیز کتاب الاعتقادات ابن بابویہ کے باب النکاح میں (نکاح کو متعہ سے بالکل علیحدہ ذریعہ حلت نساء سمجھا گیا ہے، چنانچہ مرقوم ہے:

”اسباب حل المرأة عندنا اربعة: النکاح وملك اليمين والمتعة والتحليل..... الخ،“

عورتوں کی حلت کے اسباب ہمارے نزدیک چار ہیں۔ نکاح، قبضہ ملک (لونڈیاں) متعہ اور تحلیل ہیں۔

اور پھر فروع کافی جلد ۲ کتاب اول کے صفحہ ۹۱ پر یہ روایت زرارہ بن اعین سے مروی ہے:

”قلت: ما يحل من المتعة؟ قال: کم شئت،“

میں نے کہا: متعہ کتنی عورتوں سے درست ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا: جس قدر سے کرنا چاہو۔

پس نتیجہ یہ نکلا کہ یا تو نکاح کا اطلاق متعہ پر نہیں ہوتا یا مسموعات کی لا تعدادی محض عیاشی کی خاطر وضع کی گئی ہے، اس میں تو الثامتہ نکاح کی نفیض ثابت ہوتا ہے، اندریں صورت جب عقد متعہ میں ایک بھی شرط عقد نکاح کی نہیں پائی جاتی، یعنی نہ قید تعداد متزوجات، نہ طلاق وعدت شرعیہ اور نہ نفقہ وراثت، تو پھر خواہ مخواہ اس پر نکاح کا اطلاق کرنا زید کی پگڑی بکر کے سر رکھنے والی بات نہیں تو کیا ہے؟ جس حالت میں زن مسموعہ کا مہر کم از کم ایک مٹھی جو یا ایک کف طعام ہو سکتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ مہر آزاد زن مسموعہ کا زیادہ ہوتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح دائمی یا منقطع ہمراہ لونڈی کے تنگ دستوں کی سہولت کے لئے جائز قرار دیا تھا کہ اس کا مہر مقابلہ کم ہوتا ہے، سراسر شامیدن کے برابر ہے۔

دلیل نمبر (۶)

قرآن کریم میں جہاں اللہ پاک عورتوں کے ساتھ مجامعت کی تحلیل کا ذکر کرتا ہے، وہاں لازماً اس تحلیل کو ”مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ“، (نساء/۲۴) کی شرائط سے مقید کرتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(الف) وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ.....غَيْرَ مُسَافِحِينَ (النساء/۲۴)

(ب) فَأَنكِحُوهُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ.....مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ (سورہ

نساء/۲۵)

(ج) الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ.....وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ.....

مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ (سورہ مائدہ/۵)

ان آیات میں الفاظ ”احسان“، ”اسفاح“، خاص طور پر غور کرنے کے قابل ہیں ”احسان“ کے لغوی معنی ہیں حفاظت خواہ حفاظت الجسم یعنی حفاظت البدن من الجراحت ہو یا حفاظت العصمت یعنی حفاظت الفرج من الفساد، مقدم الذکر کی مثال قرآن حکیم میں ہے:

”وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِيُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَأْسِكُمْ“

ہم نے انہیں زرہ کی صنعت سکھائی تاکہ ضرر سے محفوظ رہیں (پارہ ۱۷/

الانبیاء/۸۰)

اور مؤخر الذکر کی مثال، وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (پارہ ۱۷/ انبیاء/۹۱) ہے

بلکہ منکوحہ عورت کو مُحْصَنَاتُ ہی کہا گیا ہے، قولہ تعالیٰ:

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ (نساء/۲۴)

اور منکوحہ عورتیں (حرام ہیں) سوائے اس کے جو تمہاری مملوکہ ہو جائیں۔

کیوں کہ نکاح کے سوا حفاظت الفرج من الفساد ہو ہی نہیں سکتی ”اسفاح“،

کے معنی ہیں سیال چیز کا گرانا، بہانا یا پھینکنا جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے،، اور ”أَوْ ذَمًّا مَسْفُوحًا“، یا بہنے والا خون، پس اسفاح بالکل زنا کے مترادف ہے کیوں کہ

”الزنا سفاح لان لا غرض الزانی الاسفح النطفة“،

زانی کی غرض سوائے پانی نکالنے کے اور ہوتی ہی نہیں۔

علاوہ ازیں کافی جلد ۲ کتاب اول کے صفحہ ۲۵۱ پر اور ”الفرق بین النکاح والزنا“، کے عنوان کے تحت زنا کو اسفاح ہی کہا گیا ہے۔

کل زنا سفاح وليس كل سفاح زنا لان معنى الزنا فعل حرام من كل جهة ليس فيه شيء من وجه الحلال واما معنى السفاح الذي هو من وجه النكاح مثوب بالحرام یعنی نکاح حرام منسوب الی الحلال نظیر الذی يتزوج ذوات المحارم التي ذكر الله في كتابه و الذی يتزوج المحصنة التي لها زوج يعلم،،

ہر ایک زنا اسفاح ہے، مگر ہر ایک اسفاح زنا نہیں ہے، زنا کا معنی وہ فعل حرام ہے جس میں کوئی وجہ حلال کی نہ ہو اور ہر طرح سے حرام ہی حرام ہو، لیکن اسفاح ایک قسم کا نکاح حرام ہے اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے کوئی شخص ان محرمات سے نکاح کرے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔ یادیدہ دانستہ شوہروالی منکوحہ عورت سے نکاح کرے، وغیرہم

یہ صرف لفظی فرق ہے عملاً زنا اور اسفاح میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ایک طرح سے ”اسفاح“، زنا سے بھی بدتر ہے، کیوں کہ اس میں محرمات ابدیہ یعنی ماں بہن سے نکاح حرام بھی شامل ہے، ان معانی کے لحاظ سے محسنین مترادف ہے متزوجین کا اور مساحسنین مترادف ہے زانین کا اور بعینہ انہیں معنوں میں یہ الفاظ

شیعوں کی کتب احادیث میں استعمال ہوئے ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ مرد و زن کی مقاربت میں کون سی صورت ایسی ہے جس پر ”احسان“، اور ”عدم اسفاح“، کا اطلاق ہو سکتا ہے؟ یہ صورت وہیں حاصل ہو سکتی ہے جہاں مرد عورت کو خالصتہ اپنے لئے مخصوص کر لے، اور اس کی نیت ایسا کرنے سے حصول اولاد اور حمایت ناموس ہو، اور یہی ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (بقرہ/۲۲۳)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

یعنی ان سے اولاد کے لئے پیداواری مقصود ہے، اور ”هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ“ تمہاری عورتیں تمہارا لباس ہیں، یعنی تمہارے ناموس کی محافظ ہیں، پس زن ممتوعہ میں ”احسان“، تو یقیناً نہیں ہوتا اور ”اسفاح“، تو ایک بدیہی امر ہے، کیوں کہ متعہ کی غرض و غایت ہی پانی نکالنا ہے نہ کہ انتظام خانہ داری، اخذ ولد یا حمایت ناموس، آیاتِ محمولہ بالا سے جب یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ عین نکاح کرنے کی صورت میں ہے کہ جس کی غرض یہ تاکید فرمائی ہے کہ نکاح میں بھی تمہاری نیت ”احسان“، کی ہونہ کہ اسفاح کی تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خداوند علیم نے متعہ کو بھی حلال کیا ہو، جس میں ”احسان“، ایسے ہی مفقود ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور ”اسفاح“، اسی طرح موجود ہے، جس طرح رنڈی کی سر پر شہوت کا بھوت۔

سوال: مھننن غیر مسافحین،، مبطل المتعہ نہیں ہے کیوں کہ ”احسان“،

کے معنی لغاتِ عربیہ میں عفت کے لکھے ہیں اور یہ نکاح دائمی اور متعہ ہر دو میں واجب ہے، اور اسفاح کا اطلاق متعہ پر نہیں ہو سکتا، کیوں کہ متعہ فعلِ شرعی ہے۔

جواب: اس میں شک نہیں ہے کہ ”احسان“، کے لغوی معنی عفت کے بھی

ہیں، لیکن شرعی اصطلاح میں یہ نکاح کا مترادف ہے، اور اس پر فریقین کی کتب

احادیث متفق ہیں، چنانچہ کافی جلد ۳ جزو اول کی کتاب الحدود میں بے شمار مثالیں اس کی موجود ہیں مثلاً ”فاما المحصن والمحصنة فعليهما الرجم“ زوج اور زوجہ کے لئے حد رجم ہے۔

اگر زن ممتوعہ کو شرعی طور پر ”محصنہ“ کہا جاسکتا ہے تو اس حدیث کے مطابق اس پر حد رجم لازم آنی چاہئے حالانکہ بموجب حدیث ”قلت: والمرءة الممتوعة محصنة فقال: لا،، میں نے پوچھا اگر مرد کے پاس زن ممتوعہ ہو تو وہ محصنہ ہے تو امام نے کہا کہ نہیں (بلکہ رجم سے خارج ہے)۔

ہر کتاب حدیث کے باب الحدود میں نکاح کرنے والے کو ”الرجل المحصن“، اور نکاح کرنے والی کو ”المرءة المحصنة“، کہا گیا ہے، اس قدر بین سند کے ہوتے ہوئے بھی اگر فریق مخالف ”احسان“، کو عقد متعہ پر استعمال کرے تو

بریں عقل و دانش بیاید گریست

”احسان“، کا اطلاق ہو ہی سکتا ہے، دائمی اور مستقل چیز پر، جیسا کہ امام جعفر صادق کی زبانی ”کافی جلد سوم جزو اول، صفحہ ۹۸،، پر یہ روایت درج ہے۔ ”انما ذلك على شئء دائم“،

”احسان“، کا اطلاق بالتحقیق دائمی چیز پر ہو سکتا ہے اور یہ جو کہا گیا ہے ”اسفاح“، کا اطلاق متعہ پر نہیں ہو سکتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ متعہ فعل شرعی ہے، عجب احمقانہ فقرہ ہے، امر متنازعہ تو یہی ہے کہ متعہ فعل شرعی ہے یا نہیں اور امر متنازعہ کو امر مسلمہ مان لینا کہاں کی منطق ہے، گویا عبارت محولہ بالا سے یہ قطعی طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ ”احسان“، کے معنی تزویج بالتخصیص،، کے ہیں لیکن صاحب ”ضربت حیدر یہ جلد اول صفحہ ۸۵،، میں لکھتے ہیں:

”چه احسان بنا بر تصریف مفسران بمعنی عفاف است نہ بمعنی

تخصیص،

اگرچہ معنی تخصیص کی نفی محض جہل یا مبنی برتجاہل ہے مگر آپ کے مسلمہ معنی کی رو سے بھی بطلانِ متعہ واضح ہے کیوں کہ جب جماع انسان کے ساتھ مثل بھوک اور پیاس کے لگی ہوئی ہے تو ہمیشہ کے لئے وہ مثل تحصیل اکل و شرب تحصیل عفت کا بھی مکلف ہے اور عفت دائمی بلا عقد دائمی کے متصور نہیں کیوں کہ عقدِ موقت کی صورت میں تعفف بھی موقت ہی ہوگا، تکلیف تعفف کو کسی وقت معین کے ساتھ مقید و مخصوص کرنا بہد اہت عقل باطل ہے، کتب لغت، ہدایہ اور صراح میں احسان کے معنی چار قسم کے بیان کئے گئے ہیں: اسلام، حریت، عفت اور تزویج، لیکن ان چاروں معانی کے اندر ممانعت کا مفہوم مضمر ہے، کیوں کہ اسلام مانعِ معبودیت غیر اللہ ہے اور حریت مانعِ حکومت غیر ہے اور عفت مانعِ فسادِ الفرع ہے اور تزویج مانعِ مجامعت ہمراہ غیر شوہر ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان معانی مختلف میں کون سے معنی آ یہ تحلیل نکاح کے مناسب ہیں، احسان کے معنی اسلام کے اس جگہ مناسب نہیں ہیں کیوں کہ اول تو اس آیت میں مخاطب ہی مسلمان ہیں اور دوسرے اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے عورتیں اس حال میں کہ تم اسلام لانے والے ہو اور یہ محض بے معنی ہے، حریت بھی مراد نہیں ہو سکتی کیوں کہ یہ آیت غلاموں کے لئے بھی نکاح کی اجازت دیتی ہے، اب لامحالہ اس سے مراد یا تو صفت ہوگی یا تزویج، بصورتِ اول یہ خرابی ہے کہ حال و ذوالحال کا زمانہ واحد ہونا چاہئے اور عفاف بعد نکاح حاصل ہوتا ہے نہ مع النکاح اور علاوہ اس کے غیر مساحسین کا حاصل بھی تو وہی تعفف ہے، پس یہ تکرار لغو محض ہے۔ پس جب یہ تینوں معانی خارج از بحث ہو گئے تو لامحالہ چوتھا معنی ہی شرعاً مراد ہے، لہذا آیت کریمہ کے معنی یہ ہوئے کہ تمہارے لئے عورتیں حلال کی گئی ہیں بایں شرط کہ تم ان کو زوجہ بنانے والے اور اپنے لئے مختص

کرنے والے ہو، نہ صرف اپنی مستی نکالنے والے اور اپنی وقتی حاجت پوری کرنے والے،

اسی معنی کی تائید لفظ ”احسن“ سے بھی ہوتی ہے جو متذکرۃ الصدر آ یہ کریمہ کے بعد والی آیت میں واقع ہے جس میں احسان کے معنی سوائے تزویج کے اور کچھ ہو نہیں سکتے پس یہ لفظ آ یہ سابقہ کا مفسر و موضح ہے، نیز آ یہ کریمہ ”الاعلیٰ ازواجہم“ حلتِ وطی کو ازواج کے ساتھ مخصوص کرنا مفید معنی تزویج ہے، بلکہ تحلیل نساء کو منحصر فی التزویج کرتا ہے۔

ایک اور طریقہ سے بھی احسان کے معنی تزویج ہی ثابت ہوتے ہیں، آ یہ ”فَانِكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ... مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَافِحَاتٍ“ (نساء/ ۲۵) میں نکاح مملوکہ کو بلفظ احسان تعبیر کیا گیا ہے اور اسی پر آیت ”فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَاتِ مِنَ الْعَذَابِ“، (نساء/ ۲۵) میں احکامِ حدود کو متفرع کیا گیا ہے اور یہ احکام بجز نکاح مؤبد کے اور کسی پر بالاتفاق ثابت نہیں آتے، پس حلتِ وطی حرام کو آ یہ کریمہ ”واحل لکم الغنم“ میں اسی نکاح پر محمول کرنا ضروری ہے۔

سوال:- اگر متعہ محض اس لئے نہ جائز تصور کیا جاتا ہے کہ اس سے مقصود فقط رفع حاجت شہوانی ہے نہ کہ اخذ ولد و تنظیم امور خانہ داری تو جو لوگ نکاح دائمی بھی اسی غرض سے کرتے ہیں ان کے نکاح اور متعہ میں کیا فرق ہے؟ اگر وہ جائز ہے تو متعہ بھی جائز ہونا چاہئے (تنبیہ المنکرین وجوہات المتعہ)

جواب: نکاح چونکہ ایک شرعی فعل بموجب حکم اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس لئے عقد نکاح کے تمام مراسم ظاہر یہ ادا کر دئے جائیں تو نکاح خواہ کسی نیت سے کیا جائے شرعاً جائز ہوگا، لیکن اگر فریقین نکاح کوئی ایسی نیت دل میں مخفی رکھیں جو شرعی مقاصد نکاح کے مخالف ہو تو وہ عند اللہ گنہگار ہوں گے، لیکن ان کا یہ گناہ کسی

صورت میں بھی نکاح کو باطل ایذا فاسد نہیں کر سکتا، اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو بنفسہ جائز ہے ناجائز نیت سے استعمال کرے تو یہ ناجائز نیت اس جائز چیز کو ناجائز نہیں بنا سکتی، لیکن اس کے برعکس اگر کوئی چیز بنفسہ ناجائز ہے تو خواہ اس پر اس کی ہم جنس جائز چیز کے کل مراسم ظاہر یہ استعمال کئے جائیں مگر وہ ناجائز چیز جائز نہیں ہو سکتی، مثلاً خنزیر کو اگر تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو خنزیر حرام ہی رہے گا، شرع چونکہ ظاہر ہے اس لئے اگر ظاہری لوازمات شرعی کسی حلال چیز کے پورے کر دئے جائیں تو وہ چیز جائز ہے۔ باقی رہا سوال نیت کا سو اس کا تعلق خدا سے ہے۔

علاوہ اختلاف متذکرۃ الصدر کے عارضی نیت کے نکاح اور متعہ میں ایک اور بین فرق ہے، یعنی اگر نکاح کے بعد مجامعت کرتے ہی عورت حاملہ ہو جائے تو اگر خاوند اسے فوراً ہی طلاق دے دے پھر بھی اس کا بچہ اپنے باپ کی جائداد کا شرعی وارث ہوگا، اور عورت مطلقہ وضع حمل تک نان و نفقہ کی حقدار ہوگی، اور نیز اگر نکاح کے بعد فریقین نکاح میں سے ایک فریق فوراً ہی فوت ہو جائے تو دوسرا فریق اس کی جائداد کا وارث ہوگا اور یہ دونوں باتیں عقد متعہ میں نہیں ہیں، یعنی نہ تو ولد المعہ ہی اپنے زانی باپ کی جائداد کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ ہی فریقین متعہ ایک دوسرے کے وارث ہو سکتے ہیں۔ دلیل یہ ہے:

”لیس بینہما راث،“ (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

پس ظاہر ہے کہ نکاح کے مراسم ظاہر یہ اگر مطابق احکام شرعی ادا ہو جائیں تو

۱۔ میعادِ نکاح کی مخفی نیت باوجود تحقیق ارکان و شرائط عقد فاسد النکاح

نہیں ہو سکتی چنانچہ باقر مجلسی رسالہ فقہ کی کتاب النکاح میں لکھتے ہیں۔

”المراد کرمات نشود متعہ نکاح دائم میگرد بر قول شیخ ابو جعفر طوسی و شیخ ابو

وہ نکاح کبھی زنا کی فہرست میں شامل نہیں کیا جاسکتا، مگر اس کے برعکس متعہ کے مراسم ظاہر یہ چونکہ بعینہ مطابق مراسم زنا کے ہوتے ہیں، اپنی خرچی ہاتھ میں دی اور..... کھولتے کھولتے ”مَتَّعْتُكَ نَفْسِي“، کالمہ ایک طرف سے اور ”قَبْلُكَ“، کالمہ دوسری طرف سے کہہ کر کاروائی شروع کر دی جائے (اس لئے متعہ زنا ہے پس نکاح اور متعہ کبھی ایک سطح پر نہیں آسکتے۔

دلیل نمبر (۷)

فرقان مجید میں جس جس جگہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں اُس حکم کے متصل ہی ادائیگی مہر کا حکم بھی دے رکھا ہے گویا نکاح اور مہر وہ لازم و ملزوم اجزاء حکم نکاح کے ہیں مثلاً:

(۱) فَانكِحُوهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ..... مُحْصَنَاتٍ غَيْرِ مُسَافِحَاتٍ (سورہ

نساء/۲۵)

(۲) اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِي اتَيْتَ اُجُورَهُنَّ (احزاب/۵۰)

(۳) وَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ..... اِذَا اتَيْتُمُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ

(مائدہ/۵)

(۴) فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ..... صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ط

نساء/۴، ۳)

اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ آیت ”فَمَا سَتَمَتَّعْتُمْ بِهِ.....“ کو حکم نکاح کا جزو

متصل بہ نسبت ادائیگی مہر تصور نہ کریں، اور ایک علیحدہ حکم واسطے متعہ کے خیال کریں، اصول تفہیم قرآن نمبر ۲ کی روشنی میں اگر ان آیات کو پڑھا جائے تو آیہ ”فَمَا سَتَمَتَّعْتُمْ بِهِ.....“ کو حکم متعہ پر محمول کرنا قرآن فہمی کا منہ چڑانا ہے، اعتراض ندارد، جواب

دلیل نمبر (۸)

اغراض بحث کی خاطر روافض کے اس اعتراض کو درست مان لیا جائے کہ آیہ ”فَمَا سَتُمْتَعْتُمْ بِهِ.....“ خالصۃً حلتِ متعہ ہی کے متعلق ہے اور اسے نکاح و مہر سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے، کیوں کہ وہ اس آیت سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ اس جگہ مجرد ابتغاء بہ مال استمتاع مذکور ہے اور بعد استمتاع ادائیگی اجر کا حکم ہے، پس یہ صورت چونکہ متعہ ہی میں متحقق ہو چکی ہے عقد نکاح میں گواہان و ولی قبل از استمتاع بعد ابتغاء بہ مال لابدی ہے، اس لئے یہ آیت ہرگز عقد نکاح کے متعلق نہیں بلکہ عقد متعہ ہی کے متعلق ہے تو لازمی طور پر سوال پیدا ہوگا کہ بعد مقاربت اگر کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دے دے تو اسے کس قدر مہر ادا کرنا چاہئے خصوصاً جبکہ رقم مہر بوقت نکاح معین ہو چکی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از مقاربت طلاق دینے کی صورت میں ”نِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ“ کا حکم دیا ہوا ہے، چونکہ روافض قرآن کریم کو صحیفہ عثمانی سمجھ کر کم ہی پڑھا کرتے ہیں اس لئے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمام کلام اللہ میں سوائے آیت ”فَمَا سَتُمْتَعْتُمْ بِهِ.....“ کے اور کوئی آیت ان کو ایسی نہ ملے گی جو بعد مقاربت طلاق دینے کی صورت میں پورے مقرر کردہ مہر کی ادائیگی کا حکم صریحاً ”فَا تُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً“ کی صورت میں صادر فرمائے، روافض اس آیت کو متعہ پر محمول کر کے حلتِ متعہ ثابت کرنے سے تور ہے، البتہ مہر کی ادائیگی کی نسبت سے قرآن کے احکام کو ناقص و نامکمل ضرور ثابت کر دیں گے۔

باب دوم

حرمت متعہ از احادیث رسول ﷺ

علم القرآن یقینی علم ہے جس کے متعلق خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ“

یہ کتاب شک و شبہ سے پاک و منزہ ہے۔

اگر اس کے برعکس علم الحدیث (علم اخبار) ظنی علم ہے، کیوں کہ شیعہ و سنی کا یہ متفق علیہ اصول کلام ہے ”الخبر یحتمل الصدق والكذب“، یعنی خبر میں صدق و کذب کا احتمال ہے، اس امر سے کسی فریق کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات جسدی میں بھی اور ان کی حیات ابدی میں جلوہ فگن ہونے کے بعد بھی ایک طویل عرصہ تک احادیث انسانی حافظہ کے رحم پر سنبھالے لیتی رہیں، اور ایک پشت سے دوسری پشت میں بذریعہ آلہ نطق منتقل ہوتی رہیں، اگرچہ بعض ائمہ اور مشاہیر علماء نے ان کو ایک حد تک ضبط کر لیا تاہم ان کی باضابطہ تدوین کہیں دوسری صدی میں جا کر ہوئی اور اس عرصہ میں بنی امیہ و بنی عباس کی سیاسی مخالفتوں اور منافقتوں کے طوفان بدتمیزی کے باعث صحیح احادیث کے علاوہ بے شمار وضعی احادیث بھی شامل کر لی گئیں جس کی وجہ سے صدق و کذب میں تمیز کما حقہ کرنا سخت مشکل امر ہے، لیکن باوجود اس اشتباہ کے چونکہ فریقین اپنے مباحثوں اور مناظروں میں ان روایات و احادیث کو بھی قاضی النزاع مقرر کرتے ہیں، اس لئے ہمیں بھی اس کی طرف رجوع کئے بغیر چارہ نہیں ہے، چنانچہ ہم شیعوں کی معتبر کتب احادیث سے ثابت کرتے ہیں۔

تنبیہ:- یاد رہے کہ شیعہ مذہب کو ذاکروں، مرثیہ خوانوں، پیٹ کے پجاریوں نے بدنام کیا ہے، پھر ان کے اکابر مجتہدوں نے جلتی پرتیل ڈالا، صرف اس لئے کہ کہیں چلتی گاڑی رک نہ جائے بیوی کے پاس آنا جانا، نبی لوگوں کا ہے چلو جیسے بھی ہو رہا ہے ہونے دو، ورنہ ان کے اسلاف کا تحقیقی مذہب یہ ہے متعہ ایک گند افعل ہے اس سے اجتناب اور احترام لازمی ہے، چنانچہ ہم ذیل میں روایات شیعہ سے صراحت اور اشارۃً ثابت کرتے ہیں کہ شیعہ کے اصل مذہب میں متعہ حرام ہے، ورنہ یہ ثواب جو شیعہ بیان کرتے ہیں، اگر واقعی ثواب کا کام تھا تو ائمہ اور بڑے بڑے صحابہ اور ائمہ معصومین بقول شیعہ اور بقول اہلسنت محفوظین اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں ثابت نہیں۔

☆ ۲ باب تحلیل المتعہ ۱۲۔

حرمت متعہ از روایات شیعہ

روایت نمبر ۱

شیعوں کی سب سے معتبر کتب احادیث علامہ ابو جعفر طوسی کی ”تہذیب و استبصار“ ہیں، چنانچہ ان ہر دو کتب کے باب تفصیل النکاح و باب تحلیل المتعہ علی الترتیب میں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

”قَالَ حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِحُومِ الْجِمَارِ الْأَهْلِيَّةِ وَنِكَاحِ الْمُتْعَةِ“

کہا: حضرت علی نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کیا گوشت گھریلو گدھے کا اور نکاح متعہ کا۔

یہ حدیث کتب ستہ اہل تسنن میں بھی مرقوم ہے، اور چونکہ یہ بہترین اسناد سے مروی ہے، اس لئے کل محدثین نے بالاتفاق اس پر حصر کر کے متعہ کو حرام قرار دیا ہے، جب یہ حدیث مخاصمین کی بہترین کتب میں سلسلہ وار جناب امیر رضی اللہ پر منتہی ہوتی ہے تو اس سے بہتر مسکت الحجث سند اور کیا ہو سکتی ہے، فریقین ایک دوسرے کی روایات کو غیر معتبر اور راویوں کو غیر متدین سمجھتے ہیں، اس لئے آج تک وہ ایک سطح پر کھڑے نہیں ہو سکے، لیکن جب یہ روایت ہر فریق کی اپنی اپنی معتبر کتب میں نہایت ثقہ راویوں کی سند سے مندرج ہے تو یہ کس قدر شیعوں کی ہٹ دھرمی ہے کہ وہ اسے بلاوجہ نظر انداز کر رہے ہیں۔

روایت نمبر ۲

کافی بھی شیعوں کی صحاح اربعہ میں سے ہے اور یہ وہ کتاب ہے جس پر امام منتظر نے:

”هَذَا كَافٍ لِشِيعَتِنَا“

کی مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی، چنانچہ اس کتاب کے صفحہ ۲۴ جلد ۲ میں یہ روایت درج ہے:

”عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ فِي الْمُتَعَةِ دَعْوَاهَا لَا يَسْتَحْيِ أَحَدُكُمْ أَنْ يَرَى فِي مَوْضِعِ الْعَوْرَةِ فَيَحْمِلُ ذَلِكَ عَلَى صَالِحِي إِخْوَانِهِ وَأَصْحَابِهِ“

مفضل نے کہا ہے کہ میں نے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ متعہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اس کو بالکل چھوڑ دو، کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ بیگانہ عورت کی فرج دیکھ کر اپنے بھائیوں اور دوستوں کے آگے اس کا حال بیان کرو۔

اس روایت میں نہ صرف متعہ ہی کو حرام کیا گیا ہے بلکہ اس بے حیائی کا نہایت ہی مختصر مگر معنی خیز الفاظ میں مرقع کھینچا گیا ہے، جو متعہ کا لازمی نتیجہ ہے۔

روایت ۳

کتاب ”فقہ الرضا“ کے باب النکاح میں ہے:

”اعلم یا اخى انى سئلت الامام عن المتعة فقلت جعلت روحى فداك روى جدك امير المؤمنين: ان النبى صلى الله عليه وسلم حلل المتعة يوم فتح مكة و حرمها يوم خيبر و نهى عنها..... ان الله غفور رحيم ☆
راوی کہتا ہے ”اے برادر پوچھا میں نے امام رضا سے کہ اے حضرت روح میری آپ پر قربان، یہ فرمائیے کہ متعہ کی نسبت آپ کا کیا حکم ہے کہ روایت کیا ہے، آپ کے دادا جناب امیر المومنین نے کہ حضرت رسالت پناہ نے حلال کیا فتح مکہ کے روز اور حرام کیا تھا خیبر کے روز اور اس سے منع کیا تھا، امیر نے فرمایا: جناب امیر نے سچ فرمایا تھا: خدا کی قسم متعہ حرام ہے، البتہ اجازت دی گئی تھی قبل میں۔“

”پھر امام نے فرمایا: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ حلال نہیں فرمایا تھا مگر جو انان عرب کے واسطے جو مسافرت میں آپ کے ساتھ تھے، اور شکایت اپنی تکلیف کی کرتے تھے، پس آپ نے اجازت متعہ کی نہیں دی مگر ایسے لوگوں کے واسطے تاکہ حرام سے بچیں، لیکن جس نے متعہ کیا اس حالت میں کہ قادر ہے نکاح پر یا خریدنے لوٹڈی پر یا اپنے مکان پر موجود ہے یا کسی شہر میں مقیم ہے، پس بیشک اس نے مباح کیا اپنے نفس پر اس چیز کو جس کو حرام کیا خدا تعالیٰ نے اس کے واسطے، اور خدا عزوجل نے فرمایا:

جس شخص نے تجاوز کیا، اللہ کی حدوں سے داخل ہوگا وہ ظالمین میں ☆

اے بیٹے میرے نہیں تھا جواز متعہ کا مگر وقت اضطرار اور ضرورت کے

جیسا کہ جائز ہے، وقت ضرورت کے گوشت خنزیر کا اور مردار اور خون لیکن حد ضرورت سے نہ گزرے تو اللہ معاف کرنے والا ہے،،

”اہل بصیرت،، ذرا آنکھ کھول کر اس روایت کو پڑھیں اور پھر خدا لگتی کہیں کہ اس روایت سے صحیح اور معقول ترین روایت کبھی ان کی آنکھوں نے دیکھی یا ان کے کانوں نے سنی ہے۔

روایت ۴

”تحفۃ المومنین،، اور ”کتاب المحاسن البرقی،، بھی شیعوں کی معتبر کتب میں شمار کی جاتی ہیں، ان کے باب المعہ میں بھی جناب امیر سے روایت نقل کی گئی ہے:

”قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّكَ رَجُلٌ قَانِدٌ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُتْعَةِ“

”جناب امیر نے ابن عباس کو کہا کہ تحقیق تو مردِ عیاش ہے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرما دیا ہے،،

بعینہ یہی روایت کل معتبر کتب احادیث اہل تسنن میں درج ہے، پس جب یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے تو اس کی صحت سے انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ جناب امیر متعہ کو عیش رانی کے مترادف قرار دیتے ہیں مگر حضراتِ شیعہ اپنے وصی رسول کی بات پر ناک منہ چڑھاتے ہیں اور ابن عباس، ابن سکان اور ہشام شیطان مطلق ایسے وضاعین و کذابین کے نقش قدم پر چل کر دعویٰ تتبع اہل بیت کرتے ہیں۔

بیس تفاوتِ راہ از کجاست تابکجا

فصل دوم

روایاتِ حرمتِ استدلالیہ

وہ روایات جن سے اشارۃً حرمتِ متعہ از احادیثِ شیعہ ثابت ہے

روایت (۱)

خاتم المؤلفین صاحب مجالس المؤمنین مجلس دوم میں لکھتے ہیں:

”اگر متعہ رو ابودے امام برحق (امام حسن) چرا التفات بنکاح و

طلاق فرمودے،“

حضرت امام حسن کو باعتراف صاحب مجالس المؤمنین بیشتر نکاح اعلان عام

فرمایا تھا:

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ لَا تَزَوُّجُوا الْحَسَنَ فَإِنَّهُ مُطْلَقُ النِّسَاءِ ☆

اے کوفہ کے لوگو! حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے اپنی لڑکیوں کا نکاح مت

کرو کیوں کہ یہ بکثرت طلاق دینے کا عادی ہو گیا ہے۔

غور کیجئے اگر متعہ جائز ہوتا تو حضرت حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) متعہ سے

کنارہ کشی نہ کرتے کہ یہ نہایت سہل امر بھی ہے، اور ثواب بھی، حالانکہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر کبھی متعہ نہیں کیا۔

کاش شیعہ صاحبان ائمہ کرام کی عملی زندگی کی متابعت کریں اور خواہ مخواہ ان

وضعی روایات کی کورانہ تقلید نہ کریں جو منافقین اسلام نے بغرض فتنہ و فساد ائمہ کے نام

مشکوٰۃ کر کے مروّج کی ہیں۔

روایت (۲)

امام منظر کی اسی تصدیق شدہ کتاب فروع کافی صفحہ ۲۲ جلد ۲ پر یہ روایت درج ہے:

”عن محمد بن الحسن قال: كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ إِلَى بَعْضِ مَوَالِيهِ لَا تَلِحُّوا عَلَى الْمُتْعَةِ إِنَّمَا عَلَيْكُمْ إِقَامَةُ السُّنَّةِ فَلَا تَشْتَغِلُوا بِهَا عَنْ فُرُشِكُمْ وَ جَوَارِيكُمْ فَيَكْفُرَنَّ وَيَدْعِيَنَّ عَلَى الْأَمْرِ بِذَلِكَ وَيَلْعَنَ -

حضرت ابوالحسن نے اپنے بعض اصحاب کو لکھا کہ متعہ پر اصرار مت کرو! صرف سنت بجالاؤ اور اس میں مصروف مت ہو جاؤ تا کہ ایسا نہ ہو کہ تم اپنی منکوحہ عورتوں اور کنیزوں سے ہٹ جاؤ اور وہ معطل رہیں اور بددعا لعنت کریں، اس وجہ سے کہ ہم نے حکم متعہ کا دیا ہے۔

اس سے متعہ کا جواز نہیں بلکہ متعہ کے اصرار سے ممانعت کی ہے اور اس سے لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ تم مسموعہ عورتوں کے خیال میں نہ رہو، ورنہ اپنی منکوحات کو چھوڑ دو گے، اور وہ اس کے بدلے تمہارے اور ہمارے لئے بددعا کریں گی کہ ائمہ نے متعہ کا رواج ڈال کر ہم پر یہ آفت برپا کی، کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ رواج متعہ معاشری تمدن کو درہم برہم اور انسانی رگ و پے میں شہوت رانی کی تحریک کو مستحکم کرنے والا ہے، جس کی وجہ سے زنا کاری اور فسق و فجور کے رائج ہونے کا نہ صرف احتمال بلکہ یقین کامل ہے۔

روایت ۳

یہ روایت بھی اپنے ماسبق کی طرح ”کافی جلد ۲ کے صفحہ ۴۲،، پر درج ہے:

”جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ اللَّيْثِيُّ فَقَالَ: لَهُ مَا تَقُولُ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ

فَقَالَ: أَحَلَّهَا اللَّهُ فِي كِتَابِهِ..... الخ،،

ابن عمر لیشی نے امام باقر سے متعہ کا مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ خدا نے اسے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبان سے حلال کیا ہے..... ابن عمر نے کہا کیا یہ آپ کو پسند ہے کہ آپ کی عورتیں اور لڑکیاں یہ فعل کریں، امام باقر نے یہ بات سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

ائمہ معصومین کی تصویر کا سیاہ رُخ تو شیعہ صاحبان نے مذکورہ بالا الفاظ میں دکھلا کر حَبّ اہل بیت کا ثبوت دیا ہے، حالانکہ ہمیں معاندین اہل بیت سے شمار کیا جاتا ہے، لیکن ہمارا ایمان یہ نہیں کہ یہ راہنمایانِ راہِ طریقت ”آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگران ہم پسند،، کی خلاف ورزی کر کے جو چیز دوسروں کے لئے جائز سمجھیں اور اس کی تلقین کریں، خود اس پر عامل نہ ہوں، اگر امام حلت متعہ کے اس قدر قائل تھے کہ اس کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دے کر قیامت تک جائز سمجھتے تھے، تو پھر اپنی عورتوں کا سوال آ جانے سے کیوں کبیدہ خاطر ہوئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو فعل مردوں کے لئے باعثِ نجاتِ اُخروی اور افتخارِ دُنیوی ہو، وہ عورتوں کے لئے موجبِ رُسوائی و شرمساری ہو پس نتیجہ اٹل یہ ہے کہ یہ حدیث وضعی ہے اور خواہ مخواہ ائمہ کے گلے منڈی گئی ہے، کیوں کہ اُن کی ذاتِ بابرکات ایسی بے اصول باتوں سے مبرا و منزہ ہے۔ ائمہ معصومین کی تصویر کا سفید رخ یہ ہے جو ہم نے دکھلایا ہے، اب ناظرین باتمکین فیصلہ کریں کہ محبت کس نقطہ نظر میں مضمر ہے۔

حدیث ۴

”الْمُتْعَةُ بِالْبِكْرِ يُكْرَهُ لِعَيْبٍ عَلَى أَهْلِهَا،،

باکرہ سے متعہ کرنا اس کے خاندان کے لئے بوجہ عیب، موجبِ ہتک ہے۔

یہ روایت بھی ”کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶،، پر درج ہے اور نیز ”من لا یحضرہ

الفقیہ، جو شیعوں کے سلطان المحدثین ابن بابویہ لہمی المعروف بہ شیخ صدوق کی مشہور عالم کتاب ہے اور جو صحاح اربعہ کے نظام شمسی کا آفتاب ہے۔ اس کے باب المتعہ میں یہ روایت بعینہ مرقوم ہے، کم و بیش اس مضمون کی ایک اور روایت امام باقر سے ”کافی جلد صفحہ ۱۹۶، پر منقول ہے:

”لاباس ان تمتع بالبر مال یفرض علیہا فانہ کراہۃ العیب علی اہلہا،“

باکرہ عورت سے اور فائدے اٹھا لو مگر اس سے مجامعت نہ کرو کہ اس سے ہتک اس کے خاندان کی ہے۔

ان روایات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ متعہ دراصل فعل بد ہے اور اگر برانہ ہوتا تو باکرہ کے ساتھ متعہ کرنا کیوں معیوب ہوتا، اور اس کے خاندان کو دھبہ کیوں لگتا حالانکہ باکرہ کے ساتھ نکاح کرنے کی اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

”تَزَوَّجُوا الْبَكَارَ فَإِنَّهُنَّ أَطْيَبُ شَيْءٍ أَفْوَاهًا“ (کافی جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

رسالہ تنبیہ المنکرین کے صفحہ ۶۷ پر لکھا ہے:

”باکرہ سے متعہ کرنا مکروہ ہے،“

کیا باکرہ سے متعہ اس لئے مکروہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنی عصمت کو ایک مٹھی بھر جو یا ایک بوسیدہ چادر کے عوض فروخت کرنے کو تیار نہیں ہوتی اور ”رواں شدہ“، کو چونکہ مجامعت کا چسکہ لگ چکا ہوتا ہے اس لئے وہ تو وہاں سگ کی طرح ایک لقمہ پر بھی قناعت کر سکتی ہے، حلیت متعہ کی روایات کے وضاعین کو چونکہ اپنے مقلدین میں سہل العمل عام زنا کی اشاعت مقصود تھی، اس لئے انہوں نے غیر سہل الحصول عورتوں کو مکروہ قرار دے دیا، تاکہ ان کے انکار سے متاعی سائندوں کے حوصلے پست نہ ہو جائیں، وگرنہ باکرہ اور شبیہ میں اس قسم کی تمسخر خیز تمیز لایعنی ہے۔

باب سوم

دلائل شیعہ

اہل تشیع ایسے صاف حکم کے ہوتے ہوئے محض ہٹ دھرمی سے آیت ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ“..... الخ، (نساء/۲۴) کو متعہ کی حلت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور اپنے دعوے کو اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ آیہ ﴿اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ (نساء/۲۴) سے حلال ہونا دونوں قسم کا ثابت ہوتا ہے، نکاح دائمی ہو یا منقطع یعنی متعہ اور بعد آیت مذکورہ کے از قبیل تخصیص بعد تعمیم جناب اقدس الہی حکم فرمانا ہے: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ

یعنی وہ عورتیں جن سے تم متعہ کرو پس دو تم انہیں ان کے مہر جن کا دینا واجب ہے۔

جواب: اس امر میں شیعہ سنی علماء سب متفق ہیں کہ آیت فَاِنْ كُنْتُمْ اَمْطَا بِ لَكُمْ الخ (نساء/۳) میں جو احکام متعلق نکاح اور مہر کے مرقوم ہیں وہ از قبیل تعمیم ہیں کیوں کہ ان میں بغرض جوازِ نکاح نہ تو محرماتِ ابدیہ کی کوئی تخصیص کی گئی ہے اور نہ مہر کے متعلق بصورتِ تعین رقم و بلا تعین رقم ادائیگی معاوضہ کی تخصیص کی گئی ہے، خصوصاً ایسے حالات میں جبکہ طلاق قبل از مقاربت یا بعد از مقاربت عمل میں آئے پس ایسے احکام از قبیل تعمیم صادر ہوئے ہیں، ان کے بعد ان کی تخصیص ضروری تھی، چنانچہ نکاح کے متعلق محرمات اور بعد کا تفصیلاً ذکر کر کے اللہ تعالیٰ از قبیل تخصیص فرماتا ہے: ﴿اُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ﴾ اور مہر کے متعلق بصورتِ تعین رقم اگر بعد مقاربت طلاق عمل میں آئے تو اللہ تعالیٰ از قبیل تخصیص فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ كُنْتُمْ اَمْطَا بِ لَكُمْ

فَرِيضَةً (نساء/۲۴) اور اگر قبل از مقاربت طلاق عمل میں آئی، تو ارشاد باری تعالیٰ از قبیل تخصیص یوں صادر ہوتا ہے۔ ﴿فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾ تخصیص تو ضروری تھی منکوحات اور ادائیگی مہر کی نہ کہ نکاح کی جس کی تخصیص تو حکم تعلیم میں ہی نکاح و ملک یمین کی صورت میں پہلے ہی مندرج ہے پھر تخصیص کی تخصیص فعل عبث ہے۔

جواب ۲: اگر حلت کا حکم موبد و موقت ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ حرمت کا بھی حکم موبد و موقت نہ ہو، کیوں کہ حرام و حلال دونوں الفاظ اضافی ہیں، جو صفات ایک کے لئے لازم ہیں وہ دوسرے کے لئے بھی لازم ہونے چاہئیں، خصوصاً جبکہ دونوں الفاظ ایک ہی مقام اور ایک ہی سلسلہ گفتگو میں استعمال کئے گئے ہوں، اگر یہ بات درست ہے تو ماں اور بہن بھی حرام موبد ہیں اور کبھی حرام موقت جو عبث محض ہے۔ اغراض عبث کے لئے اگر مان بھی لیں کہ صرف حلت ہی کا حکم مدت معین اور غیر معین کے لئے مختص ہے اور آیت ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ﴾ (نساء/۲۴) از قبیل تخصیص بعد تعلیم ہے اس لئے اس کا اطلاق صرف عقد متعہ پر ہی ہے تو شیعہ مذہب کے علماء ارشاد فرمائیں کہ ممتوعہ کو بعد مجامعت اگر طلاق دی جائے تو اس کے لئے ادائیگی مہر کی نسبت سند قرآن کریم کہاں ہے؟

جواب ۳: محسنین کا مادہ حصن ہے جس کے معنی ہیں پناہ کے، تو محسن کے لغوی معنی ہوئے اپنی پناہ میں لینے والے، اور یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ جو شخص کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، اس پر حتی الامکان دوسرے کا تصرف و قابو نہیں ہونے دیتا، اب اس لغوی معنی کی مناسبت سے اس کے اصطلاحی معنی یہ قرار دئے گئے کہ محسن وہ شخص ہے جو کسی عورت کو جو اس پر حلال ہو سکتی ہے، مال کے بدلے میں طلب کر کے اپنے گھر میں روک رکھے کہ اس پر کوئی اور شخص قابو نہ پاسکے، یہی وجہ ہے کہ محسن شخص سے اگر زنا سرزد ہو تو اس پر وہ حد شرع جاری کی جاتی ہے جس سے بڑھ کر اس کے حق میں

اور کوئی سزا نہیں ہو سکتی۔ اور وہ سزا کیا ہے؟ اس کا سنگسار کیا جانا، اس لئے کہ جب اس کے قبضہ میں اس قسم کی عورت موجود ہے جس پر ہر دم اس کو پورا تسلط حاصل ہے اور کسی دوسرے شخص کو اس پر تصرف نہیں پہنچ سکتا، اور اس قبضہ کی کوئی خاص مدت بھی معین نہیں کہ اس مدت محدود کے بعد قبضہ جاتا رہے بلکہ جس وقت تک دونوں کی عمر وفا کرے اس وقت تک اس کا تسلط قائم رہ سکتا ہے، پھر اس حالت میں بھی اگر وہ کسی غیر عورت کی طرف توجہ کرے اور اس سے زنا کا مرتکب ہو، تو اس کے اپنے تمام قوائے ظاہری و باطنی سزا کے قابل ہیں جو سنگسار کئے جانے کے اندر کامل طور پر متحقق ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ اس سے صرف شہوت کا پورا کرنا مقصود نہ ہو جس کو غیر مسافحین کا لفظ ادا کر رہا ہے، کیوں کہ وطی کرنے سے اصلی مقصود تو والد و تناسل ہے نہ کہ فقط قضاء شہوت بلکہ مادہ شہوت کے پیدا کرنے کا مقصود اعظم ہی خاص یہی ہے، کہ اس کے سبب سے اس حرکت کی طرف رغبت پیدا ہو، جس کے سبب سے تو والد و تناسل کا عالم میں اجراء ہو۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص وطی نساء سے صرف قضاء شہوت ہی مقصود رکھے تو اس میں شبہ نہیں کہ اس نے معاملہ برعکس کیا اور مقصود بالعرض کو مقصود بالذات بنا دیا، اس ہی بنا پر دخول فی الدبر (پاخانہ کی جگہ شہوت پوری کرنا) دین محمدی میں قطعاً حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس میں قضاء شہوت تو ہے اور تو والد و تناسل کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتا، ان دونوں شرطوں سے ادنیٰ غور کرنے کے بعد صاحب طبع سلیم و فہم مستقیم پر صاف یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام میں اللہ جل شانہ کا مقصود خاص یہی ہے کہ ان عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا چاہئے، متعہ نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ یہ امر باتفاق فریقین محل کلام نہیں کہ متعہ والی عورت کا نہ تو جیتے جی تک گھر میں رکھنا منظور ہوتا ہے، نہ اس سے تو والد و تناسل مقصود ہوتا ہے، بلکہ ایک خاص مدت معین تک اس سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب ہوتی ہے، اس ہی وجہ سے مطلب

حاصل ہونے کے بعد اس سے انقطاع کلی ہو جاتا ہے، غرض اس میں شک نہیں کہ اس آیت میں خاص وہی عورتیں مراد ہیں جن کے ساتھ نکاح کیا جائے، نہ کہ متعہ۔

دوسری بات قابل غور یہ کہ لفظ ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ“ کے سرے پر فاء تفریع و تعقیب کا حرف ہے، نہ واؤ کا، جو بالتصریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلام پہلے کلام کے متعلق بلکہ اس ہی کا ایک جزء ہے، اگر یہ کلام مستقل ہوتا تو اس کے سرے پر واؤ کا ہونا مناسب تھا۔

تیسرے یہ ہے کہ لفظ ”مِنْهِنَّ“ مضمرو واقع ہے، مظہر نہیں ہے جس سے یہ امر مخفی شیعہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت میں ضمیر نساء کا مرجع فقط وہی خاص نساء ہیں جن کا نکاحی ہونا پہلی آیت میں ثابت کیا گیا ہے نہ وہ عورتیں جو متعہ نامشروع کے ذریعہ سے صرف شہوت رانی کے لئے تصرف میں لائی جاتی ہیں۔

چوتھے یہ ہے کہ اس تمام کلام ہدایت التیام کا اختتام اس خالق علام نے اپنے علیم و حکیم ہونے پر کیا ہے جو اس امر کی جانب نہایت خوبی کے ساتھ اشارہ کر رہا ہے، نکاح سے واسطہ حسنہ کی بدولت مردوں کو عورتوں پر جو کامل تسلط حاصل ہوتا ہے جس کی بقاء کسی مدت معین تک محدود نہیں ہوتی بلکہ تادم زیست رشتہ زوجین باقی رہ سکتا ہے، اور ان سے فقط شہوت رانی ہی مطلوب نہیں ہوتی بلکہ اصلی مقصود تو والد و تناسل ہوتا ہے، تو یہ خاص اس علام الغیوب و حکیم علی الاطلاق کے علم و حکمت کا تقاضا ہے، اس میں جس قدر مصلحتیں متضمن ہیں وہ اس کے خلاف صورتوں میں متحقق نہیں ہو سکتیں، چنانچہ یہ امر ظاہر ہے کہ جس نیک بخت بی بی کے یہ امر خوب ذہن نشین ہو کہ بلا کسی ضرورت و عذر شرعی جیتے جی شوہر سے اس کا ساتھ نہ چھوٹے گا بلکہ بشرط خاتمہ بالخیریت میں بھی دونوں میاں بی بی کا جوڑا نہ ٹوٹے گا، اگر اس کا شوہر مر جائے گا، تب بھی اس کے ترکہ سے میراث کا معقول حصہ لے گی، بنا بریں زوجین کی اُلفت و

موانست کا رشتہ غیر منقطع ثابت ہوگا، بخلاف متعہ کے کہ اس میں نہ نان و نفقہ اور نہ میراث، اسے کیسے اُلفت و موانست میں لایا جاسکے گا۔

جواب ۴: جب تک شیعہ علماء اس جگہ کے لئے کوئی معقول یا غیر معقول وجہ تخصیص بیان نہیں فرمائیں گے، ہمیں ہر طرح سے حق حاصل ہوگا کہ قرآن مجید میں جہاں لفظ حلال استعمال ہوا ہے ہم اس کے معنی بھی حلال موبد اور حلال موقت کے لیں، سورہ مائدہ میں ہے: ”أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ“ (مائدہ/۱) تو اس کے معنی یہ ہونے چاہیں کہ چار پائے تمہارے لئے مدت معین اور مدت غیر معین کے لئے حلال ہیں۔ ہمارے ملک میں موسم گرما میں گوشت کھانا عموماً مضر صحت ہوتا ہے حالانکہ سرد ممالک میں بلا ضرر سال بھر یہی کھایا جاتا ہے، اس لئے ہمارے واسطے تو گوشت حلال موقت ہے، اور یورپین لوگوں کے لئے حلال مؤبد پھر اس سورہ میں دوسری جگہ ہے: ”أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ“ (مائدہ/۹۶) تمہارے لئے حلال ہے بحری شکار، تو کیا اس کے یہ معنی ہوئے کہ مچھلیاں وغیرہ کبھی حلال موقت ہیں اور کبھی حلال مؤبد۔ حلال مؤبد و حلال موقت کی تقسیم شیعہ نے بہ قانچی ہوش و حواس کی تھی یا متعہ کے نشہ و خمار میں۔

جواب ۵: ان الزامی جوابوں کے بعد ہم تحقیقی جواب دینا چاہتے ہیں جو آیہ مذکورہ کی ترکیب و معانی کے لحاظ سے ہو، ہم اگر آ یہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ..... (نساء/۲۴) پر از روئے ترکیب و معانی تنقید کریں اور پھر اسے سیاق و سباق عبارت کی روشنی میں پڑھ کر دیکھیں تو اس کے معنی حسب ذیل ہو سکتے ہیں، اس آیت میں، فَا حرف تفریع و تعقیب ہے، اس لئے بروئے قواعد نحو مضمون ماقبل و مابعد کو جو اصل و فرع ہیں، اکٹھا پڑھنا چاہئے۔ لفظ ما اسم موصول ہے جو بلحاظ لفظ واحد مذکر اور بلحاظ معنی کے جمع مؤنث ہے، اور اس جگہ مترادف ہے ”أُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ“، (نساء/۲۴)

کے، اور استمتعتم بمعنی انتفعتم ہے، جس کی ضمیر راجع ہے طرف یَا یٰهَا الذِّیْنَ
اٰمَنُوْا کے اور لفظ بہ واحد مذکر ہے، جس کی ضمیر راجع ہے طرف ما بلحاظ لفظ کے
”اَتُوْهُنَّ“ وَاَتِیْتُمُوْهُنَّ“ ”وَاَجُوْرُهُنَّ“ کی ضمیریں راجع ہیں طرف ما بلحاظ معنی کے
”اجورہن“ کے معنی ”مہورہن“ جیسا کہ آیت کے آگے مذکور ہے:

”فَاَنْکِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِیْهِنَّ وَاَتُوْهُنَّ اَجُوْرَهُنَّ“ (نساء/ ۲۵)

یا جیسے آیت:

وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ اِذَا اَتِیْتُمُوْهُنَّ اَجُوْرَهُنَّ (سورہ

ممتحنہ/ ۱۵) میں ہے:

یا جیسے سورہ احزاب میں ہے:

اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِیْ اَتِیْتَ اَجُوْرَهُنَّ (سورہ احزاب/ ۵۰)

یا جیسے سورہ مائدہ میں ہے:

اَحِلَّ لَكُمْ..... غَيْرَ مُسَافِحِیْنَ (مائدہ/ ۵)

پس آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ الْغ (نساء/ ۲۴) کو آیات ماقبل وما بعد سے

منقطع رشتہ ہے اور اسے ابتدائے کلام پر حمل کرنا صریحاً بہ اعتبار عربیہ باطل ہے۔

اس آیت کو ماقبل وما بعد کے ربط سے پڑھا جائے تو عبارت اس طرح پر

ہوگی، اے ایمان والو!..... مت نکاح کرو ان عورتوں سے جن سے تمہارے

باپوں نے نکاح کیا تھا، حرام ہیں تم پر واسطے نکاح کے تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں

..... اور ان کے علاوہ اور سب عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں، بشرطیکہ مہر کے

بدلے ان سے نکاح کرنے والے ہو، نہ کہ زنا کرنے والے، پس جب ان (منکوحہ

عورتوں) سے فائدہ اٹھا لو، یعنی جماع کر لو، (کیوں کہ بعد نکاح کے سوائے مجامعت

کے اور کوئی تمتع حاصل ہو ہی نہیں سکتا) تو ان منکوحہ عورتوں کو ان کے مقرر کردہ مہر

ادا کر دو، اور حرج نہیں ہے، اگر مقرر کرنے کے بعد مہر کو کم و بیش کرنے پر باہم راضی ہو جاؤ۔

قرآن حکیم میں یہی ایک آیت ہے جسے خواہ مخواہ شیعوں نے حلتِ متعہ کے حق میں تصور کر رکھا ہے کیوں کہ اس میں لفظ ”اِسْتَمْتَعْتُمْ“ استعمال ہوا ہے، اس آیتِ کریمہ کے جو معنی ہم نے اوپر درج کئے ہیں اس پر یہ اعتراضات فریقِ مخالف نے پیش کئے ہیں۔

سوال:

اگر اس آیت کو متعہ پر محلول نہ کیا جائے تو نظمِ قرآنی میں خرابی پیدا ہوتی ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تینوں نکاح بالترتیب بیان کئے ہیں۔

اول: فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ (نساء/۳) میں نکاح دائمی کا ذکر ہے اور پھر
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ (نساء/۲۴) میں متعہ کا اور بعد اس کے ”فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
الْغ“ (نساء/۲۵) میں لونڈیوں کے نکاح کا ذکر کیا ہے (برہانِ المعصہ)

جواب

آیتِ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ (نساء/۳) میں جہاں خداوند کریم نے ایک طرف زیادہ سے زیادہ چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اور دوسری طرف بصورتِ خوف اسقاطِ انصاف ”فَوَاحِدَةً“ (نساء/۳) کا حکم دیا ہے، وہاں ساتھ ہی یہ ارشاد بھی فرما دیا ہے کہ ان کو دے دو ”صَدُقَاتِهِنَّ رِحْلَةً“ (نساء/۴) ان کے مہر خوشی سے۔

نکاح کرنے اور حقِ مہر دینے کے ان اجمالی احکام کے بعد اگر کوئی چیز اشد ترین ضروری ہے تو یہ ہے کہ ان کی مفصل تشریح ہو جائے، کہ نکاح کیا جائے تو کن کن

عورتوں سے؟ اور کس طرح؟ اور اگر حق مہر دیا جائے تو کب؟ کن کن کی تشریح ”حُرْمَتُ عَلَیْکُمْ“ (نساء/۲۳) سے لے کر ”وَاجِلٌ لَّکُمْ مَّا وَرَّآءَ ذَٰلِکُمْ“ (نساء/۲۴) تک اور کس طرح کی توضیح ”أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِکُمْ..... مُحْصِیْنٌ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ“ (نساء/۲۴) میں کر کے اللہ تعالیٰ حق مہر کے متعلق مفصل حکم دیتا ہے ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمُ الْخ“ (نساء/۲۴) اگر تم نے منکوحات سے مجامعت کر لی ہے تو ان کو پورا مہر مقرر کردہ ادا کرو۔ اگر باہم رضامندی سے کم و بیش کر لو تو جائز ہے یہاں تک تو خدائے علیم نے کافۃ الناس کے لئے عام قاعدہ کلیہ مقرر کر دیا ہے جو ہر شخص پر اس کے معمولی حالات میں عائد ہوتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص غیر معمولی طور پر افلاس زدہ ہے کہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی وسعت نہیں رکھتا لیکن اسے ضرورت نکاح کی اس حد تک ہے کہ اگر وہ نکاح نہ کرے تو اندیشہ گناہ کر بیٹھنے کا ہے ”لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْکُمْ“ (نساء/۲۵) تو ایسے استثنائی شخص کے لئے استثنائی حالات کے ماتحت اللہ پاک نے مسلمان لونڈی کے ہمراہ نکاح کرنے کی اجازت دی ہے، لیکن اس اجازت کے ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا ہے کہ اگر ایسا نہ کرو اور صبر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

اگر اغراض بحث کے لئے آیہ کریمہ ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمُ بِهِ“ (نساء/۲۴) کو عقد متعہ پر محمول کریں تو چونکہ متعہ شیعوں کے ہاں آزاد عورت سے بھی ہو سکتا ہے اور لونڈی سے بھی اس لئے نظم قرآن اس امر کی متقاضی تھی کہ نکاح حرہ کے بعد نکاح مملوکہ کا ذکر آتا، اور پھر دونوں سے متعہ کا حکم دیا جاتا، اور قرآن کی ترتیب عقد شرعیہ اس نہج پر ہوتی ”نکاح دائمی کرو، آزاد عورت سے یا لونڈی سے: موجودہ صورت میں تو ترتیب یہ ہے، نکاح دائمی یا متعہ کرو آزاد عورت سے اور نکاح دائمی کرو لونڈی سے“ لیکن متعہ لونڈی سے خارج از حکم صحتی ہے جو عقائد شیعہ کے برخلاف ہے اندریں

صورتِ اربابِ بصیرت اس امر کا فیصلہ کریں کہ خرابیِ نظم قرآنی میں شیعوں کی تاویل سے پیدا ہوتی ہے یا ہماری تاویل سے۔

سوال

اگر ”استمتاع“ کے معنی عقدِ متعہ کے نہ ہوں تو لا محالہ یا تو اس کے معنی مجامعت کے ہوں گے یا نکاحِ دائم کے۔ بصورتِ اول بدونِ مجامعت خاوند کے ذمہ کچھ بھی مہر دینا واجب نہ ہونا چاہئے حالانکہ نصف مہر بعد طلاق قبل از دخول واجب ہے۔ اور بصورتِ ثانی کل مہر بنفس عقدِ نکاح واجب ہونا چاہئے، حالانکہ بہ مجرد عقدِ نکاح کل مہر کا دینا کسی طرح بھی واجب نہیں ہے (تفسیر مجمع البیان، برہان المجمع، تنبیہ المنکرین)

جواب

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ استمتاع سے وقاع (مجامعت) مراد ہے، اور یہ نکاح دائمی پر متفرع ہے مگر اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ عدمِ وقاع کی صورت میں طلاق قبل از دخول سے مہر بھی لازم نہ آئے گا، آخر اس لزومِ عدمِ لزوم کی دلیل کیا ہے، حالانکہ ارشادِ خداوندی ہے:

”وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ.....فَإِنْصِفُوا مَا فَرَضْتُمْ“ (بقرہ/ ۲۳۷) اور صورت

ثانی ہم نے کبھی تسلیم ہی نہیں کی، ہمارا تو دعویٰ یہی ہے کہ ”استمتاع“ کے معنی وقاع و خلوت صحیحہ کے ہیں، اس لئے کہ قیدِ نکاح تو خود مہنین سے ثابت ہے کیوں کہ تحلیل ”ماوراء“ محرماتِ ابدیہ میں شرطِ نکاح ملحوظ نہ ہو تو بلا نکاح کے نفس تحریم میں محرمات ابدیہ وغیر ابدیہ سب برابر ہیں، پس نکاح کی حلت کے کوئی معنی نہیں تو اب نکاح پر احکامِ نکاح کی تفریع صحیح ہوگی جس کے لئے لفظ ”فا“، موضوع ہے، اور اگر عقدِ نکاح

مراد ہو جیسا کہ شیعہ قائل ہیں تو تفریع بے سود اور بالکل بے معنی ہو جائے گی کیوں کہ تفریع میں متفرع علیہ کے ساتھ تعلق اور مغائرت ضروری ہے حالانکہ نکاح کی قید پہلے ہی معلوم ہو چکی تھی، پس نکاح پر تفریع نکاح کے کوئی معنی نہیں ورنہ وحدت متفرع و متفرع علیہ لازم آئے گی، اسی طرح تعقیب الشی عن نفسه باطل ہے، اور عقد متعہ ہونے کی صورت میں مابعد حرف ”ما“ کو ماقبل سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

اعتراض

اس جگہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ خلوت صحیحہ کس دلیل سے ازالہ وہم وقاع کی مترادف تصور کی گئی ہے۔

جواب نمبر ۱

اس کا ازالہ یوں ہے، خلوت صحیحہ کے بعد عورت کی طرف سے تسلیم متحقق ہو جاتی ہے، اب عدم وقاع میں اگر قصور ہے تو زوج کا ہے، مطابق ”لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى“ (انعام/۱۶۴) زوج کے قصور کی وجہ سے غریب زوجہ کیوں نقصان اٹھائے، بائع اگر بیع کو مشتری کے حوالہ کر دے تو اس سے نفع اٹھانا اور اس کو استعمال میں لانا مشتری کا کام ہے اس کے عدم استعمال سے بائع کیوں بدل بیع سے محروم کیا جائے، اور چونکہ بعد خلوت صحیحہ تحقیق وقاع عادة کثیر الوقوع ہے، اور نیز وہ منجملہ دوائی وطی کے وطی سے زیادہ قریب ہے اس کو قائم مقام وطی کر دیا اور دوائی وطی کا قائم مقام ہونا قرآن مجید سے بھی مفہوم ہوتا ہے:

وَإِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَكُمْ تَمَسُّوهُنَّ الخ (بقرہ/۲۳۶)

اس آیت میں وطی و دوائی وطی کو ”مس“ لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ ”مس“ کے معنی بھی جماع کے نہیں ہیں، علاوہ اس کے شرطیہ وقاع کی صورت

میں کوئی شریر النفس خلوت میں اپنا کام نکال کر مہر دینے کے ڈر سے انکار کر سکتا ہے، لیکن اس کے برعکس خلوتِ صحیحہ کی صورت میں اس کا انکار بوجہ شہادت و ردیتِ اغیار قابل اعتبار نہیں ہو سکتا۔

جواب نمبر ۲

ایسا اعتراض آج تک دیکھنے سننے میں نہیں آیا، اعتراض تو بعینہ ایسا ہے جیسے کوئی اس قانون سے کہ جو کوئی قتلِ عمد کرے گا اس کو پھانسی کی سزا دی جائے گی، یہ نتیجہ اخذ کرے کہ قتلِ عمد نہ کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی، حالانکہ قتلِ عمد نہ کرنے والوں میں ضارب الشدید بھی ہو سکتے ہیں جن کے لئے جداگانہ سزائیں مقرر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض صاحبان کو شرع تو شرع ہندوستان کے دیوانی قانون معاہدات سے مطلقاً مس ہی نہیں ہے۔

معاہدہ کے تین مراحل ہیں ① اقرار ② تکمیل معاہدہ ③ اور تعمیل معاہدہ۔ ① اقرار مواخذہ نہیں کیوں کہ اس میں فریقِ اول کی طرف سے قبولیت نہیں ہوتی۔

② تکمیل معاہدہ میں ایجاب بھی ہوتا ہے اور قبول بھی، لیکن فریقین کی طرف سے اپنے اپنے مقرر فرائض کی ادائیگی عمل میں نہیں آتی۔

③ اور تعمیل معاہدہ میں فرائض کی ادائیگی پر فریقین یا کم از کم ایک فریق عمل پیرا ہو جاتا ہے۔ مقدم الذکر صورت میں اندیشہ نقصان کم اور مؤخر الذکر صورت میں اندیشہ نقصان زیادہ ہوتا ہے، اس لئے اگر کوئی شخص معاہدہ کی تکمیل کے بعد اس کو فسخ کر دے تو کوئی وجہ نہیں کہ منسوخ کنندہ معاہدہ بطور ہرجانہ کچھ ادا نہ کرے، چنانچہ باری تعالیٰ نے تکمیل معاہدہ نکاح بعد تنسیخ ہرجانہ ”فِيصِفُ مَا فَرَضْتُمْ“ فرمایا ہے، اور تعمیل معاہدہ نکاح کے بعد تنسیخ ہرجانہ ”أَجُورُهُنَّ فَرِيضَةً“ (نساء/۲۴) مقرر کیا

ہے، طلاق قبل از دخول کی صورت میں چونکہ عورت کی محض عفت ریزی ہوتی ہے اس لئے نصف مہر کی سزا مقرر ہے اور مجامعت کے ساتھ چونکہ عصمت دری واقع ہوتی ہے اس لئے کامل مہر کی سزا کا حکم دیا جاتا ہے۔

سوال

چونکہ ”استمناع“ کے حقیقی لغوی معنی مطلق انتفاع ہے اس لئے اخذ وقاع مجاز ہے، اور حقیقت کو چھوڑ کر مجاز سے متمسک ہونا ناجائز ہے۔

جواب

استمناع سے وقاع کو مجاز کہنا عقل و فہم پرستی کرنا ہے، استمناع بالنساء کا فرد کامل بلکہ فرد مخصوص بجز وقاع کے اور کیا ہے جس کو حقیقت کہیں، بلکہ اگر استمناع کے صلہ کو خیال کیجئے اور ”الباء للصاق“، کا قاعدہ ملحوظ رکھیے تو وقاع کی اور تعین ہو جاتی ہے، بلکہ اگر وقاع کو استمناع سے مجاز بھی کہیں، حالانکہ مجاز کہنا یقیناً غلط ہے، البتہ مشترک معنوی ہو سکتا ہے کیونکہ قرینہ الصاق موجب تعین وقاع ثابت ہے۔ ایک طرف تو نکاح کے لئے محرمات وغیرہ کو بیان کیا جاتا ہے، آخر نکاح سے مقصود کیا ہے دوسری جانب ”نِسَاءُكُمْ حُرَّتُ لَكُمْ“ ارشاد ہوتا ہے، پس کوئی کاشتکار ایسا ہوا ہے کہ بے ہل جوتے، بے بیج بوئے کھیت کو محض دیکھ کر پیداوار کا امیدوار رہا ہو، پھر نکاح حرائر کے بعد نکاح آماء کو بیان کر کے فرماتا ہے: ”ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ“ (نساء/ ۲۵) کہیں پانی دیکھنے سے پیاس بجھتی ہے اور زوجہ کے دیکھنے سے شبق (کثیر شہوت) کا علاج ہوا ہے۔

سوال

اگر اس آیت سے مراد متعہ ہوتا تو بجائے ”أَجُورُهُنَّ“ کے ”صَدَقَاتِهِنَّ“ یا

”مُہُورُہُنَّ“ لکھا ہوتا، جیسا کہ دوسری جگہوں پر انہیں الفاظ سے اس مفہوم کو ادا کیا گیا ہے۔ (تنبیہ المنکرین)

جواب

قرآن مجید فرقان حمید میں ”اُجُورُہُنَّ“ جس جگہ بہ قرینہ نکاح استعمال ہوا ہے وہاں یہ مُہُورُہُنَّ ہی کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو!

- (۱) فَانْكِحُوهُنَّ بِاٰذْنِ اٰهْلِهِنَّ وَاَتُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ (نساء/۲۵)
- (۲) لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوهُنَّ اِذَا اتَّيْتُمُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ (ممتحنہ/۵۰)

- (۳) اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الَّتِي اَتَيْتَ اُجُورَهُنَّ (احزاب/۵۰)
- (۴) وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ..... اِذَا اَتَيْتُمُوهُنَّ اُجُورَهُنَّ (مائدہ/۵) نہ صرف ”اجور“ ہی بجائے مہر کے استعمال ہوا ہے، اللہ پاک نے متاع کو بھی اس معنی میں کئی جگہ استعمال کیا ہے:

”وَمَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِعِ قَدَرًا..... الخ“ ()

مفہوم یہ ہے: اپنی وسعت کے اندازہ سے ان کو مہر دے دو۔

سوال

اس آیت کریمہ کے حکم میں نکاح اور متعہ دونوں شامل ہیں کیوں کہ لفظ استمتاع میں دونوں مطلب شامل ہیں خواہ استمتاع بصورت تابید ہو یا بہ نہج توقیت، پس جبکہ دونوں قسمیں اس حکم میں شامل ہیں تو متعہ ثابت ہے۔

جواب

شیعہ صاحبان ایک طرف تو اس آیت کو نکاح اور متعہ دونوں پر مشتمل تصور

کرتے ہیں اور دوسری طرف اس کا نزول خاص متعہ میں تسلیم کرتے ہیں اور اس کو ثبوت متعہ میں نص ٹھہرانے کے لئے قراءت شاذہ و روایات مجہولہ سے ”السی اجل مسمی“ بڑھاتے ہیں پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو بقول اہل سنت جو قرآن مجید کامل مکمل مانتے ہیں، یہ آیت مثبت متعہ نہیں ہے یا بقول قائلان تحریف فی القرآن خاص در باب متعہ ہے۔

”فالجمع بین القولین کالرکوب علی السفینتین“ ان دو اقوال کا جمع کرنا دو کشتیوں میں پاؤں رکھنے کے برابر ہے، جو لغو محض ہے۔

سوال

یہ آیت حلت متعہ ہی میں مقصود ہے کیوں کہ ابی ابن کعب و عبد اللہ بن عباس کی قراءت پر ثابت ہے، لہذا حلت متعہ بہ اجماع امت ثابت ہے۔

جواب

اگر اس کے مطابق فقرہ السی اجل مسمی اس آیت میں ہے، اور اس کی قراءت پر کسی نے انکار نہیں کیا، پس اجماع امت اس قراءت پر جمہور صحابہ کا اتفاق ہوتا اور وہ اس کو جزء قرآن سمجھتے تو ضرور یہ فقرہ داخل قرآن مجید رہتا اور ہرگز خارج نہ کیا جاتا، اگر ایسا ہوتا تو جناب فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور اس کو داخل قرآن رہنے دیتے، کیوں کہ جمع قرآن کے وقت تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بقول شیعہ، منکر متعہ بھی نہ تھے، تا کہ یہ شبہ ہو کہ اپنی بات کی حمایت میں ایسا کیا۔ انکار تو اپنی خلافت کے عہد میں کیا ہے تو جب اس قراءت پر اجماع امت ثابت نہیں بلکہ اس کے جزء قرآن نہ ہونے پر اجماع امت ہے، تو نتیجہ یہ نکلا کہ حرمت متعہ پر اجماع امت ہے جب خود علامہ مجلسی اس قراءت کو قراءت شاذہ کہتے ہیں، پھر بات ہی کیا رہی جس پر

اس قدر شد و مد سے کہا جاتا ہے کہ اس قراءت پر اجماع جمہور امت ہے۔
 ودر قراءت شاذہ منقول است از عبد اللہ بن عباس رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ ایشان رسالہ متعہ ۱۲

سوال

آیت ہذا میں بجز دابتغاء بمال استمتاع مذکور ہے اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ بعد استمتاع اجرت مقررہ ان کو دے دو اور یہ اس امر پر دال ہے کہ جماع بجز دابتغاء بمال جائز ہے اور یہ صورت صرف عقد متعہ ہی میں متصور ہے کیوں کہ نکاح دائم میں یہ حالت یعنی جماع بجز دابتغاء بمال درست نہیں، نکاح دائم بغیر حاضری گواہ و اجازت ولی منعقد نہیں ہو سکتا، اور بغیر عقد کے جماع جائز نہیں، پس ثابت ہوا کہ اس آیت کو نکاح دائم سے کوئی تعلق نہیں بلکہ متعہ ہی سے متعلق ہے۔

جواب

یہ اعتراض تو بالکل بے معنی اور خبط بے ربط ہے بلکہ مذہب کے بھی مخالف ہے کیوں کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ آیہ کریمہ میں مجرد ابتغاء بالمال مذکور ہے لمہ ”اَنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ“ (نساء/۲۴) میں چار شرطیں بان کی گئی ہیں، اول ”ابتغاء“ یعنی زبان سے ایجاب و قبول کرنا اگرچہ ”لغۃ“ اس لفظ معنی مطلق طلب کے ہیں مگر طلب منوی تو بالاتفاق معتبر نہیں، علاوہ اس کے مال کا مقابلہ اسی عقد باللسان کو مقتضی ہے کیوں کہ لین دین کا معاملہ بلا گفت و شنید و تراضی طرفین طے نہیں ہو سکتا۔

دوم: ”مال“ یعنی مہر و نفقہ دینا منظور ہو۔

سوم: ارادۂ احسان یعنی تزوج مقصود ہو۔

چہارم: نفسی ”سفاح“ یعنی نفس کو قضاے شہوت مقصود نہ ہو پس ان دلائل کی

رو سے آئیہ کریمہ کو مجرد ابتغاء بالاموال میں منحصر سمجھنا بالکل غلط ہے یہی وجہ ہے کہ ابتغاء بالمال کے بعد ”مُحْصِنِينَ“ بڑھایا گیا کیوں کہ مجرد ابتغاء بالمال تو زنا میں بھی ہوتا ہے (بازاری رنڈی بھی تو سوائے روپے کے اور کیا چاہتی ہے) پھر تاکید ”غَيْرَ مُسَافِحِينَ“ سے فرمائی یعنی مال خرچ کرنے سے شہوت رانی مقصود نہ ہو جیسا کہ زنا میں ہوتا ہے، اگر بغور دیکھا جائے تو ان دو قیدوں سے متعہ وزنا دونوں باطل ہو گئے کیوں کہ متعہ سے ثبوت احسان نہ ہونا مسلمہ شیعان ہے۔ باقر مجلسی رسالہ متعہ کی فصل حدود میں لکھتے ہیں:

”محسن کسی است کہ اور افرج حلال باشد دائمی یا بملک کہ صبح و شام باو توان رسید اگر نکاح متعہ داشته باشد موجب احسان نیست۔

محسن وہ شخص ہے جس کے پاس حلال دائمی شرم گاہ ہو یا ملک سے ہو کہ صبح یا شام جب چاہے اس تک اسے رسائی ہو، اگر نکاح متعہ رکھتا ہو تو یہ متعہ احسان کو ثابت نہیں کرتا۔

اور تقریر ما سبق سے مجرد ابتغاء بمال جواز جماع بھی باطل ہو گیا کیوں کہ یہ بات تو فقط زنا میں متصور ہے۔

یہ کہنا بھی بقاعدہ شیعان غلط ہے کہ نکاح دائم بغیر چار گواہاں و اجازت ولی نہیں ہو سکتا، کیوں کہ باقر مجلسی کے رسالہ فقہ کے باب النکاح میں ہے۔

”شرط نیست گواہ در هیچ نکاح پس اگر پنہاں کنندہ و بر زنان بالغ رسیدہ و اگرچہ بکر شد۔

سوال

آیہ کریمہ میں مجرد استمتاع اجرت دینے کا حکم ہے۔ اگر استمتاع نہ ہو تو

اُجرت نہیں، نکاح دائم میں خواہ استمتاع واقع ہو یا نہ ہو نکاح کے بعد نصف مہر دنیا لازمی ہے نیز شریعت میں نکاح و استمتاع میں فرق ہے (یعنی استمتاع تلذذ اناام ہے اور مجرد نکاح تلذذ نہیں) پس ثابت ہوا کہ آیت متعہ کے بارے میں ہے۔

جواب

”استمتاع کے بعد اجر دینے کا حکم ہے اور کل اجر کا جیسا کہ لفظ ”فریضہ سے عیان ہے، مگر اس کے برعکس نفس عقد سے کل مہر کا ادا کرنا لازم نہیں، اور جب شریعت نے نکاح و استمتاع میں فرق کیا اور استمتاع تلذذ کا نام ہے، اور بعد استمتاع ادائے مہر کامل کا حکم دیا ہے تو ہم نہیں سمجھتے کہ پھر آیت سے متعہ کس طرح ثابت ہو گیا، بلکہ جب نفس متعہ استمتاع نہیں اور بلا استمتاع مہر کامل واجب نہیں تو یہی آیت بطلان متعہ کے لئے کافی ہے کیوں کہ برخلاف آیہ کریمہ متعہ میں نفس عقد سے ادائے مہر کامل واجب ہو جاتا ہے، چنانچہ باقر مجلسی رسالہ فقہ کے باب المتعہ میں لکھتا ہے:

”بمجرد عقد تسلیم واجب میشود..... الخ،،

یعنی بجز عقد متعہ تفویضِ اجر لازم ہے۔

شیعہ کی یہ توجیہ اسلامی قانون اجارہ کے بالکل منافی ہے، اجارہ متعہ کیا عجیب اجارہ ہے جس میں بلا کام کے صرف نفس معاملہ پختہ ہو جانے سے پوری اجرت دے دینی لازم ہو جاتی ہے۔

سوال: اگر اس آیت کو نکاح مطلق کے متعلق مانا جائے تو ایک ہی

صورت میں دو دفعہ ایک ہی حکم کا صدور ماننا پڑے گا، پس رفع تکرار ضروری ہے، لہذا یہ آیت متعہ کی نسبت ہے۔

جواب: یہ بھی بالکل باطل ہے کیوں کہ آیہ ”فَانِكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ

الح“ (نساء/۳) میں استمتاع کی قید اور کل مہر کا دینا مذکور نہیں ہے، وہاں ”صَدُقْتِهِنَّ نِحْلَةً“ اور یہاں ”أَجُورَهُنَّ فَرِيضَةً“ (نساء/۴) ہے، ان دونوں آیتوں کو ہم معنی قرار دینا اگر حماقتِ مطلق نہیں تو کیا ہے؟ اور اگر اس کو خیال کیجئے کہ کلام مقید میں حکم قید پر ہوتا ہے تو اور بھی مطلب صاف ہو جاتا ہے کہ پہلی آیت میں ”نحلہ“ قید واقع ہے اور سوقِ کلام بھی اس کے لئے ہے اور دوسری آیت میں ”فریضۃ“ قید واقع ہے اور سوقِ کلام بھی بیانِ ادائے فریضہ یعنی مہر کا مل کے لئے ہے۔

نیز پہلی آیت کے مخاطب اولیائے زوجہ ہیں اور دوسری میں بالاتفاق ازواج، پہلی آیت میں اولیائے زوجہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان کے وصول کردہ مہروں میں تعرض نہ کریں، ہاں اگر عورتیں خود خوشی سے کچھ انہیں دے دیں تو وہ ان کا حق ہے۔ اور دوسری آیت میں مقررہ مہروں میں کمی بیشی کے متعلق حکم خداوندی ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ“ (نساء: ۲۴)
 کیوں کہ تراضی طرفین کی وہیں ضرورت ہوتی ہے اور جہاں کہیں اور شخصوں میں کوئی معاملہ ہے ہی نہیں جس میں تراضی کی حاجت ہو ہر چند یہ آیت جسے شیعہ متعہ کے جواز میں پیش کرتے ہیں، الثا حرم متعہ ثابت کرتی ہے۔

سوال

ہمارے نزدیک نکاح کی دو قسمیں ہی (۱) نکاح موقت (۲) نکاح غیر موقت، نکاح موقت کا دوسرا نام متعہ ہے، جب یہ متعہ نکاح کے اقسام میں ہے تو پھر اعتراض کیوں؟

جواب:

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ ایک حرام فعل ”زنا“ کا نام بدل کر حلال بنایا گیا ہے، یہ تو ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ شراب دو طرح ہے ایک مؤبد اور دوسرا موقت، جو موقت ہے وہ حلال ہے اور دلیل کچھ بھی نہ ہو اور صرف نام بدلا جائے، ایسے ہی یہی متعہ ہے کہ اسے نکاح کے اقسام سے شمار کرنا بوالہوسی نہیں تو اور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے نزدیک متعہ میں اور کنجری کے کوٹھے پر جانے میں صرف لفظی فرق ہے، جس طرح کنجری سے کچھ روپے کے عوض ایک رات یا دو رات کے لئے معاہدہ ہوتا ہے، اسی طرح متعہ میں ہوتا ہے، گویا شراب ایک ہی ہے صرف لیبل بدل گیا ہے، اس لئے گزارش ہے کہ متعہ کرنا وہی زنا ہے صرف لفظ کا فرق ہے، البتہ یہ بات دوسری ہے کہ شیعہ مذہب میں متعہ بھی نکاح کی طرح ایک عقد ہے اور یہ بات شیعہ مذہب کے مطابق بالکل ٹھیک کہتے ہیں جیسے ہندو بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں نکاح قاضی پڑھاتا ہے اور ہمارے ہاں پھیرے پڑتے ہیں، غرضیکہ متعہ ہو یا عقد یا پھیرے ان میں جو بھی فرق ہو گا وہ اپنے اپنے مذہب کے مطابق ہو گا، ایک کی نظر میں ان سب میں کچھ فرق نہیں، یہی حال متعہ اور نکاح کا ہے، شیعہ کے ہاں متعہ جائز ہے ہمارے ہاں یہ زنا ہے، یہ تو اپنا اپنا مذہب ہے، شیعہ کو متعہ مبارک اور ہمیں نکاح، اس میں ہمیں کیا اعتراض ہے۔

غرضیکہ ہم نے تو عوام کو صرف اس قدر بتایا تھا کہ شیعہ مذہب میں زنا اور متعہ ایک ہی شے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب کو قائم دائم رکھنے والا یہ ہی متعہ ہے، اگر یہ نہ ہو تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ دنیا میں شیعہ مذہب کا وجود ہی نہ ہو کیوں کہ شیعہ مذہب کی ساری بہار ہی متعہ میں بند ہے، اور اس کی عظمت اور رفعت کا یہ عالم ہے کہ متعہ کرنے والے کو امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بلکہ امام حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بلکہ سیدنا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بلکہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا درجہ مل جاتا ہے (برہان المسعدہ صفحہ ۵۰)

واقعی جب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ مل جائے تو اس سے بڑی دنیا میں اور کون سی چیز ہے، معاذ اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

متعہ نکاح نہیں زنا ہے

مذکورہ بالا مختصر جواب کے بعد اب تفصیل سنئے۔ متعہ خالص زنا ہے یہ کسی صورت میں بھی زنا کی کیفیت سے خارج اور نکاح کی صورت میں داخل نہیں ہو سکتا، متعہ وزنا میں تقیہ اور جھوٹ کی طرح صرف نام کا فرق ہے۔

نقشہ ہذا غور سے دیکھئے!

نمبر نکاح اور اس کی شرائط و لوازمات زنا یا متعہ

۱	ضروری ہے کہ جن عورتوں سے وطی درست ہو سکتی ہے ان سے نکاح کے وقت ایجاب و قبول، تعیین مہر اور دو گواہ کم از کم ضرور ہوں	۱۔ زنا اور متعہ بھی چوری چھپی ہوتا ہے، متعلقہ حوالہ جات تفصیلی طور پر گذشتہ صفحات میں دیکھئے!
۲	بیویاں چار سے زائد کسی وقت جمع نہیں ہو سکتیں۔	ان گنت سودا جس کا جتنا جی چاہے اگرچہ ہزاروں سے ہو (کافی صفحہ ۱۹۱ جلد ۲)
۳	منکوحہ کو کسی خاص وقت تک نکاح میں رکھنے کا قصد نہ ہو۔	ایک وقت مقرر اس کے بعد یہ جاوہ جا (جامع عباسی صفحہ ۱۳۵)

۴	شوہر کی وفات کے بعد میراث کا حق	زنا یا متعہ میں میراث نہیں
	ضروری ہے۔	(الروضۃ البہیہ صفحہ ۲۸۶)
۵	نکاح میں تو والد و تناسل مقصود ہوتا ہے۔	صرف شہوت رانی اور ہوس بھانا
		(الروضۃ البہیہ صفحہ ۲۸۶)
۶	عورت منکوحہ پر طلاق واقع ہوتی ہے۔	متعہ میں طلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (الروضۃ البہیہ)
۷	شوہر کی وفات کے بعد یا بعد طلاق منکوحہ کی عدت ہے۔	متعہ میں عدت کیسی؟ (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱)
۸	مدت نکاح میں نان و نفقہ وغیرہ ضروری ہے۔	نہ نان و نفقہ نہ اور لوازمات زوجیت صرف وہی خرچ کافی ہے (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱)
۹	نکاح کرنے کے بعد جماع یا خلوت صحیحہ سے مرد و عورت کو احسان حاصل ہو گیا زنا کریں تو سنگسار کئے جائیں گے۔	جب سودا ہی چوری چھپے ہوا ہے تو سنگساری کا حکم کیسا۔
۱۰	نکاح کے بعد عورت اپنے شوہر کے نام منسوب ہوتی ہے۔	زنا اور متعہ میں کبھی یہ نسبت سنی ہی نہیں گئی۔
۱۱	نکاح کے بعد بچوں کی پیدائش موجب راحت و فرحت بلکہ صداقتار ہے۔	زنا اور متعہ میں نہ یہ نہ وہ بلکہ بتانے سے ننگ و عار ہو۔

ان وجوہ سے اہل دل کو یقین ہو جانا چاہئے کہ متعہ زنا ہے یا نکاح اور اس گندے فعل کے ارتکاب سے زنا کو الٹا تقویت ملتی ہے کہ زن و مرد اگر کہیں اس بد فعلی کے ارتکاب سے پکڑے جائیں تو جان چھڑانے کا بہتر ہتھیار ان کے پاس ہے کہ وہ کہہ

سکتے ہیں کہ ہم نے نکاحِ متعہ کیا ہے۔

اب نہ سنگساری اور نہ ہی رجم، اس سے اسلامی نظام کا شیرازہ بری طرح بکھر جائے گا۔

آخری فیصلہ

ہم بار بار کہیں کہ متعہ زنا محض ہے، شیعہ پارٹی ہرگز نہیں مانے گی، ہم کتب شیعہ سے ثابت کر کے دکھاتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی متعہ مروجہ کو زنا محض بتایا ہے۔

وقد روى ابو نصير فى الصحيح عن عبد الله الصادق انه سئل عن المتعة هي من الاربع قال لا ولا من السبعين۔ (فروع کافی صفحہ..... والاستبصار)

ابونصیر نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا متعہ والی عورت چار نکاح والی آیت نکاح میں داخل ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔

فائدہ: اس روایت میں صریح دلیل ہے کہ عورتِ متعہ، زوجہ منکوحہ نہیں ورنہ وہ چار میں منسوب ہوتی۔

سوال

متعہ زنا نہیں بلکہ نکاح ہے اس لئے کہ شیعہ کی فقہ و اصول فقہ میں واضح

الفاظ میں لکھ دیا گیا ہے کہ (۱) محرمات (۲) شوہر دار (۳) بازاری

(۴) باکرہ عورتوں سے متعہ ناجائز ہے، جب متعہ میں نکاح کے اسباب موجود ہیں تو

پھر اسے نکاح سے خارج کرنے کا کیا معنی ہے؟

جواب: (۱) محرمات کو واقعی متعہ سے بچالیا گیا، لیکن ذکر کو کپڑا پیٹ کر اپنا منہ کالا کر لینا جائز کیا گیا، جولفت حریر کے نام سے مشہور ہے (ذخیرۃ المعاد حوالہ گذر گیا)

(۲) شوہر دار سے ڈر کے مارے عدم جواز لکھا گیا، ورنہ کوئی بے غیرت اور دیوث اپنی عورت سے متعہ کرنے دے تو علیحدہ بات ہے۔

(۳) کنجری اور بازاری عورت سے شیعہ کے نزدیک متعہ جائز ہے اگرچہ بہ کراہت، چنانچہ ذخیرۃ المعاد کا حوالہ گذرا ہے۔

(۴) کنواری کے لئے بھی شیعہ نے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ اس کی فطرت اور اس کے متولیوں کی عار سے خطرہ کر کے کہ کنواری کو طبعی فطرت جلدی سے کسی قابو میں جانے کی نہیں، ورنہ اگر کوئی کنواری لڑکی کسی کے ہاتھ لگ جائے تو شیعہ مذہب میں متعہ جائز ہے، لیکن متولیوں کا خطرہ بھی سوار ہو، تو شیعہ مذہب نے بد بخت بوالہوس شہوت پرست کو نہ صرف متعہ کی اجازت دے دی بلکہ لواہمت جیسی غلیظ عادت کے جواز کا پٹہ ہاتھ میں دے دیا، چنانچہ مروی ہے۔

امام نالائق کا فتویٰ

ایک شخص نے امام صاحب سے پوچھا کہ حضرت جی ”باکرہ“ کنواری لڑکی ہے، وہ متعہ کرنا چاہتی ہے مگر اس کے والدین اس پر راضی نہیں، آپ کے نزدیک اس صورت میں کیا کیا جائے؟ اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا کہ اس کے ساتھ متعہ تو کر لو، مگر اس کی بکارت زائل نہ کرو، بلکہ دوسرے طریق سے اس کے ساتھ صحبت کر لو۔

لطیفہ

استبصار میں تو ہر عورت (منکوحہ بہ متعہ) سے لواطت کے جواز کا فتویٰ درج ہے۔
(إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)
فقیر کی تحقیق مذکور سے ثابت ہو گیا کہ متعہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں بلکہ وہ عین زنا ہے اور عقلاً و نقلاً قطعاً نہایت درجہ کا شنیع فعل اور ناروا ہے۔

ایک اور جواب

بر تقدیر تسلیم مان لیا جائے کہ بعض عورتوں سے متعہ نہیں ہو سکتا، تب بھی متعہ زنا کے حدود سے متجاوز نہیں ہو سکتا، زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ زنا اور متعہ میں عموم و خصوص کی نسبت ہے یعنی زنا عام ہے اور متعہ خاص کہ بعض سے جائز اور بعض سے ناجائز اور ظاہر ہے، خصوص اگرچہ خصوص ہے، لیکن ہے تو عموم ہی کی ایک قسم، نتیجہ یہی کہا جائے گا کہ متعہ زنا کی ایک خاص قسم میں داخل ہے نہ کہ خارج، مثلاً حرام کھانے کی بہت سی صورتیں ہیں جیسے سود، رشوت، چوری، غصب، غبن، خیانت و دیگر حرام اشیاء، شراب، خنزیر، کتا وغیرہ وغیرہ۔

اگر کوئی شخص اشیاء مذکورہ میں سے بعض اشیاء کو نہ کھائے اور کسی وجہ سے ان کا استعمال نہیں کرتا تو اسے کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ وہ صاحب حرام اشیاء میں سے فلاں فلاں اشیاء کا استعمال نہیں کرتا، بنا بریں اس کا حرام خوروں میں شمار نہ ہو، بلکہ اس حرام خور کو حرام خور ہی کہا جائے گا، مثلاً رشوت خور اور شراب نوش خنزیر نہیں کھاتا یا پیشاب نہیں پیتا تو کیا ہم اسے حرام خور نہیں کہیں گے۔

ایسے ہی زنا کا حال ہے کہ زانی ماں، بہن وغیرہ سے زنا نہیں کرتا اور اجنبی عورتوں سے کرتا ہے تو اسے زانی نہ کہا جائے گا؟ ایسے ہی جب متعہ میں زنا کی پوری تصویر موجود ہے تو پھر اسے ہیرا پھیری کر کے زنا سے خارج اور زبردستی نکاح میں

کیوں داخل کیا جاتا ہے، یہ صرف اس لئے کہ زنا کی بہار سے گلستانِ رض و تشیع مہکتا چہکتا ہے لیکن ”تابکے“

شیعہ کے تمام نقلی اور عقلی دلائل کا قلع قمع کر دیا گیا ہے، اب ان کے اعتراضات سنئے جو اہل سنت کی احادیث کو لے کر عوام کو بہکاتے ہیں۔

فصل دوم

مختصر تاریخ متعہ و تفصیل مذاہب

(اعتراضات از احادیث اہل سنت)

پیشتر اس کے کہ روایاتِ سنیہ پر بحث کریں یہ امر اشد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کی مختصر تاریخ بیان کر دی جائے۔ جہاں تک اہل سنت کی کتب سیر و حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے، متعہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل سرزمین عرب میں مروج تھا، چنانچہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ابتدائے اسلام میں حرام فرمایا اور پھر فتح مکہ میں تین روز کے لئے محض بضرورت جنگ اس کی اجازت دے کر قیامت تک اسے حرام قرار دے دیا۔

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”إِنَّمَا أُحِلَّتْ لِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتْعَةُ النِّسَاءِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے لئے تین روز متعہ حلال کیا تھا پھر اس سے منع فرما دیا۔

اس قسم کی سینکڑوں احادیث صحاح ستہ میں مروی ہیں، جن کی بنا پر اہل سنت کے چاروں ائمہ کرام یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ان کی کتب معتبرہ میں بے شمار سندات موجود ہیں، البتہ امام مالک کے متعلق صاحب ہدایہ کی غلطی کے باعث ہدایہ میں درج ہو گیا ہے حالانکہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے، چنانچہ ہدایہ کی

شرح عینی کے مندرجہ حاشیہ پر ہی اس غلطی کی تشریح کر دی گئی ہے۔ خود امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خیر والی روایت کی بنا پر متعہ کو حرام کہا ہے، فرقہ مالکیہ کی دیگر کتب فقہ میں بھی اسے حرام ہی لکھا ہے۔ شرح مختصر میں قلیل مالکی لکھتے ہیں:

”لا خلاف عندنا المتعة نکاح یفسخ مطلقاً☆

اور رسالہ ابن ابی زید مالکی میں ہے:

”لا یجوز نکاح المتعة اجماعاً☆

اور ”منہج الوافیہ فی فقہ المالکیہ“ میں بھی ہے:

”لا یجوز نکاح المتعة وهو النکاح الی اجل“

علاوہ ازیں امام مالک متعہ پر حد تجویز کرتے ہیں۔ علاوہ ان اندرونی سندات کے ایک چھوڑ دو بیرونی سندات اس بات میں ایسی معتبر ہیں جن سے کسی شیعہ کو بھی انکار نہیں ہو سکتا اور وہ یہ ہیں، علامہ حلی جو شیعہ غالی ہیں ”کشف الحق“، میں فرماتے ہیں:

”ذهب الامامیہ الی اباحۃ نکاح المتعة وخالف فیہا الفقہاء

الاربع“

اور اسی طرح ”احقاق الحق“، مصنفہ ایضاً میں مذکور ہے:

”چاروں ائمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے۔“

اس شہادت کے ہوتے ہوئے کوئی شخص اس امر سے انکار نہیں کر سکتا، کہ صاحب ہدایہ نے محض غلطی سے یہ لکھ دیا ہے، وگرنہ اس کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے، اس مختصر تمہید کے بعد ہم ان روایات کو سلسلہ وار پیش کرتے ہیں جو شیعوں کی طرف سے حلت متعہ کے ثبوت میں کتب سنیہ میں پیش کی جاتی ہیں اور ساتھ ہی ہم ان کی تردید

بھی کرتے جائیں گے۔

سوال

سب سے اول سیدنا ابن مسعود کی یہ روایت بخاری و مسلم سے بڑے شہود سے پیش کی جاتی ہے:

كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ نَا فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي
فَنَهْنَعَنْ ذَلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ
اللَّهِ ﷺ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ ۝

ابن مسعود کہتا ہے: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں تھے اور ہماری عورتیں ساتھ نہیں تھیں، ہم نے عرض کیا: کیا ہم اپنے آپ کو خفی کر لیں؟ آپ نے منع فرمایا اور پھر اجازت دی کہ عورتوں سے نکاح موقت کپڑے کے عوض کر لیں، پھر یہ پڑھا: اے ایمان والو! نہ حرام کرو ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔

جواب

ایمانداروں نے یہ روایت تو لکھ دی مگر دوسری روایت کو دیکھ کر سانپ سونگھ گیا جو آگے قلم نہ اٹھ سکا، حالانکہ دوسری روایت بھی ابن مسعود ہی سے مروی ہے، اور کیسی صاف سند تنسیخ متعہ پر ہے، بیہقی ابن مسعود سے روایت کرتا ہے:

قَالَ: الْمُتْعَةُ مَنْسُوخَةٌ فَنَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِدَّةُ وَ

الْمِيرَاثُ ۝

انہوں نے کہا کہ متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور اس کو طلاق، مہر، عدت اور میراث نے منسوخ کیا ہے، علاوہ ابن مسعود کی اس روایت کے حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی بھی ایک اسی مضمون کی روایت (تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۱۰) پر درج ہے:

”قَالَ نَسَخَ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ وَ نَسَخَ الزَّكَاةَ كُلَّ صَدَقَةٍ وَ نَسَخَ الْمُتْعَةَ الطَّلَاقُ وَ الْعِدَّةُ وَ الْمِيرَاثُ وَ نَسَخَتِ الْأُضْحِيَّةُ كُلَّ ذَبِيحَةٍ“

سیدنا علی نے فرمایا، رمضان نے کل روزے منسوخ کئے اور زکوٰۃ نے کل صدقات منسوخ کئے اور طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کیا اور قربانی نے کل ذبیحات منسوخ کئے۔

سیدنا ابن مسعود کی پہلی روایت غزوہ مکہ کے متعلق ہے اور اس کے الفاظ صاف طور پر واضح کر دیتے ہیں کہ غزوہ مکہ سے قبل بھی متعہ ممنوع تھا، اگر ممنوع نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو تجرد سے تنگ آ کر خسی بننے کی التجاء کرنے کی کیا ضرورت تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مجبوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے متعہ کی اجازت دینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

پس صحابہ کی التجاء اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اس امر کا بین ثبوت ہے کہ متعہ ممنوع تھا مگر اس کی وقتی اجازت حالات جنگ میں دی گئی تھی، ورنہ صحابہ از خود متعہ کر لیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دینے کی زحمت نہ ہوتی، چنانچہ روایت نمبر ۲ ہمارے اس دعوے کی کامل طور پر تائید اور تصدیق کرتی ہے کہ یہ وقتی اجازت صرف تین دن کے لئے غزوہ مکہ میں دی گئی تھی۔

سوال

دوسری روایت سبرہ ابن معبد جہنی سے احمد و مسلم روایت کرتے ہیں: وہ ہذا

”قَالَ اِذْنًا لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ فِي

مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ اَنَا وَرَجُلٌ..... ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا تَخْرُجُ حَتَّى حَرَمَهَا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○

بھی کرتے جائیں گے۔

سوال

سب سے اول سیدنا ابن مسعود کی یہ روایت بخاری و مسلم سے بڑے شہود سے پیش کی جاتی ہے:

كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ وَلَمْ يَسْ مَعَنَا نِسَاءُ نَا فَقُلْنَا أَلَا نَسْتَخْصِي
فَنَهْنَعَنْ ذَلِكَ وَرَخَّصَ لَنَا أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْءَةَ بِالثَّوْبِ إِلَى أَجَلٍ ثُمَّ قَرَأَ عَبْدُ
اللَّهِ ﷺ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبَّاتٍ مَّا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ ۝

ابن مسعود کہتا ہے: ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں تھے اور ہماری عورتیں ساتھ نہیں تھیں، ہم نے عرض کیا: کیا ہم اپنے آپ کو خفیہ کر لیں؟ آپ نے منع فرمایا اور پھر اجازت دی کہ عورتوں سے نکاح موقت کپڑے کے عوض کر لیں، پھر یہ پڑھا اے ایمان والو نہ حرام کرو ان پاک چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں

جواب

ایمانداروں نے یہ روایت تو لکھ دی مگر دوسری روایت کو دیکھ کر سانپ سونگھ گیا جو آگے قلم نہ اٹھ سکا، حالانکہ دوسری روایت بھی ابن مسعود ہی سے مروی ہے، اور کیسی صاف سند متعہ پر ہے، بیہقی ابن مسعود سے روایت کرتا ہے:

قَالَ: الْمُتْعَةُ مَنْسُوخَةٌ فَنَسَخَهَا الطَّلَاقُ وَالصَّدَقَةُ وَالْعِدَّةُ وَ

الْمِيرَاثُ ۝

انہوں نے کہا کہ متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور اس کو طلاق، مہر، عدت اور میراث نے منسوخ کیا ہے، علاوہ ابن مسعود کی اس روایت کے حضرت علی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی بھی ایک اسی مضمون کی روایت (تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۱۰) پر درج ہے:

”قَالَ نَسَخَ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ وَ نَسَخَ الزَّكَاةَ كُلَّ صَدَقَةٍ وَ نَسَخَ الْمُتْعَةَ الطَّلَاقُ وَ الْعِدَّةُ وَ الْمِيرَاثُ وَ نَسَخَتِ الْأُضْحِيَّةُ كُلَّ ذَبِيحَةٍ“

سیدنا علی نے فرمایا، رمضان نے کل روزے منسوخ کئے اور زکوٰۃ نے کل صدقات منسوخ کئے اور طلاق، عدت اور میراث نے متعہ کو منسوخ کیا اور قربانی نے کل ذبیحات منسوخ کئے۔

سیدنا ابن مسعود کی پہلی روایت غزوہ مکہ کے متعلق ہے اور اس کے الفاظ صاف طور پر واضح کر دیتے ہیں کہ غزوہ مکہ سے قبل بھی متعہ ممنوع تھا، اگر ممنوع نہ ہوتا تو صحابہ کرام کو تجرد سے تنگ آ کر خسی بننے کی التجاء کرنے کی کیا ضرورت تھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی مجبوریوں کو مد نظر رکھتے ہوئے متعہ کی اجازت دینے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟

پس صحابہ کی التجاء اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اس امر کا بین ثبوت ہے کہ متعہ ممنوع تھا مگر اس کی وقتی اجازت حالات جنگ میں دی گئی تھی، ورنہ صحابہ از خود متعہ کر لیتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دینے کی زحمت نہ ہوتی، چنانچہ روایت نمبر ۲ ہمارے اس دعوے کی کامل طور پر تائید اور تصدیق کرتی ہے کہ یہ وقتی اجازت صرف تین دن کے لئے غزوہ مکہ میں دی گئی تھی۔

سوال

دوسری روایت سبرہ ابن معبد جہنی سے احمد و مسلم روایت کرتے ہیں: وہو ہذا

”قَالَ اِذْ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ فِيْ

مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَخَرَجْتُ اَنَا وَ رَجُلٌ..... ثُمَّ اسْتَمْتَعْتُ مِنْهَا تَخْرُجُ حَتّٰى حَرَمَهَا

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ○

اجازت دی ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال متعہ النساء کی، پس چل پڑے میں اور ایک اور آدمی..... پس میں نے متعہ کیا۔

جواب

یہاں تک تو ایمانداری سے روایت کو پیش کیا گیا ہے، لیکن اس کے بعد کے الفاظ کو ”پس میں وہاں سے نہ نکلا جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہ کر دیا“ نہایت بددیانتی سے بلاڈکار ہضم کیا گیا ہے، کیا یہ الفاظ تقیہ سے چھپائے گئی ہیں یا کوئی اور وجہ ہے؟ گو یہی روایت ہی ہمارے دعوے کے لئے کافی ہے، لیکن ”بد را بخانه باید رسانید“ کے مطابق سبرہ جہنی کی دوسری روایت انہیں ہر دو کتب احادیث سے پیش کرتے ہیں جو اس معاملہ کو روز روشن کی طرح صاف کر دیتی ہے۔

”يَقُولُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي كُنْتُ أَذْنُتُ لَكُمْ فِي الْإِسْتِمْتَاعِ إِلَّا وَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ..... الخ“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے لوگو! ”میں نے تمہیں متعہ کی اجازت دی تھی مگر اب اللہ نے اسے قیامت تک حرام کر دیا ہے۔“

بخاری میں ایک اور مسلم میں دو روایات ابن اکوع سے مروی ہیں وہ یہ ہیں:

(اول) خَرَجَ عَلَيْنَا مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ أَذِنَ

لَكُمْ أَنْ تَسْتَمْتِعُوا مُتَعَةَ النِّسَاءِ ○

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی آیا اور کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم نے متعہ نساء کی اجازت دی ہے۔

(دوم) أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَذِنَ لَنَا الْمُتَعَةَ ○

خود رسول کریم تشریف لائے اور ہمیں متعہ کی اجازت دی۔

(سوم) قَالَ كُنَّا فِي جَمَشٍ فَأَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ قَالَ إِنَّهُ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ

تَسْتَمْتَعُوا فَاسْتَمْتَعُوا”

ہم فوج میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کا ایک آدمی) ہمارے پاس آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں متعہ کی اجازت دی ہے تو تم متعہ کرو۔

جواب

یہ تینوں روایات ایک ہی وقت بیان کی ہوئی معلوم ہوتی ہیں کیوں کہ الفاظ قریباً قریباً یکساں ہیں، چونکہ مختلف آدمیوں کی وساطت سے یہ روایات محدثین تک پہنچی ہیں، اس لئے قدرے اختلاف لفظی پایا جاتا ہے، پس جہاں ان تینوں روایات کو پیش کیا گیا تھا وہاں اگرچہ روایت کو بھی لکھا جاتا تو کیا اچھا ہوتا، نہ ان کو اعتراض کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ ہمیں جواب دینے کی زحمت اٹھانی پڑتی، چوتھی روایت احمد و مسلم نے سلمہ بن اکوع و سبرة بن معید جہنی سے یہ نقل کی:

”قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ نَهَى عَنْهَا بَعْدَهَا“

ابن اکوع نے کہا کہ فتح مکہ کے سال تین دن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں متعہ کی اجازت دی تھی، پھر اس کے بعد منع فرما دیا۔

اسی قسم کی ایک اور حدیث سلمہ بن اکوع کے بیٹے نے اپنے باپ سے روایت کی ہے جو طحاوی کے باب المتعہ میں اس طرح درج ہے:

”قَالَ إِذْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُتْعَةِ النِّسَاءِ ثُمَّ نَهَى

عَنْهَا“

سلمہ بن اکوع نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کی پہلے اجازت دی تھی، پھر منع کر دیا تھا۔

سلمہ بن اکوع کی چاروں روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام باوجود
 شدتِ تجرد کے متعہ سے رکے رہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صدورِ اجازت
 کے بعد مرتکب متعہ ہوئے۔ اگر نکاح کی طرح متعہ کی عام اجازت ہوتی اور یہ بہ نص
 قرآنی ثابت ہوتا جیسا کہ شیعہ صاحبان آیت ”فما استمتعتم“ کو اس کی نص صریح
 قرار دیتے ہیں تو صحابہ کا قبل از اجازت متعہ سے اجتناب کرنا اور بعد صدور اجازت
 اس کا مرتکب ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور اس تفریق کی کوئی وجہ معقول معلوم نہیں ہوتی
 کہ کیوں نکاح کے واسطے کبھی صحابہ نے یہ التزام نہیں کیا کہ حضور سے پہلے اجازت
 بلکہ مشورہ تک لیں اور بعد میں نکاح کریں، اندریں حالات حرمت متعہ میں کوئی شبہ
 باقی نہیں رہتا کیوں کہ اگر متعہ ایسا ہی جلوۂ بے دودھ تھا تو اس کے لئے اس قدر تک
 ودو کی کیا حاجت تھی؟ جس کو بھی خواہش ہوتی بے کھٹکے متعہ کر لیتا۔ حدیث سوم میں لفظ
 ”فاستمتعوا“ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلمہ بن اکوع متعہ کنندگان میں نہ تھے بلکہ
 اور لوگوں نے کیا تھا، بایں ہمہ، ام بخاری کی صحیح میں اس حدیث کے بعد دوسری
 حدیث میں خود حضرت سلمہ بن اکوع کے یہ الفاظ ہیں:

”فَمَا أَدْرِي هَذَا الشَّيْءُ كَانَ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً“ مجھے معلوم
 نہیں یہ اجازت خاص صحابہ ہی کو تھی یا تمام امت کے لئے تھی۔

سوال

دورِ روایات مسلم کے باب الحج میں ابو ذر سے مروی ہیں:

اول قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةٌ

متعہ کی ہم کو اجازت تھی۔

دوم لَا تَصْلَحُ الْمُتْعَةُ إِلَّا لَنَا خَاصَّةً

سوائے ہمارے کسی میں صلاحیت متعہ کی نہ تھی۔

جواب

یہ روایات جیسا کہ ان کے محل وقوع سے ظاہر ہوتا ہے، متعہ حج کے متعلق ہیں، چنانچہ اس جگہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت درج ہے جس سے خاصۃً متعہ نساء کے متعلق ابوذر سے ہی روایت مروی ہے اور وہ متعہ کی ہسٹری کے بیان میں اوپر ذکر کی جا چکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ صحابہ میں بروایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعہ کو حرام فرمایا اور صرف تین دن کی اجازت بخشی، بعد ازاں تاقیامت دائمی طور پر حرام فرمادیا۔ اور یہ سہ روزہ اجازت بھی غزوہ اوطاس میں ہوئی۔

اور بروایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعہ کی خاندان نبوت میں حرمت اس قدر شہرت و تواتر کو پہنچی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نے روایتیں کی ہیں اور مؤطا و بخاری اور مسلم و دیگر مشہور کتابوں میں بطریق متعدد یہ روایات ثابت ہیں۔

سوال

حرمت متعہ تو غزوہ خیبر میں ہوئی اس کے بعد اوطاس کی لڑائی میں پھر حلال ہو گیا، یہ کیسے؟

جواب

اس کا یہ ہے کہ یہ سب غلط فہمی ان کی اپنی ہی ہے ورنہ روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اصل موجود ہے، اصل میں خیبر کی لڑائی کو "تَحْرِيمٌ لِّلْحُومِ حُمُرٍ"

الْأَهْلِيَّةُ“ (یعنی گوشت خراہلی کا حرام) فرمایا ہے نہ کہ تاریخ حرام ٹھہرانے متعہ کی، لیکن عبارت ایسی ہے جس سے وہم دونوں کا ہوتا ہے، بعض محققوں نے نقل کیا ہے:

نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ ☆

عورتوں کے متعہ سے خیبر کے دن منع کیا۔

اور اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں حرام ٹھہرانا متعہ کا تاریخ خیبر پر موقوف کر کے بیان فرمایا ہے تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر رد کرنے اور الزام دینے کی کیا ضرورت؟ حالانکہ جس وقت کہ یہ رد والزام تھا اسی وقت یہ روایت فرمائی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو متعہ جائز کرنے پر سخت جھڑک کر کہا:

أَنْتَ رَجُلٌ تَائِهٌ

تو ایک مرد دیوانہ ہے۔

پس جو کوئی خیبر کی لڑائی کو متعہ کو حرام ٹھہرانے کی تاریخ کہے اُس کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استدلال میں کرتا ہے اور اس کی نادانی و حماقت پر یہی دعویٰ دلیل کے لئے کافی ہے۔ (تحفۃ اثنا عشرۃ)

سوال

بخاری، صاوی، تفسیر کبیر اور درمنثور میں عمارہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْمُتْعَةِ أَسْفَاحٌ أَمْ يَكَاحٌ؟ فَقَالَ لَا سِفَاحٌ وَلَا يَكَاحٌ قُلْتُ: مَا هِيَ قَالَ: هِيَ الْمُتْعَةُ۔

یعنی میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ متعہ زنا ہے

یا نکاح؟ آپ نے فرمایا: یہ نہ زنا ہے نہ نکاح بلکہ متعہ ہے۔

نیز بخاری میں ابو حمزہ سے روایت ہے:

سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ فَرَخَّصَ فِيهَا فَقَالَ: لَهُ مَوْلَى لَهُ إِنَّمَا كَانَ ذَلِكَ فِي النِّسَاءِ قُلْتُ: وَالْحَالُ شَدِيدٌ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَعَمْ

سوال کیا گیا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ نساء کے متعلق تو اس نے اجازت دے دی، پھر اس کے نوکر نے اس کو کہا کہ یہ تو اس وقت تھا جب عورتوں کی قلت تھی، اور حالت شدید لاحق ہوتی تھی، سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ ہاں۔

جواب نمبر ۱

پیشتر اس کے کہ ان روایات کا جواب عرض کیا جائے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ابتدائی زندگی کے متعلق چند واقعات درج کئے جائیں، جن کی روشنی میں مفصلہ بالا روایات کی تفہیم باحسن وجوہ عمل میں آئے گی، آپ ایک سال قبل از ہجرت پیدا ہوئے اور اپنے باپ کے ہمراہ نو سال مکہ میں رہے تھے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے آٹھویں برس غزوہ مکہ کے لئے اس جگہ تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ انہیں راستہ میں مدینہ کی طرف جاتے ہوئے ملے تو بمعہ ذریات و مستورات مدینہ منورہ بھیج دیا تھا، اس لئے نہ تو کوئی غزوہ سابقہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موجودگی میں ہوا تھا اور نہ ہی فتح مکہ، علاوہ اس کے آخر آپ تھے بھی بچے ہی، اگر ان کے سامنے بھی یہ غزوات ہوتے، تو آپ میں احکامات شرعیہ کے سمجھنے کی قابلیت ہو بھی کہاں سکتی تھی، لہذا آپ کو جو علم متعہ کے متعلق تھا وہ سماعی تھا، بہر کیف ان روایات کی تردید خود ان کی دیگر روایات سے ہوتی ہے، علاوہ ازیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روایت ابن عباس کے

خلاف ارشاد فرمائی تھی، جو ان (سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی عدم اطلاع کی تائید کرتی ہے۔ جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصنیف کردہ تفسیر القرآن موجود ہے تو سب سے اول ہمیں اس تفسیر کا مطالعہ کرنا لازم ہے، نہ کہ ادھر ادھر کی روایات کی جستجو میں سرگرداں ہونا چاہئے۔

آیت ”أَحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ“ ☆ کی تفسیر کے ماتحت آیت
 ”أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ
 مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً..... الخ“
 کی تفسیر آپ اس طرح کرتے ہیں:

أَنْ تَبْتَغُوا تَزَوُّجُوا بِأَمْوَالِكُمْ (السی الاربع) وَيُقَالُ أَنْ
 تَشْتَرُوا بِأَمْوَالِكُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ وَيُقَالُ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ فُرُوجَهُنَّ وَهِيَ الْمُنْعَةُ
 وَقَدْ نُسِخَتْ الْآنَ مُحْصِنِينَ مُتَزَوِّجِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ غَيْرَ زَانِينَ بِالنِّكَاحِ
 فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ اسْتَنْفَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ بَعْدَ النِّكَاحِ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً
 مُهُورَهُنَّ كَامِلَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَلَا جُرْمَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ فِيمَا
 تَنْفَعُونَ وَتُرِيدُونَ فِي الْمَهْرِ بِالتَّرَاضِي مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ الْأُولَى الَّتِي سَمَّيْتُمْ
 لَهَا إِنْ اللَّهُ كَانَ عَلِيمًا فِيمَا أَحَلَّ لَكُمْ النِّكَاحَ حَكِيمًا فِيمَا أَحْرَمَ عَلَيْكُمْ
 الْمُنْعَةَ ☆

اس آیت کی تفسیر پڑھنے کے بعد سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا
 عقیدہ بہ نسبت متعہ کے اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ اس کی اور زیادہ تشریح
 کرنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپ نے صاف الفاظ میں متعہ کے حکم کو منسوخ شدہ
 تصور کیا ہے، علاوہ ازیں بخاری و تفسیر کبیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
 مروی ہے:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَتُوبُ إِلَيْكَ مِنْ قَوْلٍ فِي الْمُتْعَةِ“

اے اللہ! میں نے متعہ کے حلال ہونے کے متعلق اپنے قول سے توبہ کی۔
یہاں تک تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اپنی تفسیر اور روایت سے
متعہ کی حلت کی تردید کی گئی ہے، اب ہم ایک روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
درج کر کے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات کے ذکر کو ختم کرتے ہیں۔
موطا امام مالک، بخاری و مسلم میں بروایت سیدنا محمد حنفیہ بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے مرقوم ہے:

”إِنَّهُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّكَ رَجُلٌ تَأْتِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ نَهَى عَنِ
الْمُتْعَةِ“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا:
تحقیق تو مرد سرگشتہ ہے، تحقیق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے متعہ سے منع
فرمایا ہے۔

بعینہ یہی حدیث شیعوں کی کتاب محاسن برقی میں بھی درج ہے جس کا ذکر اوپر
ہو چکا ہے۔

علاوہ ازیں آپ سے واضح الفاظ میں ثابت ہے کہ آپ تصریح کر کے کہتے
ہیں کہ اول اسلام میں مطلقاً مباح تھا پھر مضطر یعنی نہایت مجبور کے لئے مباح ہے،
جیسے خون اور خوک اور مردار۔

أَسْنَدَ الْجَاوِزِيُّ مِنْ طَرِيقِ الْخِطَابِيِّ إِلَى سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ
لِابْنِ عَبَّاسٍ لَقَدْ سَأَرْتُ بِفُتْيَاكَ الرُّكْبَانَ وَقَالُوا فِيهَا شِعْرًا قَالَ وَمَا قَالُوا قُلْتُ
قَالُوا:

شعر

فَقُلْتُ لِلشَّيْخِ لَمَّا طَالَ مَجْلِسُهُ يَا شَيْخُ هَلْ لَكَ فِي فُتْيَا ابْنِ عَبَّاسٍ
فِي غَيْدَةِ رُخْصَةِ الْأَطْرَافِ آنِسَةٍ تَكُونُ مَثَوَاكِ حَتَّى مَصْدَرِ النَّاسِ
ترجمہ:

جاوئی بطریق خطابی، سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت لایا
ہے کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ سواروں نے آپ کا فتویٰ
مشہور کر دیا ہے اور انہوں نے اس مضمون میں شعر کہا ہے۔ کہا: انہوں نے کیا کہا؟ میں
نے کہا: یہ کہا ہے:

پھر میں نے کہا: اس بوڑھے کو ہر گاہ کہ اس کے بیٹھنے
میں دیر لگی کہ اے شیخ آیا تجھ کو رغبت فتویٰ کی ہے جو سیدنا ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے عورت نازک اندام ملائم ہاتھ
پاؤں والی کے بارے میں کہ اُنس پکڑنے والی ہوگی تیرے گھر
میں جب تک کہ لوگ لوٹیں۔

فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ مَا لِهَذَا أَفْتَيْتُ إِنَّمَا هِيَ كَالْمَيْتَةِ وَالْدَمِ وَلَحْمٍ

الْخَنْزِيرِ ○

سو سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا: سبحان اللہ! میں نے یہ فتویٰ
نہیں دیا ہے وہ متعہ میرے نزدیک مردار اور خون اور گوشت خوک کھانے کے مثل ہے۔
وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّمَا كَانَتْ
الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يَقُومُ بِالْبَلَدَةِ لَيْسَ لَهُ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ
الْمَرْءَةَ بِقَدَرِ مَا يَرَى أَنَّ يُقِيمَ بِهَا فَحَفِظَتْ لَهُ مَتَاعَهُ وَتُصْلِحُ لَهُ شَيْنَهُ حَتَّى إِذَا
نَزَلَتْ الْآيَةُ ۖ وَالْأَعْلَى أَزْوَاجَهُمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ۖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلُّ

فَرْجٌ سِوَاهُمَا حَرَامٌ ۝

روایت کی ترمذی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، کہا: بیشک متعہ شروع اسلام میں تھا کہ کوئی آدمی کسی شہر میں ٹھہرتا تھا اس کی وہاں کوئی جان پہچان نہیں ہوتی تھی پس نکاح کرتا تھا وہ کسی عورت سے اتنے دن کہ جتنے دن وہاں کارہنا تجویز کرتا تھا، پس محافظت کرتی تھی وہ عورت اس کے اسباب کی اور تیار کرتی تھی اس کے واسطے اس کی چیز یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی ”الاعلیٰ ازواجہم الا سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ سوائے ان دو کے سب عورتیں حرام ہیں۔

سوال

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہیں: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۝

پس یہ کہ پکڑو تم تمتع ان عورتوں سے وقت معین تک۔

اور یہ لفظ صریح ہے اس بات میں کہ مراد متعہ سے ہے، ”جلی قلم“، یہ لفظ بالاجماع قرآن میں نہیں ہے اور قرآن کا تواتر باجماع شیعہ اور سنی شرط ہے اور حدیث پیغمبر کی بھی نہیں ہے، پھر کس چیز کو دستاویز بنائیں گے، ”جلی قلم“، یہ کہ کوئی روایت شاذ منسوخ شدہ ہوگی، اور ایسی روایت کو قرآن کے مقابلہ میں جو محکم اور متواتر ہے لانا اور قرآن کو جو محکم بالیقین ہے چھوڑ کر اس روایت شاذ پر کہ اب تک کسی سند صحیح سے ثابت نہیں ہوئی، تمسک کرنا، کس بات پر قیاس کیا جائے گا۔ اور سنی شیعہ دونوں میں قاعدہ اصولی یہ ہے کہ جب دو دلیلیں قوت و یقین میں برابر باہم جھگڑا کریں حلال و حرام میں تو حرمت کو مقدم کرنا چاہئے، یہاں جو دلیل ہے وہ محض جھوٹ ہے،

اب تک کسی نے یہ قراءت سنی ہی نہیں اور تمام عرب و عجم میں قرآن ہیں، نہ کسی قرآن میں دیکھی، تو پھر کس طرح اسے ہم مقدم کریں گے۔

جواب

عبداللہ اور حسین پسران محمد بن حنفیہ سے اور انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی:

إِنَّهُ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُنَادِيَ بِتَحْرِيمِ

الْمُتْعَةِ

بیشک حکم کیا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کا کہ متعہ کے حرام ہونے کی منادی کر دوں (پس معلوم ہوا کہ حرام ہونا متعہ کا ایک بار یا دو بار زمانہ آں سرور ﷺ کے بھی ٹھہر چکا ہے، جس کو یہ بات پہنچی وہ اس سے باز رہا اور جس کو نہ پہنچی باز نہ رہا، جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت یہ فعل بہت پھیلا تو اس کا حرام ہونا مشہور کرنا، اور ڈرانا دھمکانا اس کے کرنے والے کو بیان کیا، تو حرمت اس کی خاص و عام کے نزدیک ثابت ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے صرف متعہ کا ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ثابت ہوتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس صفت سے وہ حلال ٹھہرے تو باقی رہنا اس حکم کا لازم آئے اور یہ بات خوب ظاہر ہے (تحفہ اثنا عشریہ)

اور نفس طالب لذت کی موافقت بھی بہ آسانی میسر آتی نہ برعکس امر کہ جو اشیاء مخالف نفس ہوں ان کو تو مخالفت دین کے حاصل کرنے کی وجہ سے اختیار کیا جائے اور جو شے کہ موافق نفس سرکش ہو اس کو اسی مخالفت دین کی بنا پر چھوڑا جائے، ایسے ہی یہاں یہ فضول توجیہ بھی نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے دینی امور کا برتاؤ مسلمانوں کے خوف کے سبب سے کیا کرتے تھے، کیوں کہ اول تو ان کو بھلا کسی سے ڈرنا ہی

کیا تھا، دُرّہ عمری کی لچک اور تیغ فاروقی کی چمک سے موافقین و مخالفین میں سے ہر شخص بید لرزاں کی طرح بڑا کانپ رہا تھا، چنانچہ شیعوں کو بھی اس امر کے تسلیم و اقرار کے سوا آخر کار کچھ چارہ کار نہیں بن پڑا، بلکہ ان بھلے مانسوں نے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت اور آپ کے رعب و ادب کو بڑے زور اور شد و مد کے ساتھ یہاں تک ثابت کیا ہے کہ جناب امیر جیسے اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خوف عمر کے سبب سے عمر بھر کے لئے قلعہ تقیہ میں پناہ گزین بنا دیا ہے، حتیٰ کہ اپنی خلافت کے عہد میں بھی ان کے خلاف حکم پر قادر ہونے میں آپ کو مجبور محض ثابت کیا ہے، بلکہ اپنے مذہب کا مدار سب امور سے زیادہ خاص اس ہی امر پر قرار دے رکھا ہے، دوسرے اگر بالفرض وہ کسی کے خوف سے دین کے کسی امر کو بجالاتے تو ضرور تھا کہ اس فعل متعہ کو بھی، جس کو حضرات شیعہ افضل اعمال خیال کیا کرتے ہیں، ضرور عمل میں لایا کرتے، جس میں اوروں کی موافقت بھی ہو جاتی اور اس کے اکتساب میں نفس کو بھی لذت میسر آتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مذہب شیعہ کی بنا پر ممانعت متعہ کو یا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات خاص کی طرف بالتحصیص منسوب کرنا روا نہیں اور یا آپ کی ممانعت کو برا کہنا بھلا نہیں۔

اب علماء شیعہ ارشاد فرمائیں کہ متعہ شیعہ کیسا ہے اور اس کو کس نے حرام قرار دیا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باصفانے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے؟ اور اس فعل حرام کو حلال کس نے کیا ہے، حضرت علی المرتضیٰ نے یا میاں عبد اللہ ابن سبائے؟

سوال

السی اجل مسمی کے اضافہ سے مطلوب کیا ہے، اگر مان لیا جائے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

جواب: تاکہ کسی کو وہم نہ ہو کہ مہر کا مکمل طور ادا کرنا تمام مدت گزر جانے پر موقوف ہے کہ جب تمام مدت گزر جائے تب تمام مہر ادا کرنا واجب ہے جیسا کہ عرف میں مشہور ہے کہ ایک ثلث مہر معجل کرتے ہیں یعنی جلدی دینا اور دو ثلث غیر معجل یعنی کسی وعدے پر جب تک باقی رہے، لیکن یہ وعدہ بسبب تصرف عورت اور اس کے اختیار پر ہوتا ہے ورنہ حکم شرع یہ ہے کہ وہ ایک جماع کے بعد کل مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

اور اگر بقول شیعہ الی اجل مسمی عقد کی قید کے لئے ہے تو چاہئے کہ پھر متعہ شیعہ کے نزدیک عمر بھر ہمیشہ کے لئے جائز نہ ہو، حالانکہ عمر بھر کے لئے بھی متعہ جائز ہے۔ فلہذا ثابت ہوا کہ یہ قراءۃ شاذہ اولاً قابل عمل نہیں، اگر ہو بھی تو شیعہ کو مفید نہیں، بلکہ الٹا مضر ہے۔

سوال

اہل سنت کی کتب احادیث سے بھی یہ پایا جاتا ہے کہ متعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر خلیفہ اول کے عہد خلافت تک برابر جاری رہا لیکن خلیفہ دوم نے اپنے خلافت کے زمانہ میں بہ تشدد اس کی ممانعت کر دی، چنانچہ خود ان کا یہ قول ہے کہ دو متعہ یعنی متعہ نساء و حج رسول مقبول کے زمانہ میں جاری تھے، اب میں ان کی ممانعت کرتا ہوں، بس سنیوں کے ہاں حرمت متعہ صرف ممانعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مبنی ہے نہ کلام اللہ و حدیث پر۔

جواب

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی ممانعت کی اس لئے کہ متعہ میں جس قدر آزادی ولذت نفس حاصل ہے وہ کسی اہل عقل پر مخفی نہیں

جس کا انکار ہدایت کا انکار ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ اس قسم کی لذات سے اپنی ذات کو بچانے والا دوسروں کو اس کی جانب سے نفرت دلانے والا ہے، وہ اللہ کا خاص بندہ ہو سکتا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو جو توجہ الی اللہ سے اس کو باز رکھنے والی ہے خاص اللہ ہی کے واسطے ترک کر دیا ہو، نفس کے بندوں کا جو ہمیشہ لذات نفسانی میں منہمک رہتے ہیں ہرگز یہ کام نہیں، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیعہ اعلیٰ درجہ کا دنیا دار و بندہ نفس بلکہ اس سے بھی کہیں بدرجہا زیادہ نعوذ باللہ اپنے خیالِ فاسد میں براگمان کرتے ہیں۔ ان کے اعتقاد مخصوص کی بنا پر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ مدت العمر خصوصاً اپنے عہد حکومت میں، جس سے بڑھ کر خواہشات و لذات نفسانی کے پورا کرنے کے لئے اور کوئی زمانہ نہیں ہو سکتا، خود بھی اس میں غایت درجہ منہمک رہتے اور دوسروں کو بھی رغبت دلاتے تاکہ اس معاملہ میں کوئی ان کو انگشت نما بنانے نہ پائے، نہ یہ کہ خود بھی اس کے ارتکاب سے بچیں اور پھر اوروں کو بھی اس کے گرد نہ پھٹکنے دیں۔ اس مقام پہ شیعہ یہ توجیہ غیر وجیہ بھی نہیں کر سکتے کہ ہر چند کہے لذت نفس کی وجہ سے تو آپ کا جی ضرور اس کو چاہتا ہوگا لیکن مخالفت دین کے سبب سے آپ نے اس کے برخلاف عمل کیا اس لئے کہ ادنیٰ اہل عقل بھی اس امر بدیہی کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اگر معاذ اللہ مخالفت دین کی وجہ سے اس کو ترک کیا جاتا تو اس کے سوا باقی اور امور دینیہ کا ترک کرنا اولیٰ تھا جن کے بجالانے میں نفس کو تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔

خصوصاً وہ امور جن کی تعمیل نفس امارہ پر حد سے زیادہ شاق گذرتی ہے کہ اس صورت میں دین کی بھی مخالفت ہو جاتی ہے۔

جواب

چند دنوں تک حلال ہونے کے بعد پھر دونوں ابدال آباد کے لئے قطعاً حرام

کئے گئے مگر چونکہ عام طور پر تمام اہل اسلام کو حرام ہونے کا علم نہ تھا، خاص کر لذتِ متعہ کا لوگوں کو چسکا لگا ہوا تھا جس کے سبب سے دفعۃً اس کا ایک بارگی چھوڑ دینا کچھ آسان کام نہ تھا اس لئے بعض بعض شخص خلیفہ بلا فصل رسول مقبول امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت تک نہ پہنچنے پائے، آپ کے زمانہ خلافت کے ختم ہو جانے کے بعد جب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور خلافت شروع ہوا اور آپ کو اس امر کی خبر پہنچی کہ حرمتِ متعہ کا حکم عام طور پر سب مسلمانوں کو نہیں پہنچا تو آپ نے نہایت تشدد سے یہ حکم ناطق صادر فرمایا کہ جو شخص متعہ شیعہ کا مرتکب ہوگا اس پر حد زنا جاری کی جائے گی، امیر عرب و عجم خلیفہ سید ولد آدم کے اس جلالی حکم سننے کے بعد پھر کس کی مجال تھی کہ اس فعلِ ناپاک کے گرد پھٹک سکے۔ اس جلالی شان والے والی کا یہ فرمانِ عالی سنتے ہی سننے والوں کے بدن میں گویا ایک سناٹا چھا گیا اور متعہ کرنے والوں کے تن بدن کے تمام جوڑ بند ڈھیلے پڑ گئے۔ آخر الامر اس امیر بحر و بر اشدھم فی امر اللہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قدر تشدد کے ساتھ اس امر کا عمدہ نتیجہ و بہتر اثر یہ ہوا کہ تمام اہل اسلام، عرب و عجم، روم و شام کو اس فعلِ متعہ غیر مشروعہ کو اور باقی جملہ افعالِ ممنوعہ کی طرح طوعاً و کرہاً جبراً و قہراً، چھوڑنا پڑا، مخالفین متعصبین کے جنگی رگ و پے میں اس حق و باطل کے جدا کرنے والے کا ناحق بغض سمایا اور اس بغضِ نفسانی سے ان کی روح کا جو ہر بنا ہوا ہے، اس مقربِ بارگاہ، محبوبِ الہ پر یہ الزام بے جا قائم کر دیا کہ متعہ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حلال کیا تھا مگر حضرت عمر نے اس کو حرام کر دیا۔ اب حضراتِ شیعہ اس منصفانہ تقریر کو سن کر ذرا خدا سے شرمائیں اور خدا کے لئے اپنے دل میں انصاف کر کے صاف صاف فرمائیں کہ اس فعلِ ممنوع کو کس نے حرام بنایا ہے، امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب نے یا الہ العالمین نے؟

یہ حال تو متعہ نساء کا ہے، رہا متعہ حج کہ بمعنی تمتع یعنی فائدہ مند ہونے کے ہے یعنی عمرہ کرنا حج کے ساتھ ایک سفر میں حج کے مہینوں میں یعنی شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ میں، بغیر اس کے کہ گھر لوٹے، پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع نہیں کیا، استمتع کی نسبت حرام ٹھہرانے کی ان پر افتراء صریح ہے، بلکہ حج اور عمرہ دونوں کے افراد کو اولیٰ جانتے تھے، دونوں ایک احرام میں اکٹھا کرنا کہ قرآن ہے یا ایک سفر میں تمتع ہے۔ اب تک مذہب شافعی اور سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ اور دیگر فقیہوں کا یہی ہے کہ ایک ایک کرنا افضل ہے، تمتع اور قرآن سے اور دلیل اس افضلیت کی قرآن سے صریح ظاہر ہے۔ قولہ تعالیٰ:

وَ اتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○ (سورۃ بقرہ/ ۱۹۶)

تمام کرو تم حج اور عمرہ کو واسطے اللہ کے۔

اور تمام کے معنی تفسیر میں یوں مروی ہیں کہ

اِتِمَامُهُمَا اَنْ تُحْرِمَ بِهِمَا مِنْ دُوَيْرَةِ اَهْلِكَ ○

کمال ان دونوں کا یہ ہے کہ احرام باندھے اپنے کنبے کے محلے سے،

اور بعد اس آیت کے فرمایا:

فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ ○ (سورۃ بقرہ/ ۱۹۶)

پس جو کوئی فائدہ اٹھائے عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر۔

اور تمتع پر ہدی واجب ہے نہ کہ مفرد پر، پس صریح معلوم ہوا کہ تمتع میں یہ

نقصان بھی ہے کہ اس میں ہدی دینا ہوتا ہے، کیوں کہ قطعاً معلوم ہے کہ موافق شریعت

کے حج میں ہدی واجب نہیں ہوتا ہے مگر قصور کے سبب سے اور اس کے ساتھ تمتع اور

قرآن بھی جائز ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو افراد کو تمتع اور قرآن کے مقابل

اختیار فرمایا جیسا کہ حدیث میں ہے، صریح دلیل افضلیت افراد کی ہے اس سبب سے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں افراد حج فرمایا اور اس عمرۃ القضاء عمرہ جہرانہ سے افراد عمرہ کیا، اور باوجود فرصت عمرہ جہرانہ میں حج نہ ادا کیا، مدینہ منورہ کو لوٹ آئے، اور عقل کی راہ سے بھی افضلیت افراد کی ہر ایک حج و عمرہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک کے واسطے احرام اور ہر ایک کے ادا کے واسطے سفر جدا جدا ہوگا، ظاہر دُگنی حسانات حاصل ہوں گی، جیسے کہ استحباب وضو ہر نماز کے واسطے یا مسجد میں ہر نماز کو جانا بیان کیا ہے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس کو منع کیا وہ یہ نہیں ہے، بلکہ متعہ حج کے دوسرے معنی ہیں، یعنی حج کو کرنا عمرہ کے ساتھ اور احرام حج سے نکلنا عمرہ کے افعال کے ساتھ بے عذر، اسی پر اجماع امت کا ہے کہ متعہ حج بلا عذر حرام ہے اور جائز نہیں ہے، ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نسخ اپنے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مصلحتاً کرایا تھا اور وہ مصلحت دفع رسم جاہلیت کی تھی، کہ عمرہ کو حج کے مہینوں میں انجر فجور جانتے تھے اور کہتے تھے۔

اذا عفا الاثر وبرع الدبر وانسلخ الصفر حلت العمرة لمن

اعتمر ☆

جب مٹ جائیں نقش قدم اور اچھی ہو جائے پشت زخمی سواری کی اور تمام ہو جائے ماہ صفر تو حلال ہوتا ہے عمرہ اس شخص کو جو عمرہ کرے۔

لیکن یہ نسخ اسی زمانہ سے مخصوص ہے، اور وہ کو جائز نہیں ہے کہ نسخ کریں بغیر عذر کے، اور یہ تخصیص بروایت حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ثابت ہے۔

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ قَالَ كَانَتْ مُتْعَةُ الْحَجِّ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ

خَاصَّةً ○

روایت کی مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، بیشک اس نے کہا

کہ تمتع حج میں خاص واسطے اصحاب محمد کے ہے۔

وَأَخْرَجَ النَّسَائِيُّ عَنْ حَارِثِ بْنِ بِلَالٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَخَّ
الْحَجَّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةٌ فَقَالَ بَلَى لَنَا خَاصَّةٌ ۝

روایت کی نسائی نے، حضرت حارث بن بلال سے، اس نے کہا: میں نے
عرض کی: یا رسول اللہ! فتح حج کا خاص ہمارے واسطے ہے یا سب لوگوں کے واسطے
عام، تو فرمایا: بلکہ خاص ہمارے واسطے ہے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُسْلِمِ قَالَ الْمَازِرِيُّ: اُخْتَلَفَ فِي الْمُتْعَةِ الَّتِي
نَهَى عَنْهَا عُمَرُ فِي الْحَجِّ فَقِيلَ فَسَخَّ الْحَجَّ إِلَى الْعُمْرَةِ وَقَالَ الْقَاضِي عِيَّاضُ
ظَاهِرُ حَدِيثِ جَابِرٍ وَعُمَرُ أَنَّ ابْنَ حُصَيْنٍ وَابْنَ مُوسَى أَنَّ الْمُتْعَةَ الَّتِي
اُخْتَلَفُوا فِيهَا إِنَّمَا هُوَ فَسَخُّ الْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ قَالَ وَلِهَذَا كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ
النَّاسَ عَلَيْهَا وَلَا يَضْرِبُهُمْ عَلَى مُجَرَّدِ التَّمَتُّعِ أَيْ الْعُمْرَةِ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ ۝

کہا نووی نے شرح مسلم میں کہ کہا مازری نے، اختلاف کیا گیا ہے متعہ کی
بابت کہ منع کیا ہے اس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج میں، بعض نے کہا ہے
کہ مراد حج کا توڑنا ہے عمرہ کے واسطے، اور قاضی عیاض نے کہا ہے ظاہر حدیث
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابی موسیٰ کی
بیشک متعہ کی، جس میں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اختلاف رکھتے تھے، مراد اس سے حج
توڑنا ہے عمرہ کے واسطے، اور کہا قاضی عیاض نے یہی سبب تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ لوگوں کو مارتے تھے اس واسطے اور نہیں مارتے تھے ان کو صرف تمتع کرنے پر
یعنی عمرہ ادا کرنا حج کے مہینوں میں۔

اور یہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا منع کرنا تمہارے دلوں
میں زیادہ تاثیر رکھتا ہے، اس لئے کہ میں وقت کا خلیفہ ہوں، دین کے کاموں میں

میری سختی تم کو معلوم ہے، ایسا نہ ہو کہ ان دونوں کاموں کو سہل جانو اور حقیقت میں نہیں ان دونوں کی قرآن میں نازل ہے، اور خود پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قولہ تعالیٰ:

فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ○ (مؤمن / ۷)
 پھر جو کوئی ڈھونڈھے سوائے اس کے تو وہ لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔
 اور قولہ تعالیٰ: وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ ○ (بقرہ / ۱۹۶)
 اور کامل کرو حج کو اور عمرہ کو۔

لیکن فاسق اور عوام الناس خدا تعالیٰ کے منع کئے ہوئے اور حدیث کو کب خیال میں لاتے ہیں، یہاں بادشاہ کا حکم چاہیے، کیوں کہ مقولہ مشہور ہے کہ

إِنَّ السُّلْطَانَ يَزَعُ أَكْثَرَ مِمَّا يَزَعُ الْقُرْآنُ ☆
 یعنی حاکم کا ما جرا قرآن سے زیادہ ہے۔
 پس اضافت نہیں اپنی طرف اسی نکتہ کے لئے ہے۔

خاتمہ

حرمتِ متعہ عقل والوں کی نظر میں

بفضلہ تعالیٰ فقیر نے دلائل قاطعہ سے ثابت کر دکھلایا ہے کہ شرعاً ہر پہلو سے متعہ زنا و خالص ہے، اس کا مرتکب قیامت میں وہی سزا پائے گا جو زانی کے لئے احکم الحاکمین نے مقرر فرمائی ہے۔ اب چند دلائل عقلیہ بھی ملاحظہ ہوں۔

نمبر ۱

انسان فطرتاً آزاد واقع ہوا ہے، اس لئے جب کبھی کوئی مرسل مذہب کے قیودی احکامات لے کر دنیا میں مبعوث ہوا ہے تو ہمیشہ انسان نے اس کی مخالفت کی ہے اور مرسلان الہی کی نسلاً بعد نسل تلقین سے اگر سلسلہ حقہ میں کبھی آ بھی گیا ہے تو پھر اپنی طبعی شہوت کی عنان گذشتہ آزادیوں سے مجبور ہو کر سابقہ وحشیانہ فسق و فجور کی طرف عود کرتا رہا ہے، تاریخ اس کی شاہد اور قرآن کریم اس کا گواہ ہے۔ ابوالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہزاروں قسم کے عذاب انسان پر نازل ہوئے مگر وہ اپنی بھی خصلت کو معدوم نہ کر سکا اور وقتاً فوقتاً اس کے مہیب مناظر صفحہ عالم پر نقش ہوتے رہے اور مٹتے رہے، پس جب باوجود پیغمبروں کی تہدید اور خدائے قہار کے عذاب ہائے شدید کے سرکش انسان کی یہ حالت زبوں رہی ہو تو جس صورت میں از روئے مذہب ہی اس کو ایک طرف تو شہوت رانی کا لائسنس بدیں الفاظ ملا ہو،

تَزَوُّجُ مِنْهُنَّ أَلْفًا فَإِنَّهُنَّ مُسْتَأْجِرَاتُ ☆

یعنی ہزار عورت سے متعہ کرو کیوں کہ وہ ٹھیکہ کی چیزیں ہیں۔

تو انسان کو کیا غرض کہ خواہ مخواہ منکوحات کے چکر میں پڑ کر کہیں تو عورت کے نان و نفقہ کی ذمہ داری اپنے سر لے، اور کہیں بال بچوں کی تعلیم و پرورش کا بار گراں اپنے کندھوں پر اٹھائے، لہذا تدبیر منزل تو رخصت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سیاست مدنی بھی گئی، کیوں کہ مقدم الذکر دراصل مؤخر الذکر کے اجزائے ترکیبی ہیں، پس ابتدائے آفرینش میں جو وحشیانہ حالت انسان کی تھی وہی پھر قائم ہو جائے گی، چنانچہ ایسی زندگی کے آثار اب تک افریقہ کی مردم خور وحشی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔

نمبر ۲

جب اس امر سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ”کُلُّ جَدِيدٍ لَذِيذٌ“ تو مرد کمبخت کو کیا ضرورت پڑی ہے خواہ مخواہ بقید عدم صرف ایک پرانی بوسیدہ ڈفلی بجاتا رہے اور ہر شب نئے سے نئے ساز طرب سے مزے نہ لوئے، پھر یہ بھی امر واقع ہے کہ جب ایک دفعہ ”مرد قلیل الزحمت کثیر اللذات“ اصول پر کار بند ہو جائیں گے تو اس شیر کی طرح جسے جب ایک دفعہ خون آشامی کا چسکہ پڑ جائے تو وہ جنگل میں کسی حیوان کو گزند پہنچائے بغیر نہیں چھوڑیں گے، سوسائٹی میں ”میری“ اور ”تیری“ کی قید اٹھ جائے گی، ہر تلوار کا حق ہو گا کہ وہ جس نیام میں چاہے گھسے، اور ہر شمشیر زن جسے چاہے گا، اس پر وار کرے گا، نتیجہ ظاہر ہے، چنانچہ انہیں مناظر تباہی کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ”لَا تُلِحُّوا عَلَى الْمُتَعَةِ“..... الخ،، والی حدیث ارشاد فرمائی تھی جو کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ میں درج ہے۔

نمبر ۳

جب ایک دفعہ مردوں نے اپنا نصب العین ”قلیل الزحمت کثیر اللذات“

اصول بنالیا تو عورتوں کا سر پھرا ہے جو وہ خواہ مخواہ حمل کی تکلیف بچوں کی پرورش کی زحمت اور انتظام خانہ داری کی دردسری محض مردوں کی خاطر برداشت کریں گی، کیوں کہ دنیا بھر کے قوانین اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کا حقیقی مالک آخر کار باپ ہی ہوتا ہے اور ماں بیچاری تو بمنزلہ دایہ ہی کے ہوتی ہے، کیوں عورتوں کا جی نہ چاہے گا، کہ بڑھے کھوسٹ خاوندوں کی خدمت کرنے اور ان کے شتر غمرے اٹھانے کے بجائے وہ بھی ہر شب نئے ناز برداروں کے پہلو میں مزے اڑائیں۔ جب اس طرح عورتوں کو بھی نئے لذائذ کی چاشنی کا چسکا پڑ گیا تو وہ قدرتی موانعات لذت آفرینی (یعنی قابلیت بچہ کشی وغیرہ) کو ادویات سے زائل کر کے سدا نو بہار دلہن کی طرح رہا کریں گی اور بازاری عورتوں کی طرح اپنی عصمت فروشی کیا کریں گی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر عورت رنڈی اور ہر بستی چکلا ہوگی۔

نمبر ۴

متعہ کا ایک شرمناک پہلو

ہر علت کا معلول اور ہر سبب کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، اگر نہیں ہے تو طبی متعہ کا نتیجہ کہیں چلتا پھرتا بھی نظر نہیں آتا۔ زنا سے ولد الزنا، کنجری کی اولاد، اپنی قومی حیثیت کو (قوم طوائف کی حیثیت میں) قائم رکھتی ہے، مگر ولد متعہ اپنی حیثیت قائم رکھنے سے ایسے عاری ہے کہ ہندوپاک میں کروڑ شیعہ آبادی ہو تو اس میں سے ایک بھی اپنے آپ کو متاعی کہنے کے لئے تیار نہیں، گویا لاکھوں متاعی مومنوں کی اولاد ہوں گے اور ہونے چاہئیں، پھر جس عورت سے متعہ کیا گیا ہے چونکہ وہ پوشیدہ ہوتا ہے، اور اس کا اعلان و اظہار بھی نہیں ہوتا، اور نکاح کی طرح متعہ کے اثرات بھی مرتب نہیں

ہوتے، تو اب خدا معلوم ایک ہی عورت سے کون کون متعہ کرتا ہوگا اور جو اولاد ہوتی ہوگی اس میں لڑکیوں کا کیا حشر ہوتا ہوگا، اور ان لڑکیوں سے نامعلوم کون کون متعہ ٹھہراتا ہوگا، یہ وہ امور ہیں جن کو قلم لکھتے ہوئے رکنا ہے، قارئین خود ہی اس کا اندازہ لگالیں۔

نمبر ۵

متعہ کا جائز استعمال بھی برائیوں کا سرچشمہ ہے

ہر اخلاقی اصول کے صحیح ہونے کا معیار اس کے جائز استعمال کے نتائج حسنہ نہیں بلکہ اس کے ناجائز استعمال کے نتائج قبیحہ ہوا کرتے ہیں، مثلاً اگر کسی اصول کے جائز استعمال سے اس قدر اچھے نتائج مرتب نہ ہوتے ہوں جس قدر اس کی بد استعمالی سے خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے تو وہ اصول ناقص ہے اور مخرب اخلاق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مصلح قومی نے اس اصول کے قائم کرنے سے گریز کیا ہے جن کا ناجائز استعمال ان کے جائز استعمال کی نسبت زیادہ خطرناک ہے۔ نماز اگر انسان محض ریاکاری ہی کی وجہ سے پڑھے یا روزہ محض نمائش تقویٰ ہی کی غرض سے رکھے پھر بھی مقدم ہوگا، اور مؤخر الذکر حالات میں اگر عند اللہ ثواب حاصل نہ ہوگا تو صحت جسمانی کے فوائد سے تو ضرور بہرہ اندوز ہوگا، چنانچہ اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے شرع اسلام میں شراب خوری اور قمار بازی حرام قرار دی گئی ہیں، کیوں کہ انہیں حد اعتدال سے استعمال کرنے میں اس قدر فوائد نہیں ہیں جس قدر انہیں بے اعتدالی سے استعمال کرنے میں نقصانات ہی نقصانات ہیں۔

متعہ سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ کس کی کہلائے گی

آدمی نکاح کر کے بیوی کو گھر میں آباد کرتا ہے، پردہ میں رکھتا ہے، اس کے نان و نفقہ کا ذمہ دار بنتا ہے، اس سے پیدا شدہ اولاد کا باپ کہلاتا ہے، مرجاتا ہے تو بیوہ اور اولاد اس کی وارث اور اس کی بقائے نسل کا ذریعہ بنتی ہے، مگر آہ متعہ میں یہ سب باتیں مفقود ہیں، اگر متعہ کو رواج دیا جائے تو ایک عالم اس شعر کا مصداق بن جائے، عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ سے معذرت کے ساتھ۔

بندۂ نفس شدی ترک نسب کن متعی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ نطفہ قرار پا گیا اور اس درمیان میں مدت متعہ گزرنے کے بعد کسی دنیا دار نے کچھ مدت محدود تک گھر بسانے یا محض لذت اٹھانے کے خیال سے یا کسی دیندار نے غیر محدود زمانہ تک خاص ثواب کمانے کی غرض خاص سے اس نیک بی بی کے ساتھ متعہ کر لیا تو اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس حالت میں جو اولاد اس سے وجود میں آئے گی وہ ضرور مخلوط نسب لوگوں میں شمار کی جائے گی، نہ تو کسی پر یہ بھید کھلے گا کہ اس مجہول النسب کا پہلے حضرت میر صاحب کی اولاد میں اعتبار ہے اور نہ کہیں اس کا پتہ لگے گا کہ اس کا پچھلے جناب میرزا صاحب کی اولاد میں شمار ہے، اس صورت میں اس حرکت مخصوصہ کی بدولت جو خاص متعہ سے پیدا ہوئی

ہے، نتیجہ بد پیدا ہوگا، کہ نہ تو اس اولاد کو ایسے باپ کے ساتھ کسی قسم کی خصوصیت ہوگی جس نے اس کے حق میں ناحق یہ پاپ کمایا ہے، اور نہ اس باپ کو ایسی بد بخت اولاد سے کچھ محبت ہوگی جس نے اس کو یہ منحوس دن دکھلایا ہے۔

لڑکی یا بیوی یا بہن

اگر بالفرض عمل متعہ سے اس اللہ کی بندی کو حمل رہ گیا اور مدت متعہ گزرنے کے بعد دونوں میاں بی بی میں جدائی پیش آئی جس کا انقضاء مدت کے بعد وقوع میں آنا ظاہر ہے اور اس حمل سے اتفاقہ کوئی لڑکی پیدا ہوئی اور وہ ہونہار بچی قدرتِ خدا رب العالمین سے پرورش پا کر خیر سے سن بلوغ کو پہنچ گئی ادھر اتفاق سے یہ شدنی معاملہ پیش آیا کہ وہ ذات شریف جن کے نطفہ لطیفہ سے اس کی ولادت باسعادت ظہور میں آئی، مدت دراز کے بعد ادھر ادھر سے پھرتے پھرتے کہیں اس شہر میں آنکے اور اس حضرت کو رفع ضرورت دنیاوی یا ضرورتِ ثواب دینی کی غرض سے متعہ کی ضرورت پیش آئی اور بے خبری سے اس کے ساتھ متعہ یا دائمی نکاح کر لے تو علماء شیعہ بتائیں کہ اس صورتِ نازیبا میں ان دونوں کا (حقیقۂ رشتہ باپ، بیٹی یا میاں بیوی ہیں) کیا حشر ہوگا، چونکہ متعہ سے بچنے اور نکاح کرنے میں اسی قسم کی ان گنت مصلحتیں و حکمتیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں آیت ”فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ“ کے آخر میں فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا“ (نساء/۲۴)

لیکن اس کی مصلحت و حکمت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ان کا مستحق ہے، جو متعہ کی گندی آلائشوں میں ملوث ہو، اسے قرآن کریم کے اسرار و رموز کی کیا خبر۔

نمبر ۷

اولاد کا ہونا ایک نعمت عظمیٰ ہے، انسان فطری طور پر اس کے حصول کا متمنی ہوتا ہے، اولاد نہ ہونے پر مرد اور عورت کو سر کی بازی لگانی پڑتی ہے، بلکہ دنیا و دولت اور گھر کا اثاثہ اولاد کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، اور یہ دائمی نکاح میں بطریق اتم و بوجہ مکمل حاصل ہوتا ہے اور سلسلہ متعہ میں یوں ہی درہم برہم ہو جاتا ہے، اور ان چند قباحتوں کے سبب سے وہ بیچ در بیچ بن جاتا ہے کہ اول تو متعہ میں اس سے کچھ مطلب ہی نہیں ہوتا کہ اولاد پیدا ہو وغیرہ وغیرہ۔

ہم نے چند ایک عقلی دلائل پیش کئے ہیں، صرف اہل دانش سے اپیل ہے کہ قطع نظر نزاع مابین المذہبین کے خود سوچیں کہ کیا معاشرہ کے خوبصورت چہرہ کے لئے متعہ جیسے بدنماداغ کی اجازت ہے؟

جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہونا چاہئے تو پھر اس مذہب کے لئے فیصلہ کرنا آسان ہے جس میں ایک بار کرنے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور چار بار کرنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ملتا ہے، شکر ہے کہ شیعوں نے پانچویں مرتبہ کا ذکر نہیں کیا ورنہ خدائی منزل میں باقی صرف ایک درجہ رہ جاتا ہے۔

بہر حال یہ متعہ ذاکروں، مرثیہ خوانوں اور واعظوں اور مبلغوں کا من گھڑت ہے، اس سے ان کے پیٹ کے تنور کی آگ بجھتی ہے ورنہ اہل عقل اور سنجیدہ طبقہ میں اس کے جواز کا کوئی مقام نہیں۔

دلیل نمبر ۸

متعہ دور یہ ہو یا مشہور الجمہور للشیعہ تمام شرائع و ادیان میں فتیح و شنیع ہونے کے علاوہ عقلی طور بھی ناموزوں ہے، مثلاً انسانی شرافت کا حیوانات کے مابین امتیاز

کا سبب حسب نسب ہے، انسانی دنیا کے تمام اہل عقل و اہل ادیان نے تسلیم کیا ہے، جو ضروریات نکاح سے مقصود ہیں ان ضروریاتِ خمسہ میں سے ایک یہی حفظ نسب بھی ہے، وہ ضروریاتِ خمسہ یہ ہیں:

(۱) حفظ النفس (۲) حفظ الدین (۳) حفظ العقل (۴) حفظ النسب (۵) حفظ المال، یہی وجہ ہے کہ خون کا بدلہ اسی لئے جہاد اور حدیں قائم کرنا، نشہ آور اشیاء کو حرام قرار دینا، ظلم، زنا، چوری، غصب، متعہ کی حرمت میں ذرا بھر بھی تاہل نہیں کہ حیا و شرم اور غیرت و عزت و ناموس کی حفاظت ضروری ہے۔

ثابت ہوا کہ اس متعہ کے مفاسد تو بد سے بدتر ہیں، بالخصوص اولاد کا ضائع کرنا، پھر بیچ بھی جائے تو تربیت سے اس کا کیا حال ہوگا، خصوصاً وہ اولاد از قسم بنات ہو تو اس کی رسوائی کا کیا حشر ہوگا، نہ نکاح کفو میں ہو سکے گا، اور نہ ہی اس کی عزت و ناموس کا معاملہ صحیح ہوگا، پھر خدا نخواستہ بے خبری میں متعہ کرنے والا خود یا اس کا لڑکا اس سے نکاح کرے تو پھر شیعہ قوم کی سوچ و بچار میں کیا آتا ہے، اس طرح سے شرعی قواعد نکاح و طلاق و میراث وغیرہ کا نظام درہم برہم ہو جائے گا، ایک معمولی مسئلہ کو رائج کر کے نظام اسلام کی بربادی و تباہی کی اجازت عقل و شعور کے کس کھاتے میں لکھا جائے گا؟ وغیرہ وغیرہ۔

فیصلہ کن بات

اگر متعہ اتنا بہت بڑا فائدہ مند عمل ہے اور اس کا ثواب حج و دیگر عبادات سے بڑھ کر ہے تو شیعہ اپنے آپ کو ابنِ متعہ (متعہ کی اولاد) کہلوانے سے کیوں جھجکتا ہے، اور فقیرانعام پیش کرنے کو تیار ہے، کسی ایک مشہور اخبار میں ایک بار اپنے آپ کو متعہ کی اولاد کا اعلان کرے، شیعہ پارٹی خود سوچے کہ جب متعہ ثواب کا کام ہے تو پھر اس سے عار و ننگ کیوں؟ معلوم ہوا کہ متعہ زنا کا دوسرا نام ہے (فَاعْتَبِرُوا يٰۤاَيُّهَا

شیعہ مذہب کے عقائد و مسائل کا نمونہ

فقیر نے متعہ کی بحث ختم کر لی تو خیال گزرا کہ شیعہ کے چند عقائد و مسائل بھی درج کر دئے جائیں، تاکہ ایک حقیقت پسند ذہن فتویٰ دے سکے۔

عقیدہ دربارہ خدا تعالیٰ

ان محمد رای ربہ فی ہیئۃ الشباب الموفق فی سن ابناء ثلثین سنة انه اجوف الى السرة والباقي صمدا..... الخ (اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۱۴۹)
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جس خدا کی زیارت کی وہ کل تیس سالہ تھا اور اوپر سے پولا اور نیچے سے ٹھوس)

فائدہ) غور کرو، جس خدا کا اپنا نصف حصہ پولا ہے وہ اپنی شیعہ مخلوق کے دلوں کو کیوں کرا ایمان سے بھر سکتا ہے،

او خوشستن گم است کہ رار ہبری کند

عجب خدا ہے کہ جس کی مخلوق میں ایک نبی نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تھے جن کی ہزار سال سے بھی زائد عمر تھی، مگر خالق صاحب کی عمر تیس سال سے تجاوز نہ کر سکی، گویا خالق چھوٹا اور مخلوق بڑی۔

جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام بھول گیا یا خدا تعالیٰ کی غلطی

شیعوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ، خدا جبریل راہلی بن طالب فرستاد او غلط کردہ بہ محمد رفتہ از آنکہ محمد بہ علی مانند بود مثل غراب کہ بغراب شبیہ است (تذکرۃ الائمہ لملا باقر مجلسی صفحہ ۷۸)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ: اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا لیکن وہ غلطی کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں چلے گئے، اس لئے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم شکل تھے، جیسے کہ ایک کوادوسرے کوے کے ہم شکل ہوتا ہے۔

یہ عجیب نظریہ ہے کہ اگر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی کھا کر نبوت کا پیغام غلط دے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کیوں خاموشی اختیار کرے!! کیا شیعہ مذہب کا خدا تعالیٰ غلط کار تو نہیں!! پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوے کی تشبیہ سے مذہب شیعہ کا بیڑا غرق ہوا یا نہ؟؟؟؟

خدا نسیان کا مارا

امام باقر فرماتے ہیں:

ان الله تبارك وتعالى قد كان وقت هذا الامر في السبعين فما ان قتل الحسين اشتد غضب الله على اهل الارض فاخره الى الاربعين ومائة (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)

اللہ تعالیٰ نے ظہور امام مہدی کا وقت ۷۰ھ میں پہلے سے مقرر فرمایا، لیکن جب امام حسین شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کا غصہ زمین والوں پر بڑھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی کے وقت کو ٹال دیا اور ۱۴۰ھ مقرر کر دیا۔

پر وگرام میں پھر تبدیلی

امام باقر نے فرمایا کہ جب اللہ نے ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ مقرر کر دیا تھا لیکن تم لوگوں (شیعوں) نے اس راز کا پردہ چاک کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے، وَلَمْ

يَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَقْتًا عِنْدَنَا (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)

واہ سبحان اللہ، ۱۴۰ھ میں بھی ظہور امام مہدی کو ملتوی کر دیا اور اب اللہ تعالیٰ نے کوئی وقت ہمارے لئے مقرر نہیں کیا۔

شیعوں کا خدا بھی بڑا عجیب و غریب ہے کہ پہلے اس نے ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ مقرر کیا مگر امام حسین رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے بدل دی، پھر ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ کی کس ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، مگر شیعوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ راز فاش کر دیا اور سب کو بتایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے تو شیعوں کی حرکت پر اللہ کو پھر غصہ آ گیا اور اس نے تیسری بار اپنی رائے کو بدل دیا، اور اب ظہور مہدی کے لئے کوئی وقت مقرر نہ فرمایا۔

کیا اس عبارت میں خداوند تعالیٰ کو وعدہ خلاف تو نہیں بنایا گیا، شیعوں کو یقین ہونا چاہئے کہ اس میں امام نے اللہ تعالیٰ کے لئے بڑا کافرا کر لیا ہے، یعنی خدا نسیان مارا ہے اور اسے اپنا انجام بھی معلوم نہیں (معاذ اللہ)

حضرت علی خدا ہے

شیعہ کا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتا ہے، چنانچہ باقر مجلسی نے اپنی کتاب تذکرۃ الائمہ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے:

آنہارا کہ خدا دانستند اور امفوضہ میگویند کہ اللہ تعالیٰ و گذاشت کار را بہ علی مثل قسمت کردن ارزاق خلایق و حاضر شدن در نزد تولد و غیر آن امور دیگر آنچه می خواہد میکند و خدا را در آن رخلی نیست، و چون آنحضرت را شہید کردند گفتند او نمرده است بلکہ زندہ است و در ابرار است و رعد آواز اوست و برق تازیانہ او بذیر خواہند آمد کہ دشمنان را بکشد گویند ابن ملجم این را نہ کشت

بلکہ شیطان خود را بصورت علی گردید و کشتہ شد۔

ایک وہ ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں، اس فرقہ کا نام (شیعہ) مفوضہ ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ امور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر دیے ہیں، جیسے تمام مخلوق کی روزی کی تقسیم، اولاد کی پیدائش کے وقت حاضر ہونا وغیرہ وغیرہ، حضرت علی جیسے چاہتے ہیں ویسے ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا دخل نہیں، حضرت علی ہی ہر شے ایجاد کرتے ہیں، اور جب حضرت علی شہید ہوئے تو یہی لوگ کہتے ہیں، وہ مرے نہیں بلکہ تاحال زندہ ہیں، بادل کی آواز حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز ہے اور یہ بجلی کی چمک انہی کے چابک کی چمک ہے، وہ بادل سے اتر کر کسی وقت زمین پہ تشریف لا کر دشمنوں کو قتل کریں گے۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن ملجم نے حضرت علی کو نہیں مارا تھا، بلکہ شیطان حضرت علی کی شکل میں بن کر آیا تھا، ابن ملجم نے اسی شیطان کو حضرت علی سمجھ کر مار دیا تھا۔

(فائدہ) شیعوں کو سوچ سمجھ کر اپنے مذہب میں رہنا چاہئے۔

عقیدہ دربار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

شیعہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا جنازہ دفن کر دیا (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ مطبوعہ نولکشور)

(فائدہ) کیا محبت بھرا عقیدہ ہے، بے شک قاتلان حسین ان جیسے ہی غدار لوگ تھے۔

شیعہ: کا عقیدہ ہے کہ متعہ کا اجراء خود رسول اللہ سے ہوا (استبصار صفحہ ۷۷ مطبع جعفری)

(فائدہ) اس سے معلوم ہوا کہ زنا سنت نبوی ہے (معاذ اللہ استغفر اللہ)

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت علی کو کہا کہ تو مانند اس شیر خوار بچے کے ہے جو ماں کے پیٹ میں رحم کے پردہ میں بیٹھا ہے اور مثل ذلیل

نامراد کے گھر میں مفروز ہے۔ (حق الیقین صفحہ ۲۵۴ ہندوستان اسٹیم پریس لاہور)
فائدہ: استغفر اللہ ایسے مضمون ترکِ ادب بنسبت شیر خدا و سیدۃ النساء رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے لکھنے شیعوں کا ہی کام ہے

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب
دختر نبی حضرت فاطمہ الزہراء حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گریبان کو
چمٹ گئیں اور خوب پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا (اصول کافی صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ نولکشور)
فائدہ: کیا کوئی شیعہ بھی جملہ شیعیانِ پاک میں سے ایسے الفاظ اپنی لڑکی کی
نسبت سننے کو تیار ہے؟ مسلمہ طاہرہ بی بی پر ایسی اتہام طرازی تم کو ہی مبارک ہو۔

تبرّ اکا بیان

تمام اصحاب بدون تین چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے تھے۔ (نعوذ باللہ
من ہفواتہ العظیم) (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ نولکشور)

فائدہ: سیدنا مقداد بن اسود، سیدنا ابوذر غفاری، سیدنا سلمان فارسی یہی تینوں حضرات
مسلمان تھے، باقی کوئی مسلمان نہ تھا، بقول شیعہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی
مسلمان نہ تھے، معاذ اللہ۔

حضرت اول سے مسلمان نہ تھے، حالت کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان
ہوئے۔ (اصول کافی ۱۵۳ مطبوعہ نولکشور)

فائدہ: اب شیعہ یہ تو کہہ سکیں گے کہ اصحاب ثلاثہ اول کافر تھے بعد میں
مسلمان ہوئے اور علی اول سے مسلمان تھے۔

شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بوقت ضرورت گالیاں
دے لیں تو جائز ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ نولکشور)

فائدہ: کیا اس وقت منافق خارجی شیعہ کے منہ کو آگ نہ لگے گی۔ یہ ہیں

مجان حضرت علی، ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

بشیر نے امام جعفر صادق سے مسئلہ پوچھا، خلیفہ غاصب کی اطاعت حلال ہے یا حرام۔

آپ نے فرمایا کہ اس طرح حرام ہے جیسے خنزیر یا مردار میت کا کھانا۔
(فروع کافی جلد اول صفحہ ۶۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اصحاب ثلاثہ خلفائے برحق تھے جیسی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اطاعت کرتے رہے وگرنہ بقول شیعہ حضرت علی خنزیر اور مردار کھاتے رہے (نعوذ باللہ)

شیعہ اور قرآن

مصحف فاطمہ اس موجودہ قرآن سے دو چند زیادہ ہے اور قسم بہ خدا تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی اُس میں نہیں ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۱۴۶ مطبع نولکشور)
فائدہ: اُس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شیعوں کا قرآن حروف پ، ث، ج، ڈ، ژ، ژ، گ، وغیرہ سے مرکب ہوگا۔
موجودہ قرآن مجید ناقص ہے اور قابل حجت نہیں، بطور نمونہ اصول کافی کے چند صفحات کے حوالہ جات لکھے جاتے ہیں، ملاحظہ ہوں

۲۶۶-۲۶۴-۲۶۳-۲۶۲-۲۶۱

فائدہ: امت شیعہ سے ہماری دلی ہمدردی ہے کیوں کہ ان کی حالت واقعی قابل رحم ہے جن کے پاس آج تک اپنی الہامی کتاب بھی نہ پہنچ سکی، کیا یہ بھی ان پر ایک غضب الہی نہیں، کس قدر ڈھٹائی ہے کہ ہمارے قرآن شریف کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور اپنے ہاں کا قرآن بھی پیش نہیں کر سکتے

آپ آتے بھی نہیں ہمیں بلاتے بھی نہیں

باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

علاوہ موجودہ قرآن پاک کے شیعوں کا ایک اور قرآن ہے جس پر ان کا پورا پورا ایمان ہے، اس کی مندرجہ ذیل تین علامتیں ہیں۔

پہلی علامت یہ ہے کہ: موجودہ قرآن سے تین حصے زیادہ ہے (گویا ۹۰ پارے کا ہے) سیدہ بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر نازل ہوا تھا اور سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔

دوسری علامت یہ ہے کہ لمبائی اس کی ستر گز اور موٹائی اونٹ کی ران کے برابر ہے۔

تیسری علامت یہ ہے: کہ آیات اس کی سترہ ہزار ہیں۔

فائدہ: شیعوں کی بیان کردہ تین علامتوں میں سے موجودہ قرآن میں ایک بھی نہیں لہذا موجودہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے، اسی لئے وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے، نیز بقول شیعہ اصل قرآن (بیان کردہ تین علامتوں والا) غار میں گم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ شیعان علی دونوں قرآنوں میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرنے سے مجبور ہیں، سننے میں آیا ہے کہ اب شیعان پاک غور کر رہے ہیں کہ آیا گور و گرنہ صاحب پر عمل درآمد شروع کر دیں یا کوک شاستر پر؟ افسوس صد افسوس!! لاکھ ہزار افسوس!!! دھوبی کے کتے نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے، مُذْهَبِیْنِ بَیْنِ ذَٰلِكَ لَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰی هٰؤُلَاءِ ۝

☆ اگر شیعہ اپنی عورت سے سوموار کی رات کو جماع کرے تو اس سے فرزند حافظ قرآن پیدا ہوگا (تحفۃ العوام ۲۸۰ مطبع نولکشور)

فائدہ یقیناً اصحاب ثلاثہ کی بددعا کا اثر ہے کہ ہر سوموار کی رات کو شیعان بد عقیدہ

کی قوتِ مردی سلب ہو جاتی ہے اسی لئے آج تک بے چارے ایک حافظ قرآن بھی پیدا نہ کر سکے۔

مسائلِ شیعہ

مسئلہ: اگر شیعہ نماز میں ہو، اور مذی، ودی بہہ کراڑیوں تک چلی جائے تو نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ ہی نماز فاسد ہوگی، بلکہ مذی تھوک کے برابر ہے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) گویا شیعوں کے نزدیک مذی، ودی، مثل تھوک کے ہے، جس طرح تھوک سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح مذی، ودی کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی شیعہ یہ سننا گوارا کرے گا کہ جو چیز اس کے ذکر میں ہے وہی اس کے منہ میں موجود ہے۔

مسئلہ: اگر پانی نہ ملے تو استنجاء تھوک سے کر لینا چاہئے بشرطیکہ تھوک اپنی ہو۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) اس میں کیا شک ہے کہ مرد شیعہ کے لئے یہ مسئلہ کم خرچ بالانشین ہے، مگر شیعہ عورتوں کے لئے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا ایسا کرنے سے، کیا زیادہ گنج مچ اور گڑ بڑ پلیدی کی نہ ہوگی؟

مسئلہ: جب تک دبر شیعہ سے ریح گونج کر آواز دے کر نہ نکلے یا بدبودار غ کو محسوس نہ ہو معمولی پھوسی سے شیعہ کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (فروع کافی صفحہ ۱۹ مطبع نولکشور)

(ف) سبحان اللہ! کیوں نہ ہو، شیعہ کا وضو رہا، ہندوستانی ہے، چھوٹی سی ریح سے تو وضو ٹوٹ نہیں سکے گا مگر بہرے شیعہ کے لئے جرمنی، توپ ہی آواز پہنچا سکے گی یا پھر دبر شیعہ ہی کو یہ قدرت حاصل ہے، مسلمانوں کو خدا اس شر سے محفوظ

رکھے۔ (استبصار جز اول صفحہ ۴۵ مطبع جعفری)

فائدہ) اچھی بات یہ ہے کہ ایسی تماشہ بازی اور گتکا بازی مسجد میں نہ ہو، پھر طرفہ غضب یہ کہ بحالت نماز، نماز تو انسان کو خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہئے نہ کہ ایسی نفس پرستیوں سے یاد کی جائے، ایسی کھیلیں کھیلنے کے لئے کیا شیعیان پاک کوئی اور ٹائم مقرر نہیں کر سکتے۔

کتا کنویں میں گرا تو پانچ بو کے پانی نکالنا چاہئے۔
(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۴۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شاید غسل کر کے گرا ہوگا، پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا ان کتا پرور شیعوں کو تو دور ہی سے سلام ہے۔

☆ خنزیر کے بالوں کی رسی سے جو پانی کنوئیں سے نکالا جائے پاک ہے، اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۴۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس مسئلہ نے شیعیان پاک کی پلیدی کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا، ہائے افسوس ایسے ایسے مسائل شیعوں کے نزدیک جزو اسلام ہیں، سچ ہے یہی ہیں، بدنام کنندہ نیکو نامے چند۔

خنزیر کے چمڑے کا جو بوکا بنا ہوا ہو اس سے جو پانی نکالا جائے پاک ہے (من لا یخضرہ الفقیہ صفحہ ۵ مطبع تہران)

فائدہ: اتقاء اور پرہیزگاری کی حد ہوگئی، الہی! شیعوں کے دلوں سے گندگی دور کرتا کہ وہ ایسے خبیث مسائل سے توبہ کریں اور توبہ بھی سچی۔

نماز ایک جس شخص نے ترک کی
تو خون اس نے اپنا کیا بے چہری
اگر دو نمازوں کا تارک ہوا

تو گویا کہ خون ایک نبی کا کیا
 ہوئی تین وقتوں کی جس سے قضا
 تو کعبے کو اس شخص نے ڈھا دیا
 دیا چار وقتوں کا گرہا تھ سے، تو ایسا ہے جیسے کہ اس شخص نے زنا اپنی مادر سے
 ہفتاد بار کیا کعبے میں۔ (تحفۃ العلوم صفحہ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: حساب لگاؤ کتنے شیعہ روزانہ اپنا بے چھری خون کرتے ہیں؟ تم ہی
 ایمان سے کہو کتنے نبی تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے؟
 ٹوٹا اگرچہ کعبہ تو کچھ غم نہیں امیر

عام مشاہدہ کی رو سے تقریباً ۹۹ فیصد شیعہ حضرات اپنی ماؤں کی روزانہ آبرو
 ریزی کرتے ہوں گے، شرم! شرم!! اے فرزند ان ارجمند شرم!
 جو تارک نماز ہے وہ کافر ہے۔ (اصول کافی صفحہ ۵۱۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: ملنگان شیعہ و بھنگیان رافضیہ جو آج کل پیشوایان شیعہ بنے بیٹھے
 ہیں بجائے نماز کے علی علی پکارتے ہیں، کافر مطلق ہوئے، اُن کے چیلے چانٹوں کی کیا
 پوچھ؟

گورو جہاں دے ٹپنے چیلے جاہن شڑپ

شیعوں کا جنازہ

شیعوں کو حکم ہے کہ جب جنازہ سنی میں شامل ہوں تو یہ دعا مانگیں:
 اے اللہ! پرکراس کی قبر کو آگ سے، جلدی لے جا اس کو آگ میں، یہ متولی
 بناتا تھا دشمنوں کو یعنی ابو بکر و عمر و عثمان کو (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)
 فائدہ: اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے کتاب ”غنیۃ الطالبین“ میں فتویٰ
 لکھا ہے کہ شیعہ کو نماز جنازہ میں نہ آنے دو کہ بجائے رحمت کے قہر مانگیں گے، یہ لوگ

دلی دشمن ہیں ان سے علیک سلیک، میل جول، کھانا پینا ترک کر دینا چاہئے۔
 آج کل جواذان یعنی باگ شیعہ لوگوں نے ایجاد کی ہوئی ہے (جسے رُبعہ
 پارہ کہہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا) جس میں شہادتین کے علاوہ شہادت ولایت علی بڑھاتے
 ہیں، اسی پر شیعہ مصنف کا فتویٰ لعنت ہے۔ (من لائحہ فیہ الفقہ صفحہ ۹۳ مطبع تہران)
 فائدہ: اصحاب ثلاثہ کی بددعا ایسی ایسی پیچیدہ شکلیں پیدا کر دیتی ہے جیسے
 اب شیعہ حضرات سختی کے منہ میں آگئے ہیں۔ اگر باگ مروجہ چھوڑ دیں تو شیعہ نہیں
 رہتے، اگر باگ مروجہ دیں تو فتویٰ لعنت کی کڑک مارتی ہے، خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ط
 ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ○

شیعہ مذہب میں ہے کہ جو جزع فزع کرے (یعنی چیخے یا اپنے بال کھینچے یا
 منہ پر ہاتھ ملائے یا سینہ یا ران پر ہاتھ مارے) تمام نیک اعمال اس کے برباد
 ہو جاتے ہیں۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: بات تو بالکل سچ ہے مگر نیک اعمال بھی اسی کے برباد ہوں گے، جس
 کے پاس ہوں، جن کا نہ خدا ہے نہ رسول، محرم میں بیشک پیشیں، مریں، کیا حرج
 ہے، افسوس ہماری تعلیم سے تو انہیں دشمنی تھی ہی یہ بد بخت اپنے بزرگوں کا کہا بھی نہیں
 مانتے۔

سیاہ لباس اس لئے پہننا حرام ہے کہ لباسِ فرعون ہے اور دوزخیوں کا نشان
 ہے (حلیۃ المتقین صفحہ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: محرم کے مہینے میں خصوصیت کے ساتھ شیعہ سیاہ لباس پہنتے ہیں جس
 سے ان کا آل فرعون ہونا اور دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے، إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَىٰ الْأَرْضِ
 وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيعًا ط ○

شیعوں کے فتویٰ کے مطابق جزع فزع کرنے والا کافر مطلق ہے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
اس فتویٰ کی ہم بھی پرزور تائید کرتے ہیں
گر قبول افتد زہے عز و شرف

شیعہ خود قاتل حسین ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت حضرت امام حسین ابن علی ابن ابی طالب ہے۔

اما بعد! بہت جلد آپ اپنے دوستوں، ہوا خواہوں کے پاس تشریف لائے، کہ
جمع مردمانِ ولایت منتظر قدم میمنت لزوم ہیں اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی
طرف لوگوں کو رغبت نہیں، البتہ تعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لائے، و
السلام۔ (جلاء العیون اردو صفحہ ۲۳۱ مطبع شاہی لکھنوی)

فائدہ: یہی وہ خطبہ ہے جس کی وجہ سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر
کو فہ منظور فرمایا، تو اب ظاہر ہو گیا کہ انہی جاں نثارانِ امام نے دھوکہ دے کر امام
مظلوم پر وہ ظلم کئے جس کی یاد سے ہم مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں،
اور امام حسین کی روح لحد میں یہ شعر پڑھتی ہوئی بے قرار رہتی ہے
من از بے گانگاں ہرگز نہ نالم کہ با من ہرچہ کرد آں یار آشنا کرد

خطبہ امام زین العابدین

یا ایہا الناس!

اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا، اور ان سے عہد و پیمان کی، ان سے بیعت کی، آخر کار ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا، پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کو اختیار کیا..... الخ (جلاء العیون اردو صفحہ ۵۰۶ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: اس خطبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قاتلانِ حسین یہی شیعہ لوگ تھے، جنہوں نے خط لکھ کر امام حسین کو کوفہ میں بلایا اور آخر کار خود ہی ان کو قتل کر دیا۔

تقریر بی بی ام کلثوم ہمشیرہ امام حسین

☆ اے اہل کوفہ! تمہارا حال اور مال برا ہو، تمہارے منہ سیاہ ہوں، اور تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا اور ان کی مدد نہ کی، انہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا، ان کی پروگیاں عصمت و طہارت کو اسیر، وائے ہو تم پر، لعنت ہو تم پر۔ (جلاء العیون صفحہ ۵۰۵ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: بے شک پاک بی بی سیدہ ام کلثوم کے جلے دل کی بددعا ان دھوکہ بازوں کے شامل حال ہے، اسی ظلم کی پاداش میں سال بسال اپنے سینوں پر کینوں کو زخمی کرتے رہتے ہیں۔

☆ حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعہ کو مرتد کہا۔ (فروع کافی صفحہ ۱۰۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: واقعی امام برحق کی یہی شان ہے کہ وہ سچی بات منہ پر کہہ دیتا ہے، اس میں امام کو ذرہ دریغ نہیں ہوتا، ہم بھی امام صاحب کے بہت بہت ممنون ہیں۔

☆ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی بلکہ اپنے آپ کو اس کا ایسا غلام بتلایا کہ حق فروخت کرنے کا دے دیا۔ (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰ مطبع نولکشور)

فائدہ:

تمہیں کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

یزید تمہارا امام ہے یا سنیوں کا ذرا ازراہ انصاف کہنا، ہائے! بیدینوں نے امام صاحب کی کس قدر توہین کی ہے، انشاء اللہ میدان قیامت میں امام صاحب ان کو دریدہ دہنی کی سزا دلائیں گے، منتظر رہو۔

☆ عورت کی دبر سے صحبت کرنی مذہب شیعہ میں جائز ہے، فقط یہ شرط ہے کہ عورت رضا مند ہو جائے۔ (استبصار جزو ثالث صفحہ ۱۳۰ مطبع جعفری)

فائدہ: جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

سرکاری سڑکیں کھلی ہیں جس سڑک سے دل چاہا گزر گئے، ایک شیعہ صاحب نے ظریفانہ طور پر فرمایا کہ ذکر، دبر کے لئے ہے، اس لئے کہ دونوں مدور (گول) ہیں۔

☆ ایک عورت نے علی کو عرض کیا کہ میں جنگل میں گئی، وہاں مجھ کو پیاس محسوس ہوئی، ایک اعرابی سے پانی مانگا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابو دوں، جب پیاس نے مجھے مجبور کیا تو میں راضی ہو گئی، اس نے مجھے پانی پلا دیا اور میں نے جماع کر لیا، علی نے فرمایا قسم ہے رب کعبہ کی یہ تو نکاح۔

(فروع کافی صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: اہل عالم کوشیعوں کا مشکور ہونا چاہئے جنہوں نے اس روایت سے زنا کا وجود ہی دنیا سے مفقود کر دیا، بازاروں میں جن نورانی سیاہ خانوں میں زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں بھی مرد عورت راضی ہو ہی جاتے ہیں، یہاں اگر پانی پلایا گیا تو وہاں اس اجرت سے بڑھ کر روپیہ دیا جاتا ہے، گواہ اور صیغہ نکاح کی شرط نہ یہاں نہ وہاں، تو گویا مذہب شیعہ میں زنا علی الاعلان جائز ہو گیا۔

بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

نیز متعہ کا ثبوت تو اس روایت سے نہ ہوا کہ لفظ نکاح ہے، غور کریں! یہ الگ بات ہے کہ یہ روایت غلط ہے، دوسرے زنا کو نکاح کہہ دیا گیا ہے، بہر حال متعہ کسی صورت ثابت نہ ہوا، جسے ثابت کرنے چلے تھے نہ کر سکے، قادری ☆ عورت کی دبر سے صحبت کرنی جائز ہے۔

فائدہ: غالباً اسی وجہ سے شیعہ لونڈے بازی مباح سمجھتے ہوں گے۔ اور یہ وہ حرکت ہے جسے کوئی بھی جانور نہیں کرتا۔

☆ وہ عورت جس کی دبر زنی کی جائے اس پر غسل واجب نہیں، اگرچہ دبر زنی کرتے ہوئے دبر زن میں مرد کو انزال بھی ہو جائے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیسا پاکیزہ مذہب ہے، سبحان اللہ! مذہب کیا ہے، پلیدی اور خباثت کا مجموعہ ہے۔

☆ بوسہ ماں کا لینا جائز ہے البتہ شہوت نہ ہو تو رحمت ہے اور اگر شہوت ہو کراہت ہے مگر جائز یہ بھی ہے کہ کراہت منافی جواز نہیں۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۰۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: ضرور جی ضرور (ہم خرماؤ ہم ثواب) ایسے افعال سے ہی ادائیگی حقوق والدہ ہوتی ہے۔ لعنت: نفس پرست عیاشی کی عجیب عجیب راہیں نکالتے ہیں، اس میں یہاں تک اندھے ہوئے جاتے ہیں کہ ماں بہن کی بھی تمیز نہیں کر سکتے، آپ کے لئے کسی نے کہا ہے

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری

مے خانہ کا دروازہ نہ ہو توبہ کا در بند

☆ ننگ دوہی ہیں، قبل یاد بر، دبر تو خود ہی چھپی ہوتی ہے، سامنے کی طرف کو ہاتھ سے ڈھانک لینا چاہئے۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۶۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اگر ہاتھ سے نہ چھپ سکے تو شلغم کا پتا کفایت کر سکتا ہے، شیعوں کی شریعت میں اتنا ہی ستر کافی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً شیعانِ بے حیاء سے

☆ عورت میت کی دبر اور قبل کو روئی سے خوب پر کیا جائے اور کچھ خوشبو بھی ملا کر سخت باندھ دیں، یعنی کپڑے سے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۶۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعانِ پارسا ایسے شریعت کے دلدادہ ہیں، کہ بعد از مرگ بھی وضو کے لئے ٹوٹنے کا خیال رکھتے ہیں، مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ روئی کسی لکڑی سے داخل کی جائے یا انگشت سے ہی دبا دینا کافی ہو گا یا پھر اس بے زری کے زمانہ میں جاپان کو آڈر دے کر کوئی سستا آلہ بنوانا پڑے گا، دیکھئے! حضرات شیعہ اور دردمندانِ قوم اس آلہ کے اخراجات کے لئے کب قوم سے اپیل کرتے ہیں؟

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر انسان اپنے بدن پر چونا لگا لے تو ننگ بالکل نہیں رہتا بیشک اپنے سارے کپڑے اتار دے، شیعوں کے امام بھی ایسا کر لیا کرتے تھے، چنانچہ بقول شیعہ جب امام باقر نے ایسا کیا تو غلام نے امام کا ذکر وغیرہ نکلا ہوا دیکھا تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور! ہم کو کیا کہتے ہو اور خود کیا کرتے ہو؟ امام نے فرمایا چونا لگا ہوا ہے۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ) منہ توں لائی لوہی تے کی کرے گا کوئی

خدا سے نہ ڈرنے والے نبی پر زنا جاری کرنے کی ہمت دھرنے والے امام عالی مقام کا رتبہ کیونکر پہچانیں، یا اللہ ان بد بختوں کو ہدایت فرماتا کہ تیری اور تیرے نیک بندوں کی قدر و منزلت جانیں، آمین یا رب العالمین۔

☆ جو عورت یا مرد مسلمان نہ ہو شیعہ اس کے فرج کو دیکھ سکتا ہے یعنی جائز ہے، وجہ یہ فرماتے ہیں کہ اس ننگ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے کوئی گدھا گدھی کا فرج دیکھے۔

فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور

فائدہ: سنی تو ایسے مسئلوں پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ شیعوں کو کوئی فرقہ ڈھونڈھنا چاہئے جن کے اس طرح پاپ جھڑتے ہوں۔

خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

☆ اپنی لونڈی کی فرج عارضہ ثابلاً نکاح اپنے دوست یا بھائی کو دینی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ (استبصار جزو ثانی صفحہ ۷۶، ۷۵ مطبع جعفری)

فائدہ: اگر کوئی صاحب شیعہ مذہب اختیار کرے تو ہدیے اور تحفے اچھے اچھے دستیاب ہوں گے، عجیب عجیب ڈیزائن کی فرجیاں (شرم گاہیں) ملیں گی، مگر اسی طرح پھر اسے بھی دوستوں کو دعوت دینی پڑے گی، بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟

☆ ایک ٹکڑا کھجور کی سبز شاخ کا بقدر ایک ہاتھ میت کی داہنی بغل میں، دوسرا دو زنانوں کے درمیان کیا جائے، پھر پکڑی باندھی جائے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۷۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: قبر کی طرف بھی لیس ہو کر مارچ کرنا چاہئے، منکر نکیر کو مرعوب کریں گے جب ہی تو چھٹکارا ہو سکے گا، ورنہ کیسے اعمال میں کیا دھرا ہے، خاک؟

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر سالے کی دبر زنی کی جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا

ہے۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعہ فلسفہ کی حماقت ملاحظہ ہو، کریں داڑھی والے اور پکڑے جائیں مونچھوں والے۔

☆ اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے متعہ یا نکاح کرے اجازت زوجہ مذکورہ کی درکار ہے (یعنی بھانجی اپنے خالو جان اور بھتیجی اپنے پھپھا جان سے نکاح کر سکتی ہے)

فائدہ: شیعہوں کی تہذیب پرستی کے ہاتھوں جب ان کی مائیں بھی عصمت نہیں بچا سکتیں تو یہ بیچاریاں کس گنتی شمار میں ہے۔

سچ ہے صد اطوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے میں

تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۲ مطبع نولکشور

☆ شیعہ مذہب میں سالی اور ساس سے جماع کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۷۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: دیکھو مسئلہ سالی اور ساس سے سالہ کی عصمت زیادہ قیمتی ہے، واقعی مردوں کو مردوں کی اسی طرح رعایت کرنی چاہئے، یہ شیعہوں کا ہی حصہ ہے

ایں کاراز تو آید و مرداں چنین کنند

☆ عورت کی شرمگاہ کو چوم لے تو بھی جائز ہے۔

(حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷ مطبع نولکشور)

فائدہ: بس! یہی کسر رہ گئی تھی مرحبا!! شرمگاہ نہ ہوئی کربلاء معلیٰ کی زیارت

گاہ ہو گئی، نعوذ باللہ من سوء العقیدہ۔

☆ عورت کی شرمگاہ کو چومنا شیعہ مذہب میں درست ہے۔

(چومنا کی بجائے چوسنا ہوگا کیونکہ چومنا تو پہلے گزر گیا ہے، قادری)

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعہوں کو مبارک رہے۔

☆ محارم عورتوں (یعنی بہن، بھانجی، بھتیجی، خالہ وغیرہ) سے اپنے ذکر کے گرد

ریشمی کپڑا پیٹ کر جماع کرنا حرام نہیں ہے۔

(حق الیقین اردو صفحہ ۶۳۶ مطبع سنہیم پریس لاہور)

فائدہ: پہلے مودب شیعہ تو مان، بہن کا احترام کرتے ہوئے ٹاکی پیٹ کر جماع کرتے ہوں گے مگر زمانہ حال کے بے ادب گستاخ شیعہ نے یہ شرط بھی اڑادی اور لکھ دیا کہ ٹاکی پیٹ کر حرام ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ ٹاکی پیٹ کر حرام ویسے حلال ہے۔

واہ شیعاں دی پاکی یارو واہ شیعاں دی پاکی
مانواں نال زنا کریندے بنھ ذکر تے ٹاکی

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ انسان مرتا ہی تب ہے جب اس کے منہ سے منی کا نطفہ نکل پڑتا ہے یا کسی اور جگہ بدن سے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۸۵ مطبع نولکشور)
فائدہ: جس ناپاک منہ سے تمام عمر صحابہ کرام کو گالیاں دیتے رہے بھلا اس میں سے آخری وقت اگر منی وغیرہ بہہ نکلے تو ہرگز مقام تعجب نہیں، میدان قیامت میں دیکھنا کیا درگت ہوتی ہے۔

كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ۖ وَلَٰعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○
(پارہ ۲۹ سورہ قلم / آیت نمبر ۳۳)

عذاب اسی طرح ہے، اور آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے، اگر وہ جانتے (تو ان کے لئے بہتر تھا)

مسلمانوں کے منہ سے آخری وقت ہمیشہ کلمہ شریف ہی نکلتا ہے۔

لَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ○ (بقرہ / ۱۳۲)

ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔

☆ شیعہ مذہب میں ہے کہ جو شخص محارم عورتوں (یعنی ماں، بہن، بھانجی، بھتیجی

، خالہ پھوپھی، وغیرہ) سے نکاح کر کے جماع کرے اس کو زنا نہیں کہتے بلکہ من وجہ یہ فعل حلال ہے، جو اولاد پیدا ہو اس کو اولادِ زنا کہنا جائز نہیں، جو ایسے مولود کو ولد الزنا کہے وہ قابلِ سزا ہوگا، مخلصاً۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲/مطبع نولکشور)

فائدہ: ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ایسے مولود مسعود کو حرام زادہ کہیں جبکہ شیعوں کے مذہب میں زنا زنا ہی نہیں سمجھا جاتا بلکہ عبادت سمجھ کر اس کے جواز کی متعدد صورتیں قائم کی جا چکی ہیں تو ہم سوائے اس کے کہ ایسے بہائم صفت وحشیوں سے گریز کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

☆ اگر ایک شخص نے کتے کو شکار پر چھوڑا، کتے نے شکار کو پکڑ لیا اور شکاری پہنچ گیا، مگر اس کے پاس چھری نہ تھی کہ ذبح کرے، وہ کھڑا تماشا دیکھتا رہا، کتے نے اس کو مار کر کچھ کھا لیا وہ شکار حلال ہے۔

فائدہ: کیوں نہ ہو غالباً کتے کی صفت وفاداری کے انعام میں اس کا پس خوردہ حلال سمجھا گیا ہے، شیعوں کے نزدیک تو ایک ساتھ اکٹھے ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھالینے میں بھی کوئی قباحت نہ ہوگی۔ (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ: جب شرع ہی نہیں تو حد کیسی جب ستر گز لمبا قرآن آئے گا تو حدود شرعی بھی قائم کر لی جائیں گی۔

☆ اگر چوہا گوشت میں پک گیا ہو تو شوربا گرا دیا جائے اور گوشت دھو کر کھالیا جائے۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵/مطبع نولکشور)

فائدہ: واہ جی واہ!! کیا کہنے!!! سچ ہے۔

”شوربا حرام تے بوئی حلال“

☆ کتا گھی یا تیل میں جا پڑے تو وہ گھی یا تیل پاک رہتا ہے بشرطیکہ کتا زندہ

برآمد ہو۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: بالکل ٹھیک! زندہ کتا بہر حال مردہ کتے پر فضیلت رکھتا ہے کیسی عمدہ عمدہ بحثیں ہیں، کتے کا اشیاء خوردنی میں گرنا اور پھر اس کی حیات و ممات بھی شیعوں کے پیش نظر ہے۔

(شیعوں کے دماغ کی رسائی ملاحظہ ہو، وہاں پہنچا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا) ☆ گدھا حرام نہیں ہے، خیبر کے دن اس کے کھانے سے اس لئے منع کیا گیا تھا کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے والا تھا، بار برداری میں تکلیف تھی (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۹۸ مطبع)

فائدہ: پھر نواب شاہ (سندھ) کے قصابوں و دیگر متعدد بلادوں کے گوشت چوروں نے کون سا جرم کیا جنہیں جیل میں ٹھونسا گیا جب کہ شیعہ ازم میں اس کے جواز کا ثبوت موجود ہے

☆ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ناصبی (یعنی سنی) آدمی کتے سے بھی بدتر ہے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنیو! تمہاری قدر و منزلت شیعوں کے نزدیک یہ ہے، عبرت پکڑو شیعان! اگر کچھ بھی سلیم الطبعی کا جوہر تمہارے اندر ہے تو توبہ کرو، گندے، بے حیا اور واہیات عقائد کو آخری سلام کر کے صراط مستقیم (مذہب اہل سنت و جماعت) کی طرف آؤ!

☆ پاخانے میں پڑی ہوئی روٹی دھو کر کھالے تو جہنم سے آزاد ہے۔

(ذخیرہ المعاد صفحہ ۴۵)

فائدہ: شیعہ مذہب کی یہ بھی خوب غذا ہے، مسائل تو ان صاحبان کے بہت

ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔
 اگر مزید ان کے مسائل و عقائد کی فہرست مطلوب ہو تو فقیر کے رسالہ
 ”آئینہ شیعہ نما“ کا مطالعہ فرمائیں! جو آگے جا کر اس کتاب کے آخر میں درج
 کر دیا گیا ہے۔

شیعوں کو خوشخبری

مسئلہ ”متعہ“ کے جواز میں شیعہ تنہا نہیں بلکہ ان کے دو بڑے دین کے ٹھیکے
 دار (۱) ”غیر مقلدین“

(۲) ”نفسی ابوالاعلیٰ مودودی“ بھی ساتھ ہیں جنہوں نے بڑی شد و مد
 سے اس مسئلہ کے جواز پر فتویٰ صادر فرمایا: اور شیعوں کو مبارک باد کہ انہیں اس مسئلہ کی
 تائید میں دو بڑے ہمنوا مل گئے، اگرچہ وہ ان کو بھی ہم اہل سنت کے ساتھ ملاتے ہیں
 لیکن ہم انہیں خارجی کہتے ہیں، یہ شیعوں کی دوسری برادری کا نام ہے جنہیں سیدنا شیر
 خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جماعت سے دور رکھا۔ ان کی تائید میں فتاویٰ ملاحظہ
 ہوں۔

غیر مقلدین کے مذہب میں متعہ حلال ہے

غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور عوام انہیں وہابی کہتے
 ہیں، خیر سے ان کا رشتہ بھی بہت سے مسائل میں روافض سے ملتا ہے مثلاً ”رفع یدین
 ایک وتر وغیرہ وغیرہ“، جس کی تفصیل فقیر نے ”وہابی نامہ“ کے باب ”غیر مقلدین
 کے دلچسپ مسائل“ میں عرض کر دی ہے۔ منجملہ ان کے یہ متعہ بھی ہے کہ ان کے
 نزدیک جائز ہے، اگرچہ لفظاً انکار کرتے ہیں، لیکن ممکن ہے کہ ان کا یہ انکار مٹی برقیہ ہو

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے معتبر محقق اور کثیر التصانیف عالم دین مولوی وحید الزمان خان اپنی مشہور کتاب ”نزل الابرار“، جلد ۲ صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے:

”نکاح المتعہ فجوز و ہالانہ کان ثابتاً جائزاً فی الشریعۃ الخ
اس کے جواز پر بڑا زور لگایا ہے۔ صفحہ ۳۳ تا ۳۵ جلد دوم ملاحظہ ہو۔

ازالہ توہم

وہابیوں غیر مقلدوں پر لازم ہے کہ اگر ان کے نزدیک یہ مسئلہ ناجائز ہے یا مولوی وحید الزمان خان نے غلطی کی ہے تو جیسے وہ احناف کے مسائل کی تردید میں رسائل اور کتابوں، اشتہارات اور دیگر ذرائع سے زور و شور سے تردید کرتے ہیں، اس مسئلہ کی بھی تردید کریں، اس وقت تک نہ تو اس مسئلہ پر مستقل طور پر کوئی رسالہ لکھا گیا ہے اور نہ ہی وحید الزمان خان سے براءت کا اعلان ہوا ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ ہے اندرون خانہ میں۔

چیلنج

فقیر غیر مقلدین کے تمام اصاغروا کا برکو چیلنج کرتا ہے کہ متعہ کے جواز میں دلائل قائم کرو! اگر تمہارے نزدیک ناجائز ہے تو وحید الزمان خان کے متعلق وضاحت کرو، ورنہ یقین ہوگا کہ۔

ہے کوئی راز اندرون خانہ میں

مودودی اور متعہ

سابق امیر جماعت اسلامی مسٹر ابو الاعلیٰ صاحب مودودی نے اپنی تفسیر ”تفہیم القرآن“، کے زیر عنوان ”ترجمان القرآن“، اور اگست کے شمارہ میں سورہ مومنون کی آیت:

إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ط کی تفسیر میں لکھا ہے کہ:
 ”متعہ کا جب ذکر آ گیا ہے تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دو
 باتوں کی اور توضیح کر دی جائے۔

اول: یہ کہ اس کی حرمت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت
 ہے، لہذا یہ کہنا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرام کیا درست
 نہیں ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حکم کے موجد نہیں تھے بلکہ
 صرف شائع اور نافذ کرنے والے تھے۔ چونکہ یہ حکم حضور نے آخر
 زمانے میں دیا تھا اور عام لوگوں تک نہ پہنچا تھا، اس لئے حضرت عمر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عام اشاعت کی اور بذریعہ قانون اسے نافذ
 کیا۔

دوم:- یہ کہ متعہ کو مطلقاً حرام قرار دینے یا مطلقاً مباح
 ٹھہرانے میں سنیوں اور شیعہوں کے درمیان جو اختلاف پایا جاتا ہے اس
 میں بحث و مناظرہ نے بے جاشدت پیدا کر دی ہے ورنہ امر حق معلوم
 کرنا کچھ مشکل نہیں، انسان کو بسا اوقات ایسے حالات سے سابقہ پیش
 آ جاتا ہے جن میں نکاح ممکن نہیں ہوتا اور وہ زنا یا متعہ میں سے کسی ایک
 کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، ایسے حالات میں زنا کی بہ نسبت متعہ
 کر لینا بہتر ہے، مثلاً فرض کیجئے کہ ایک جہاز سمندر میں ڈوب جاتا ہے
 اور ایک مرد و عورت کسی تختے پر بہتے ہوئے ایک ایسے سنسان جزیرے
 میں جا پہنچتے ہیں، جہاں کوئی آبادی موجود نہ ہو وہ ایک ساتھ رہنے پر
 بھی مجبور ہیں اور شرعی شرائط کے مطابق ان کے درمیان نکاح بھی
 ناممکن ہے، ایسی حالت میں ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ باہم

خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر لیں جب تک وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں یا آبادی ان تک نہ پہنچ جائے، کم و بیش ایسی ہی اضطراری صورتیں اور بھی ہو سکتی ہیں متعہ اسی طرح کی اضطراری حالتوں کے لئے ہے“ (ترجمان القرآن لاہور اگست

۱۹۵۵ء

فقیر اویسی غفرلہ کہتا ہے کہ مودودی صاحب کے لئے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے شیعہ مسلک اختیار کر کے متعہ کا فتویٰ صادر فرمایا اور شیعہ حضرات چونکہ متعہ کو جائز سمجھتے ہیں اور مودودی صاحب بھی شیعہ ہیں اس لئے وہ ایک شیعہ مفتی کی حیثیت سے فتویٰ صادر فرما رہے ہیں

مگر چونکہ مودودی صاحب ہمیشہ اپنے آپ کو مسلک اہلسنت و جماعت سے متعلق ظاہر کرتے ہیں اس لئے متعہ کے بارے میں ہمیں مجبوراً اہل سنت و جماعت کا مسلک اور نظریہ واضح کرنا پڑا۔

مودودی صاحب کی بہت سی تحریریں نظر سے گزری ہیں جن میں آپ کسی ایسے دینی مسئلہ کے متعلق جو نا درالوجود ہو ایک مفروضہ قائم کر کے بالکل انوکھا فتویٰ صادر فرما دیتے

نومبر ۱۹۵۴ء کے ترجمان القرآن میں اسی طرح ایک مفروضہ قائم کر کے دو متحد الجسم تو ام لڑکیوں کے متعلق فتویٰ صادر فرما دیا تھا کہ یہ دونوں بہنیں اگر ایک ہی مرد کے نکاح پر راضی ہو جائیں تو ایک ہی مرد کے ساتھ ان کا نکاح جائز ہے حالانکہ قرآن پاک میں اس بات کا صاف اور واضح حکم موجود ہے، کہ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ (نساء/۲۳) اور دو بہنوں کو تمہارا (ایک آدمی کے نکاح میں) اکٹھا کرنا (حرام ہے)

قطعاً طور پر حرام ہے، اس دور ترقی میں اس بات کا ثبوت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا ہے کہ دنیا کے فلاں خطہ میں فی الواقع ایسی جڑواں لڑکیاں موجود ہیں اور وہ نکاح کے لئے بے تاب ہیں، حتیٰ کہ ایک ہی مرد کے ساتھ ایسی لڑکیوں کے نکاح کے بارے فتویٰ صادر کرنے کی سعادت کی ضرورت پڑی اسی طرح ایک مفروضہ اضطراری حالت کی آڑ میں جواز متعہ مودودی صاحب نے فتویٰ کی ابتدائی سطروں میں اس بات کا خود اعتراف کیا ہے کہ خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو خود حرام قرار دے دیا تھا، لیکن مودودی صاحب کے نظریئے میں یہ حرمت ان ایمر جنسی اور اضطراری حالات پر اثر انداز نہیں ہو سکتی بلکہ انسان کو بعض دفعہ ایسے حالات سے سابقہ پیش آ جانا کہ انسان متعہ یا زنا دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے، مودودی صاحب نے اس کے لئے سمندر میں جہاز ٹوٹ جانے اور اس کے حادثہ میں ایک مرد اور عورت کا بیچ کر کسی جزیرے میں پہنچ جانے کی ایک مثال بھی دی ہے اور اس مثال میں صرف اس بات کا اشارہ کر دیا گیا ہے کہ شرع کی شرائط کے مطابق اس مرد اور عورت کے درمیان نکاح بھی ممکن نہیں ہے یعنی وہ عورت منکوحہ ہے اور اس کا خاوند زندہ ہے، ایسی حالت میں ان کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ وہ باہم خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر لیں جب تک کہ وہ آبادی میں نہ پہنچ جائیں۔

جواز متعہ کے لئے مودودی صاحب نے اضطراری حالت کی جو مثال پیش کی ہے اول تو وہ مثال غلط ہے کیوں کہ مرد اور عورت کا ایک جگہ اکٹھے ہو جانا کوئی ایسا اضطرار نہیں ہے کہ ان کے لئے نکاح یا مجامعت کے بغیر زندہ رہنا محال ہے یا ایسے مرد اور عورت ایمر جنسی حالات میں بھائی بہن کی حیثیت میں بھی اپنی زندگی کے ایام پورے کر سکتے ہیں، اور اگر مرد اور عورت کا ایک جگہ اکٹھے ہو جانا ہی اس امر کی دلیل

ہے کہ بس اب وہ مجامعت کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتے، شرعی شرائط کے مطابق ان سے ناممکن ہو، علاوہ ازیں وہ عورت پہلے منکوحہ ہو، پھر کیسے اس کے لئے اضطراری حالت میں عارضی یا ٹمپری نکاح..... (Temporary Marriage) ناگزیر ہو جاتا ہے تو پھر موجودہ حالات میں ایسی کئی اضطراری صورتیں جنم لیں گی، کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت پوری کوشش کے باوجود بھی ان کے لئے فتاویٰ فراہم نہیں کر سکیں گے، مثلاً۔

(۱) کسی ملک میں ایک مرد اور عورت کو کسی جرم کی پاداش میں عمر قید کی سزا دی جائے اور فیصلہ یہ ہو کہ ان دونوں کو ہمیشہ ایک ہی کمرہ میں محبوس کیا جائے گا، ان دونوں کے درمیان شرعی شرائط کے مطابق مستقل نکاح تو ممکن نہیں، کیا یہ دونوں خود ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کے لئے عارضی نکاح کر سکتے ہیں جب تک کہ جیل خانہ سے رہا نہ ہو جائیں؟

(۲) ایک عورت کے خاوند کو ۱۶ سال کی طویل مدت کی قید کی سزا دی گئی ہے اس عورت کے چھ/سات بچے ہیں، وہ ہزار کوشش کے باوجود ذریعہ معاش تلاش کرنے میں ناکام رہی ہے قرض اسے کوئی دیتا نہیں ہے، بھیک مانگتی ہے تو اسے در بدر دھکے پڑتے ہیں، گھر سے وہ بالکل قلاش ہے، وہ خود اور اس کے بچے فاقہ کشی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وہ عورت عصمت بیچنے پر آمادہ ہو تو اس کے کئی گاہک موجود ہیں، وہ اس اضطراری حالت میں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے کسی مرد کے ساتھ ایک ماہ کے لئے ایک سو روپے کی شرط پر عارضی نکاح کر سکتی ہے اور اس مدت کے بعد پھر کبھی ایسی ویسی ہی ضرورت پیش آگئی تو کیا وہ اپنے حقیقی خاوند کی رہائی تک کے لئے عارضی نکاح کر سکتی ہے؟

میں مودودی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ خود ہی غور فرمائیں کہ وہ اس

شہوت پرست ماحول میں کس قسم کے نظریات کی اشاعت کر رہے ہیں اور غضب یہ ہے کہ ایسے نظریات پر اسلام کی مہر بھی ثبت فرما رہے ہیں۔

مودودی صاحب نے اپنی اس تفسیر میں اس بات کا اقرار کر لینے کے بعد کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا اور چونکہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے میں دیا تھا، عام لوگ ابھی اس حکم سے مطلع نہ ہوئے تھے، صرف اپنے فتویٰ کی تائید کے لئے پھر بھی اس بات کا اعادہ ضروری سمجھا ہے کہ متعہ ایسی ہی اضطراری حالتوں کے لئے ہے، اور صحابہ میں سے حضرت ابن عباس وغیرہ نے اسی لئے اس کو جائز رکھا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح حکم کے بعد صحابہ کا قول کس طرح حجت بن سکتا ہے؟

اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متعہ کو حرام قرار دے دیا تھا تو دوسرے مسائل کی طرح اضطراری حالتوں کیلئے جواز کی صورت بھی خود ہی بیان فرما دیتے، اور پھر جب کہ مودودی صاحب کی تفسیر میں اس بات کا اقرار موجود ہے کہ عام لوگوں تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم نہیں پہنچا تھا اور اس حکم کی تشہیر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی، اس کے باوجود مودودی صاحب نے جن صحابہ کرام کا حوالہ دیا ہے، کیا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے مطلع ہو جانے کے بعد بھی جواز متعہ کا فتویٰ صادر فرماتے رہے ہیں؟

مودودی صاحب ایسی کوئی دلیل پیش کریں گے؟

مودودی صاحب نے اپنے فتویٰ کی تائید و حمایت میں بعض صحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی پیش کیا ہے، حالانکہ دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حرمت متعہ کی تاریخ ذکر کر کے پھر صحابہ کرام کا کوئی قول پیش کرتے تاکہ حجت قائم کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آتی۔

متعہ کے بارے میں حضرت ابن عباس کا حکم یہ ہے کہ:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ فِي أَوَّلِ
الْإِسْلَامِ كَانَ الرَّجُلُ يُعْطِي الْمُبْلَغَةَ لَيْسَ لَهَا بِهَا مَعْرِفَةٌ فَيَتَزَوَّجُ الْمَرْءُ قَدْرَ
مَا يَرَى أَنَّهُ يُعْطِي حَتَّى إِذَا نَزَلَتِ الْآيَةُ ﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَكُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا حَرَامٌ (ترمذی شریف صفحہ
۱۳۳/۱۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ متعہ اسلام کے ابتدائی
ایام میں مباح تھا اس لئے کہ آدمی مسافر کی حیثیت سے کسی شہر میں جاتا اور وہاں اس
کی کوئی جان پہچان نہ ہوتی تھی۔ پس وہ مسافر کسی عورت کے ساتھ مدت قیام کے
لئے متعہ کر لیتا تھا پس جب یہ آیت ﴿إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ﴾
نازل ہو گئی تو اب سوائے حقیقی نکاح اور لونڈی کے اور تمام عورتیں حرام ہیں۔

متعہ کیا ہے؟

متعہ کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا یا نفع حاصل کرنا، اس کے متعلق روایات منقول
ہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ اسلام کے ابتدائی ایام میں اجازت تھی کہ
دو گواہوں کے روبرو ایک خاص مدت کا تعین اور مہر کا تقرر کر کے ولی کی اجازت سے
کسی عورت کے ساتھ عارضی نکاح کر لیا جاتا؟

چنانچہ تفسیر ابن جریر میں لکھا ہے کہ:

فَهَذِهِ الْمُتْعَةُ الرَّجُلُ يُنْكِحُ الْمَرْءَةَ يَشْتَرِطُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُشْهَدُ
شَاهِدَيْنِ وَيُنْكِحُ بِإِذْنِ وَلِيِّهَا (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۵ پارہ ۲۸ صفحہ ۹ سطر ۱۶)

یعنی متعہ یہ تھا کہ مرد کسی عورت کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں مدت معینہ کے لئے نکاح کر لیتا، یعنی مروجہ نکاح تا حین حیات یا زندگی تک کے لئے ہے اور وہ متعہ جس کے جواز کا مودودی صاحب فتویٰ صادر فرما رہے ہیں مدت معینہ کے لئے ہوتا تھا، باقی مہر کا تقرر اور گواہوں کی موجودگی ویسے ہی شرط تھی جیسے موجودہ نکاح میں۔

اور یہاں مودودی صاحب بغیر گواہوں کے خود ہی ایجاب و قبول کرنے پر عارضی نکاح کے جواز کا فتویٰ صادر فرما رہے ہیں، یہ نکاح ہے یا زنا؟
نوٹ: اس سلسلہ میں جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ جیسے ظہور اسلام سے قبل شراب پینے کا رواج تھا، اسی طرح متعہ کا بھی رواج ظہور اسلام سے قبل ہی جاری تھا پھر جب حرمت شراب کے حکم آنے کے بعد شراب حرام ہو گئی اسی طرح حرمت متعہ کے آنے کے بعد متعہ حرام ہو گیا۔

اور بعض مفسرین لکھتے ہیں کہ:

”متعہ فتح مکہ کے موقع پر صرف تین دن کے لئے مباح قرار دیا گیا تھا، لیکن پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اس حکم کو منسوخ فرما دیا“
چنانچہ تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے:

وقیل نزلت الآية في المتعہ التي كانت ثلاثة ايام حين فتحت مكة

ثم نسخت لما روى انه عليه الصلاة والسلام ابا ثم اصبحت يقول يا ايها الناس اني كنت امرتكم بالاستمتاع من هذه النساء الا ان الله حرم ذلك الى يوم القيامة وجوزها ابن عباس ثم رجع عنه (بيضاوی شریف)

”بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت نکاح متعہ کے متعلق ہے جو فتح مکہ کے موقع پر

صرف تین دن کے لئے مباح قرار دیا گیا تھا لیکن بعد ازاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کے مباح ہونے کا حکم منسوخ کرتے ہوئے اعلان فرما دیا کہ:

لوگو! میں نے تمہیں ان عورتوں کے ساتھ متعہ کی اجازت دی تھی، خبردار سن لو! اب اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک آپ کو حرمت متعہ کی حدیث نہیں پہنچی تھی، اس وقت تک متعہ کو مباح قرار دیتے رہے مگر جب حرمت متعہ کا علم ہو گیا تو آپ نے حلت متعہ سے رجوع کر لیا۔

بیضاوی وغیرہ میں قیل کے لفظ کے ساتھ جو روایت آئی ہے اس کا مطلب بھی یہ ہی ہے کہ چونکہ اس وقت تک متعہ کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی حرمت کا حکم نہیں دیا، مگر جب حرمت کا حکم آ گیا تو آپ نے حرام کر دیا۔

ہمارا مقصد اس نوٹ سے یہ بتانا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے از خود متعہ کو حلال کیا ہی نہیں بلکہ صورت حال یہ تھی کہ شراب کی طرح متعہ کا بھی تھا اور یہ بات ظہور اسلام سے پہلی ہی جاری تھی پھر جب تک متعہ کے متعلق کوئی ہدایت نہ آئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حرمت کا اعلان نہیں فرمایا اور متعہ جاری رہا، مگر جب حرمت کا حکم آ گیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی حرمت کا اعلان فرما دیا جیسے شراب کی حرمت کا اعلان فرمایا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا دوسرے بعض صحابہ کرام اس وقت تک اضطراری حالت میں متعہ کو مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ مباح سمجھتے رہے، جب تک کہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا علم نہیں ہوا، مگر جب حرمت کا علم ہو گیا تو انہوں نے متعہ کے فتاویٰ سے رجوع کر لیا، اس کے متعلق روایت ہے: (تفسیر کشاف جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۶۲، نووی شرح مسلم جلد نمبر ۵۰ باب المتعہ، تفسیر غرائب القرآن پارہ پانچواں از علامہ نیشاپوری مصری) میں ہے:

(حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے) اباحت متعہ سے رجوع کرتے ہوئے کہا:

”اے اللہ! میں اپنے قول (جواز متعہ) سے توبہ کرتا ہوں۔“

ہم خوف طوالت کی وجہ سے فی الحال ان مختصر حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہوئے بعض دوسری ضروری باتوں سے متعلق معروضات پیش کر کے اس بحث کو ختم کئے دیتے ہیں۔

قانون میں لچک

مودودی صاحب کی طرح اگر ہم بھی ایک مفروضہ قائم کر کے ایک وقت یہ تسلیم کر لیں کہ اسلام نے عام زندگی کے لئے جن قوانین کے نفاذ کا حکم دیا ہے وہ کسی وقت ناقابل عمل بھی ہو سکتے ہیں اور کسی وقت احکام کے ظاہری مفہوم پر عمل کے بجائے ان کی روح کا تقاضا پورا کیا جاسکتا ہے تو پھر اسلام ایک قانون یا لاء (law) کی حیثیت کبھی اختیار نہیں کر سکتا، کیوں کہ اس صورت میں ہر برائی کے ارتکاب اور ہر قانون شکنی یا حکم عدولی کے بعد مجرم اپنی صفائی میں پوری بے باکی کے ساتھ اس بات کا اعلان کر سکتا ہے کہ مجھ سے یہ جرم صرف اضطراری حالت میں سرزد ہو گیا ہے مثلاً:

۱۔ موجودہ معاشی بد حالی اور اقتصادی ناہمواری کے وقت ایک چور یہ کہہ سکتا ہے کہ میں انتہائی تنگی اور فاقہ کشی کے ایام گزار رہا تھا اور بالآخر میرے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ چوری کر کے اپنی جان بچاؤں، اور دیکھئے، میں نے چوری کرتے وقت صرف اسی قدر مال و اسباب اٹھایا ہے جس قدر مجھے اس کی ضرورت لاحق تھی، جس جرم کا مجھ سے اضطراری حالت میں ارتکاب ہوا ہے اس کی پاداش میں مجھے سزا کیسے دی جاسکتی ہے؟

۲۔ ایک زانی مرد جب گرفتار ہو کہ عدالت کے روبرو پیش ہوگا تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں انتہائی مفلس اور قلاش جواں مرد ہوں، تنگ دستی کی وجہ سے میں کسی عورت کے ساتھ آج تک شادی نہیں کر سکا ہوں، میرا گھر دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے، اتفاقاً دریاؤں میں طغیانی آگئی اور ایسا قیامت خیز تباہ کن سیلاب آیا کہ ہمارے ارد گرد کا تمام علاقہ حتیٰ کہ ہمارا گاؤں بھی تباہ ہو کر نیست و نابود ہو گیا اور چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا تباہ شدہ گاؤں کے ملبہ پر میں اور ایک دوسری منکوحہ عورت زندہ بچ گئے، ہفتہ عشرہ تو میں نے اپنے نفس پر قابو پایا مگر جب اپنے نفس امارہ پر قابو پانا میرے بس کی بات نہ رہی تو میرے لئے سوائے اس کے چارہ کار نہ تھا کہ یازنا کروں یا متعہ! بالآخر ہم دونوں نے خود ہی ایجاب و قبول کر کے اس وقت تک کیلئے عارضی نکاح کر لیا جب تک کہ سیلاب کا پانی نہ اتر جائے اور ہم دوسری آبادی میں نہ پہنچ جائیں، لہذا ہم زنا کے قصور وار نہیں ہیں، ان کے علاوہ دوسری اضطراری مثالیں بھی ہو سکتی ہیں، فرار کا مفروضہ بنایا اور سزا سے نجات پالی، اگر قوانین میں ذرہ برابر بھی لچک رکھی جائے گی تو ان صورتوں میں کوئی جرم قابل گرفت نہیں رہ سکتا ہے اور اس طرح دنیا بھر کی حرام چیزیں حلال ہو سکتی ہیں۔

پس منظر

جواز متعہ کے فتویٰ سے قبل بھی مودودی صاحب نے تنقید و تبصرے میں کبھی تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مین میخ نکالتے ہوئے انہیں (خاکم بدہن) حکومت کے لئے نا اہل قرار دیا اور کہیں اپنا زور قلم دوسرے صحابہ کرام کی خامیاں اجاگر کرنے میں صرف کیا، اور اب جواز متعہ کا فتویٰ صادر کر کے انہوں نے جماعت اسلامی میں شریک یا مخالف شیعہ گروپ کو خوش کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مگر ہم بلا خوف و تردید یہ بات عرض کریں گے کہ جماعت اسلامی اور

مودودی صاحب ایسی قابل اعتراض تحریروں کی اشاعت اور مضحکہ خیز فتاویٰ کے بغیر بھی شیعہ گروپ کو اپنے ساتھ ملا سکتے ہیں۔

ایسی تحریروں سے اگر مودودی صاحب یا جماعت اسلامی احتراز کرے یا وقتی طور پر ایسی باتوں کو کسی دوسرے وقت کے لئے روک لیں تو آخر اس سے کون سی قیامت برپا ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔

مودودیوں سے

مودودیو! تم متعہ کو جائز سمجھتے ہو تو کھلم کھلا اعلان کرو تا کہ ہمیں شیعہ یہ طعن نہ کریں کہ مودودی سنی ہیں اور متعہ کے مسئلہ میں ہمارے ساتھ ہیں جب کہ ہم تمہیں خارجی مانتے ہیں، اگر تمہارے نزدیک متعہ حرام ہے تو مودودی اب زندہ ہے اس سے اس کی وضاحت کراؤ ورنہ اس سے توبہ کرا کے اخبارات میں اس کا اعلان کرو ورنہ ہم سمجھیں گے کہ

”رل بیٹھے ہیں دیوانے دو“

بلکہ کہوتین، یعنی غیر مقلدین بھی ساتھ۔

تمتہ الكتاب

فقیر نے اپنی وسعت کے مطابق چند سطور پیش کئے ہیں، شاید کسی مرد مومن کو حقیقت کا دامن نصیب ہو جائے اور بھٹکا ہوا مسافر صحیح راہ پالے تو فقیر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سرخروئی حاصل کرے کہ آپ کے امتی کو فقیر کے قلم کی خدمت سے آپ تک پہنچنے کا موقع ملا ہے، اس سے فقیر کا بھی بیڑا پار ہو۔ آمین!۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین

وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ○

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مذہب شیعہ کی حقیقت پر جامع کتاب

آئینہ نما

تالیف

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبہ اویسیہ رضویہ

(ملتان روڈ) بہاولپور

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي
يَا حَبِيبَ اللَّهِ

نُحَمِّدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ○

فی زمانہ سینکڑوں شیطان ہرکارے اپنے ہاتھوں میں عقائد باطلہ کے شرانگیز ہتھیار لئے راہ ایمان پر راہزنی کرتے ہیں، ان میں بعض فتنہ پرور ایسے ہیں جو سری طور پر مسلمانوں کی متاع عزیز یعنی ایمان کی لازوال دولت پر حملہ کر کے مار آستین ثابت ہوتے ہیں جیسے دیوبندی، اہل حدیث، غیر مقلدین وغیرہ اور بعض شرانگیز ایسے ہیں جو اپنے چہرے پر اسلام کا دلکش نقاب اوڑھے اعلانیہ طور پر ایمان کی راہ پر گھات لگائے بیٹھے ہیں جیسے شیعہ رافضی، قادیانی وغیرہ۔

گروہ شیعہ جب سے معرض وجود میں آیا ہے اس نے صحابہ کرام پر تبراء و افتراء بازی کو اپنا اولین فرض سمجھا ہوا ہے خصوصاً خلفائے راشدین کی ذوات مقدسہ میں تنقیص کا پہلو نکالنا گروہ شیعہ کا شیوہ ہے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کے باوجود ان کے تمام اقوال افعال نہ صرف یہ کہ روح اسلام کے منافی ہیں بلکہ حیاء سوز اور انتہائی حد تک شرمناک ہیں۔

فاضل مصنف نے پیش نظر کتاب میں اپنی فاضلانہ تحقیق کے ذریعے شیعہ

مذہب کے پر فریب چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو سر کا کر اس کے مکروہ اور گھناؤنے

چہرے سے عوام کو روشناس کرایا ہے جس کو جمعیت اشاعت اہلسنت اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نمبر ۲۳ کڑی کے طور پر شائع کرنے کا شرف حاصل کیا اور اب اشاعت ثانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔

عام الناس سے گزارش ہے کہ وہ دل کی آنکھوں سے اس کتاب کا مطالعہ کریں تاکہ نہ صرف یہ کہ ان پر شیعیت کے مکر و فریب کی قلعی کھل سکے بلکہ وہ ان کے غلیظ و حیا سوز عقائد و نظریات سے آگاہ ہو کر اپنے ایمانوں کی حفاظت کر سکیں۔

سگ وقار الدین علیہ الرحمۃ

محمد عرفان وقاری

کارکن جمعیت اشاعت اہلسنت

فہرست شیعہ عقائد

صفحہ	نام کتاب	حوالہ جات
۷۷	تذکرۃ الائمہ مطبوعہ ایران	اس فرقہ کے دو نام ہیں (۱) ابدیہ (۲) ابدیشہ شیعوں کا ایک فرقہ ایسا ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں، معاذ اللہ!
۷۸	= =	حضرت جبریل بھول گئے کہ وحی نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو پہنچا دی ورنہ حکم حضرت علی کا تھا، اس فرقہ کا نام ہے علویہ۔
۹۴	تذکرۃ الائمہ	حضرت امام اعظم کا علم حضرت امام جعفر صادق تک پہنچتا ہے۔
۱۲۹	= = =	عصمنی عن الخلق الخ: کذا قال علی رضی اللہ عنہ پھر تقلید کیوں؟
۱۲۹	= = =	حضرت امام جعفر صادق کا نانا جان حضرت صدیق، پھر ان کو گالیاں کیوں؟
۱۳۰	= = = =	مسئلہ لف حریر (ماں وغیرہ سے ریشم لپیٹ کر جماع کرنا)
۲۳	فروع کافی جلد ۲	باب التزویج بغیر بیہ (گواہوں کے بغیر نکاح)
۱۲	فروع کافی جلد ۱	ان العارفة لا توضع الا عند عارف
۴۹	فروع کافی جلد ۱	انسان بلا وضو نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔
۶۱	= = =	ممانعت جزع و فزع
= = = =	۲ = = =	تزوج ام کلثوم بہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲۰۵	۲ = = =	سیاہ لباس جہنمیوں کا پہرے ہے۔

۷	۱ = = =	تھوک سے ذکر دھونا۔
۱۱۶	= = = ۲ =	حضرت عمر کے وصال کے بعد حضرت علی اپنی بیٹی ام کلثوم کو اپنے گھر لے گئے۔
۳۱۶	۲ = = =	قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كُنَّ مِنْبَرِيَّ وَبَيْتِي رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ
۱۳	فروع کافی جلد ۱	رتح خفیف سے وضو نہیں جاتا بلکہ صوت عظیم چاہئے۔
۷	فروع کافی جلد ۱	حوا آدم سے پیدا ہوئی۔
۳	فروع کافی جلد ۱	خنزیر کے بالوں کی رسی ڈول میں ڈال کر کنویں سے پانی اٹخ
۵۵	= = = = =	غلام اور مشرک اور آزاد ایک عورت سے جماع کریں تو قرعہ اندازی کرو جب بچہ پیدا ہو۔
۵۸	= = = = =	حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے حضرت علی کو روکا کہ فلاں وقت جماع نہ کرنا۔
۴	۱ ج = = =	سنی کا پس خوردہ پانی ولد الزنا اور یہودی و نصرانی سے بدتر۔
۵۲	۲ ج = = =	کتاب العقیقہ میں چار ابیات کا ثبوت
۲۰	= = =	کتاب النکاح سے
۸۰	= = = =	تمام محرمات حلال
۳۷۱	= = = =	حلف بغیر اسم اللہ ناجائز
۲۱۵	= = = = =	داڑھی بقدر قبضہ لازم اور مونچھیں کٹوانا لازم
۶۹۹	ترجمہ مقبول لاہور	حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔
۱۰۴	ترجمہ مقبول لاہور	امام حسین نے نہ اپنی ماں کا نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا بلکہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی انگلی مبارک چوستے تھے اٹخ۔

		بہتر اصحاب خصوصاً اصحاب ثلاثہ
۳۳/۱۱۹	ترجمہ مقبول لاہور	دیگر صفحات ۵۷۶/۲۷۲ ۱۹۸/۱۹۰/۱۰۲۱۸۳۳/۶۷۶
۴۰۴	ترجمہ مقبول لاہور	تحریف قرآن اور اس کے چند نمونے (لا تعداد میں صرف چند حوالہ جات دیئے جاتے ہیں)
۶۲۷	=====	جہاں کا خمیر وہاں دفن (اس سے سیدنا صدیق و سیدنا عمر کے فضائل کا اندازہ)
۱۱۹	=====	امام مہدی کے ظہور پر صرف لا الہ الا اللہ کا چرچا
۱۱۸	=====	تمام انبیاء (رجعت کر کے امام مہدی کی مدد کریں گے۔
۱۲۸	=====	بدر والے ملائکہ تاحال موجود ہیں (زمین پر صاحب الامر کی امداد کریں گے۔
۱۳۳	=====	اللہ سب کو ازل سے جانتا ہے
۱۴۲	=====	یستبشروا بنعمة الله الخ سے شیعہ مراد ہے
۱۵۹	=====	لفظ بنات عام ہے، بیٹیاں ہو یا کوئی اور
۵۵	۱۷۱ =	انسان صرف شیعہ ہیں، باقی نسناس ہیں (شیطان بندر یا انگور۔
۲۳۲	=====	حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی بددعا سے ایک جھوٹا آدمی معہ کنبہ جل گیا۔
۲۱۳	=====	یہودی نصرانی عورت سے متعہ کا جواز
۳۲۰	=====	حضرت مدین بن ابراہیم (غیر معروف ہونا اولاد ہونے کے منافی ہے)

۳۳۴	=====	ہارون علیہ الصلاۃ والسلام موسیٰ علیہ السلام سے تین برس بڑے تھے، انت منی بمنزلہ ہارون الخ جواب۔
۴۳۴	=====	حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ”میرے اور سوائے اولاد علی کے کسی کے لئے جائز نہیں کہ میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے یا جب حالت میں شب باش ہو۔
۲۲۹	ترجمہ مقبول لاہور	مسئلہ تولد
۲۵۳	=====	مسئلہ بدا
۸۸	مجالس المؤمنین	صدیق اکبر کی افضلیت اعمال سے بلکہ اخلاص و عقیدت سے ہے
۲۱۳	=====	صدیق اکبر کا ہجرت میں ساتھ جانا بفرمان خداوندی تھا۔
۸۷	=====	نبی کی دختر (بیٹی، ام کلثوم) عثمان کو، علی کی دختر عمر کو نکاح میں دی گئی
۱۱۵	=====	محمد بن حنفیہ پر علی ۲۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے، لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کوہ رضوی میں زندہ ہیں۔
۵۷	=====	حضرت حسن کثیر الطلاق واقع ہوئے
۱۸۰	المدارک	لا یجوز آمین فی آخر الحمد وقیل ہو مکروہ الخ
۱۶۳ ۱۶۶	=====	شیعوں کی موجودہ اذان کی تردید
۲۷۵	الاستبصار	بی بی فاطمہ نے اپنی بہن کا جنازہ پڑھا دختران نبی
۵۳۵	الاستبصار	عاریۃ الفرج لا باس بہ
۵۳۸	الاستبصار	حرمت متعہ کی احادیث عقلیہ پر محمول نہیں

۱۴۱	ترجمہ مقبلہ	متعہ کی اجازت قرآن مجید میں نازل ہوئی اور سنت رسول خدا کے ذریعہ سے اس کا اجراء ہوا۔
		پیشاب کر کے تین دفعہ ذکر کو نچوڑے پھر اگر ساق تک پانی بہتا
۲۰	===	چلا جاوے تو کوئی پرواہ نہیں۔
۲۰	===	امام جعفر سے پوچھا گیا کہ استنجاء کے لئے کتنا پانی چاہئے؟ آپ نے فرمایا کہ ذکر کے سوراخ کی تری سے دو گنا۔
۷۶۹	=====	عورت وراثت کی حق دار نہیں پھر فدک کی لڑائی کیوں؟
۵۳۷	=====	ابواب المتعہ
۵۳۸	=====	تنسخ المتعہ
۵۴۳	=====	متعہ صرف شہوت رانی ہے
۶۰۶	=====	لواطت کے مسائل
۱۳، ۱۲	صافی	موجودہ قرآن شیعہ کے قرآن کے مطابق نہیں۔
۴۰۲	===	حضور علیہ السلام کے وصال پر ملائکہ اور مہاجرین و انصار نے جنازہ پڑھا۔
۴۰۳	== ۳۱۸	وَلَقَدْ عَهِدْنَا لَکَ تَحْرِیْفِ قُرْآنَ
۱۰۳	==	بی بی حوایا میں پسلی سے پیدا۔
۵۰۳	==	خلافت صدیق کے بعد خلافت عمر کا اعتراف
۴۱	حلیۃ المؤمنین تہرن	شرم گاہ زن سے کھیلنا اور بوسہ دینا
۱۷۸	==	جو تنہا سفر کرے وہ لعنتی ہے

۷	==	نیا کپڑا پہنے تو، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ،..... یہ کلمہ شیعہ عقیقہ کا گوشت لڑکے کے ماں باپ کو نہ کھانا چاہئے بلکہ اس.....
۵۱	==	کفر میں جو بھی ماں باپ رشتہ دار ہوں سب کا برابر حصہ ہے
۱۳	فروع کافی جلد	مذی وودی سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ بہہ کر پاؤں تک پہنچ جائے
۹/۱۵	=====	وطی فی الدبر اور مشیت زنی جائز
۱۶	من لا یحضرہ الفقہ	پاخانہ کی روٹی کا واقعہ
۶۷	من لا یحضرہ الفقہ	اذان کی صورت اہلسنت کے مطابق
۷	=====	خنزیر کے چمڑے سے ڈول بنا کر پانی کھینچنا جائز ہے۔
۸۸	=====	جزع و فزع سے ممانعت
۱۰۱	=====	بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔
۱۰۲	=====	حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔
۳۹	=====	تھوک سے استنجاء جائز ہے۔
۸۱	=====	مرتے وقت منہ سے یا آنکھ سے منی نکلتی ہے۔
۴۱	=====	جس کپڑے کو شراب اور خنزیری چربی لگ جائے اس کپڑے پر نماز جائز ہے۔
۴۱	=====	جس کپڑے عمامہ ٹوپی یا جراب کو منی یا پیشاب لگ جائے جائز ہے
۳۵	=====	پیشاب خانہ میں جو کپڑا گرے وہ پاک ہے۔
۵	=====	نجس پر نالہ کا پانی پاک ہے۔
۲۱۲	من لا یحضرہ الفقہ	جو شخص سنی کے پیچھے نماز پڑھے گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

۵۰۳	=====	زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث۔
۵۰۴	=====	مَا بَيْنَ قَبْرِیْ وَمَنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رَّیَاضِ الْجَنَّةِ (اس سے صدیق و عمر کی شان معلوم ہوئی)
		قبر حسین علیہ الصلاۃ والسلام کے متعلق مذکور حدیث اور اس حرام
۵۰۹	=====	کا احاطہ ۱۵ میل بھی بہشت۔
۵		ابو بکر جلدی و ولد نبی الصلیق مرتین کذا الامام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
	شوشتری	اجتقاق حق نور اللہ
۲۰۰	=====	امام اعظم امام جعفر صادق کے شاگرد ہیں۔
۲۲۵	=====	سیدنا عمر بن عبدالعزیز نے فدک بنو ہاشم یا اولاد فاطمہ کو واپس دیا۔
۲۶۵	=====	حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا، میری خلافت تیس سال ہوگی۔
۴۴	ضمیمہ مقبل ۱۱۱	حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی دختران کا انکار اور خلفاء پر الزامات۔
۴۱۵	=====	حضرت علی نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔
نحف	احتجاج	عمر سراج اهل الجنة ولو نزل العذاب مانجی الامر
۲۴۷	طبری مطبع	السکينة تنطق علی لسان عمر لو لم ابعث لبعث عمر۔
۲۵۷	احتجاج	فلصدیق هو فرق الصحابة بسبب سبق اسلام الاتعلمون ان
	طبری مطبع	رسول الله صلى الله عليه وسلم انما ذهب به ليلة الغر ولما
	نحف	علم انه يكون الخليفة۔
۲۶۰	=====	انه (ای الصدیق) الخليفة من بعده صلى الله عليه وسلم
		علی امتہ..... ان الخلافة من بعدی ثلاثون سنة موقوفة
		(الاربعة ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۵۲	=====	حتی لم یبق من المهاجرین والانصار الا صلی علیہ۔ اس سے حضور علیہ السلام پر صحابہ کرام کا نماز جنازہ ادا کرنے کا ثبوت ملا۔
۹۰	=====	واما اهل السنة فالتمسکون بما سنه الله ورسوله۔ اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت۔
۱۹۲	=====	اختلاف اصحابی لکم رحمة (صحابہ کرام کی جنگوں کا جواب)
۵۳	=====	بیعت کے لئے حضرت علی کے گھر گھس جانا دوران کے گلے میں کالی رسی ڈالنا، اور بی بی فاطمہ کی توہین: معاذ اللہ۔
۱۳/۱۲	صافی	ان القرآن الذی بین اظهر نالیس بتمامہ کما انزل علی محمد بل هو خلاف ما انزل واما اعتقاد مشائخنا کان یعتقدون التحریف والنقصان فی القرآن۔ الخ۔
۷۹	ذخیرۃ المعاد	جماع در فرج محارم بالف حریر جائز است
۴۳۵	طبع تہران	جماع در رمضان شریف برائے مسافر مکروہ است۔
۱۴۱	احتجاج طبری نجف	اثنا عشرۃ فی النار (گویا اشارہ ہو گیا شیعوں کے جہنمی ہونے کا کیوں کہ یہ اپنے آپ کو اثنا عشری کہتے ہیں۔
==	=====	ان ابا بکر افضل من علی ومن جمیع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو ثانی
۲۰۵	احتجاج	مع رسول اللہ ای ثانی اثنین الخ آخر صلوۃ قبل وصال نبوی وهو صدیق هذه الامة الخ۔
۲۰۶	طبری	ثم قام الصلوۃ وحضر المسجد وصلی (ای علی) خلف ابی بکر
۶۰	=====	مطبع مرتضویہ

۲۴۷	=====	اللہ تعالیٰ نے جبریل کو بھیج کر فرمایا کہ ابو بکر سے راضی ہوں، ابو جعفر نے فرمایا اناست بمنکر فضل ابی بکر الخ۔
۵۴	=====	حضرت علی نے حضرت صدیق کی بیعت کی۔
		حضور علیہ السلام نے عرش پر لکھا دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول
۸۳	=====	اللہ ابو بکر صدیق۔
۲۰۳	=====	مصحف فاطمہ ستر گز لمبا تھا۔
۲۴۷	=====	ان مثل ابی بکر وعمرنی الارض کمثل جبریل و میکائیل فی السماء
۱۷۱	اصول کافی	شیعوں نے حضرت زبیر پر لعنت کی۔
۱۱۳	لکھنوی	حضرت علی کے سوا قرآن کریم کسی نے جمع نہیں کیا اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے: الخ۔ اصول کافی مطبع
۱۱۸	=====	قرآن ستر گز تھا، جواب موجود نہیں اور مصحف فاطمہ بھی موجودہ قرآن سے تین حصہ زائد ہے۔
۱۲۹	=====	شیعوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے۔
۴۱۷	=====	لا دین لمن لا تقیة له الخ التقیة من دین اللہ باب التقیة
۴۱۹	=====	التقیة من دینی ومن دین آبائی الخ قال جعفر الصادق
۲۳۸	=====	چہار بنات کا ثبوت۔
۲۴۵	=====	امام جعفر نے فرمایا: اگر مجھے صرف تین خالص شیعہ مل جاتے تو میں اپنی حدیث نہ چھپاتا (اس سے معلوم ہوا کہ شیعہ حقیقی منافق اور اہل بیت کے دشمن ہیں۔

۲۲۵	لکھنوی	حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی نماز جنازہ ادا کرنا (صحابہ کرام کا بہترین اصول کافی مطبع)
۲۲۵	=====	تحریف قرآن کے نمونے۔ ۲۲۳/۲۲۲/۲۲۵
۳۳	اصول کافی	امام جعفر سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو کسی کو کچھ جواب دیتے اور کسی کو کچھ
۷۳	=====	باب الابداء (ہر نبی علیہ السلام اس بدا کا مکلف رہا)
۵۹۱	=====	امام جعفر صادق پر چھوٹی پیشین گوئی کا الزام
۴۲۰	=====	شیعہ کو مذہب کا چھپانا عزت اور ظاہر کرنا ذلت۔
۱۷/۱۶	=====	انبیاء علیہم السلام کی وراثت علمی ہوتی ہے نہ کہ دراہم و دنانیر۔
۴۹	=====	شیعوں کا خدا پولا اور صرف تیس سالہ ہے (معاذ اللہ)
۲۷	=====	حضور علیہ السلام کا ارشاد کہ بدعات کے ظہور کے وقت عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا واجب ورنہ لعنتی (اس حکم کے بعد خلفاء ثلاثہ کی خلافت حق ورنہ حضرت علی اور دوسرے حضرات اہلبیت پر اور حضرت مہدی پر یہ فتویٰ لاگو ہوگا۔
۲۳۷	=====	آئمہ کو ہر ایک کے ایمان کی حقیقت اور نفاق معلوم ہوتا ہے، (جب یقیناً مومن تھے۔
۱۱۰	اصول کافی	
۱۴۰	=====	ان الائمة لم يفعلوا شيئا الا بعهد من الله و امر منه لا يتجاوزونه..... الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔
۳۳	=====	امام جعفر کی تصدیق کہ صحابہ کرام کی تمام روایات صحیح ہیں۔
۴۴۷	=====	حضرت آدم علیہ السلام میں کفر کے اصول پائے گئے (معاذ اللہ)۔

۱۳۵	جلاء العیون تہران	واقعہ خلافت سیدنا صدیق اور مولیٰ علی کی کمزوری کا بیان۔
۳۵۶	=====	امام حسین کو مکہ سے کوفہ میں شیعوں نے دعوت دی۔
۳۵۷	=====	امام حسین کو شہید کرنے والے شیعہ تھے۔
۱۳۳	=====	شیعوں کا قرآن امام مہدی کے پاس ہے، وہ خود ساتھ لائیں گے۔
۵۰۰	=====	امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی۔
۵۷۶	=====	امام جعفر برادر امام عسکری کو شیعوں نے کذاب اور شرابی لکھا ہے۔
۴۴۱	جلاء العیون	پہلا ماتمی یزید ہے۔
۱۵۰	=====	حضرت علی نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی۔
۲۴۲	=====	کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے، شیعہ کا کلمہ غلط۔
۴۴۵	جلاء العیون	یزید کے گھر تین دن ماتم رہا۔
۲۶۱	=====	امام حسن نے فرمایا: امیر معاویہ شیعوں سے بہتر ہیں اس لئے کہ شیعہ امام کو لوٹنے اور قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔
۲۸۰	=====	امام حسین کی ولادت مکروہ طریقہ سے۔
۴۰۲	=====	حضرت علی کے صاحب زادوں کا نام ابوبکر و عثمان تھا۔
۴۱۸	=====	حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمان سے کیا۔
۴۲۶	=====	اہل کوفہ نے ماتم کیا اور منہ پر ٹمپے مارے اور کپڑے سیاہ پہنے اور مرثیہ جات پڑھے، بی بی ام کلثوم بنت فاطمہ نے انہیں لعن طعن کیا۔
۷۵	=====	حضور علیہ السلام کی وصیت کہ مجھ پر گریہ نہ کرو اور شوق الجوب نہ کرنا۔
۶۵	=====	حضور علیہ السلام نے ایسے ہی بی بی فاطمہ کو فرمایا:

۱۵۵	=====	بی بی فاطمہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں
۱۵۱	=====	بی بی فاطمہ ام کلثوم کو لے کر علی سے ناراض ہو کر چلی گئیں
۱۵۷	=====	بی بی فاطمہ کے وصال کے بعد ام کلثوم حضور علیہ السلام کے دروضہ پر
۱۵۸	جلاء العیون	حضور علیہ السلام نے فرمایا عَمَّا بَيْنَ مَسْجِدِي وَقَبْرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ○
۱۵۸	=====	صحیح قول یہ ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں مدفون ہوئیں۔
۱۸۶	بہرِ نخل و گلاب	اذان میں علی ولی اللہ الخ کہنا بدعت اور حرام ہے، (ذخیرۃ المعاد
۳۷۷	=====	محبان علی کو ترپی کر اور جنت کے میوے کھا کر مرتے ہیں اور بہشت میں صدیقوں کے ساتھ ہونگے (واہ، واہ)
۲۸۸	اثار حیدری	تقیہ تمام عبادات یہاں تک کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ و جہاد سے افضل ہے (یہ کتاب ترجمہ ہے تفسیر امام عسکری امیہ کتب خانہ لاہور)
۳۱۳	=====	حضرت عباس نے ابو بکر کی بیعت کی۔
۱۹۳	=====	حضرت آدم سے خطا ہوئی اور پنج تن کے وسیلہ سے معاف ہوئی۔
۱۹۴/۱۹۵	آثار حیدری	ہذہ الشجرۃ سے علم محمد و آل محمد مراد ہے۔
۱۹۷	=====	آدم علیہ الصلاۃ والسلام دھوکہ کھا گئے۔
		تقیہ کر کے منافق کے پیچھے نماز پڑھنے سے سات سو نمازوں کا ثواب
۵۱۶	=====	اور ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمین کے فرشتے رحمت بھیجتے رہے۔
۱۲۴	=====	حضرت علی ہر خطا سے معصوم۔
۵۴۷	=====	حضرت بلال کو حضرت ابو بکر نے آزا دکرایا۔

۳۲۱	آثار حیدری	تقیہ کے عوض اعلیٰ علیین میں جگہ ملی۔
۳۱۹	=====	خیر الناس بعد رسول اللہ ابو بکر۔
۲۹۳	=====	یا ساریۃ الجبل (قول حضرت عمر)
۴۰۱	=====	شب ہجرت کا واقعہ اور حضرت ابو بکر کی رفاقت۔
۴۰۱	=====	محبان علی ملائکہ سے بہتر (افضل)
۴۰۳	=====	حضرت ابو بکر جانشین رسولؐ بہترین واقعہ
۶۱۲	عین الحیۃ تہران	ہر نماز کے بعد صحابہ کرام پر تبرا (گالی دینا)
۱۵۱	=====	امام جعفر کا فرمان کہ شیعہ وہ ہے، کہ اطاعت الہی وائمہ کا پابند ہو۔
۱۵۸	=====	کوفہ دار السلام ہے۔
۱۷۵	خلاصۃ المنہج مطبوعہ تہران جلد ۲	مال غنیمت بعد حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان کا خلیفہ مصالح پر خرچ کر سکتا ہے، اس کے سوا کسی اور کو جائز نہیں (مسئلہ فذک کا حل)
۲۵۷	=====	اثنائے خطبہ تمام منافقوں کو نکالنا۔ (معاذ اللہ اگر اصحاب وغیرہ منافق ہوتے تو وہ بھی نکالے جاتے)
۲۴۶	=====	قصبہ تعلبہ مکمل طور =====
۱۴۲	=====	موسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں نے جزع سے منع کیا اور صبر کی تلقین کی۔
۱	مدینۃ المتقین	امام مہدی بدعات کو مٹا کر قرآن و سنت قائم کریں گے۔ مجمع المعارف
۷۱	=====	داتۃ الارض سے مراد حضرت علی ہیں۔
۷۲	=====	فرمان نبی فرمان حق ہے۔
۲۱۵		سب الشیخین یعنی ابو بکر و عمر (معاذ اللہ)

۷۶	الکلینی قلمی	موجود قرآن شیعہ کے قرآن کے مخالف ہے۔ کتاب الروضۃ
۳۲	=====	خطبہ امیر المؤمنین: قل قد عملت الولاۃ قبلی اعمالا: الخ خلافت کا ثبوت
۱۳۸	=====	الا ان عثمان و شیعہم الفانزون
۱۱۸	=====	ارتداد صحابہء کا بیان سوائے تین صحابہ کرام کے (اس سے حضرت علی بھی نہیں بچ سکتے)
۱۱۱	=====	منافقین شیعہ ہیں، اسی طرح ائمہ معصومین نے فرمایا
۱۱۴	=====	امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کا اقرار کیا۔
۱۲۶	=====	حضور علیہ السلام کے ساتھ غار میں صدیق اکبر تھے۔
۱۹	=====	امام جعفر فرماتے ہیں، کہ شیعوں کا رافضی اللہ نے نام رکھا ہے۔
۱۷۲	=====	خود کہتے ہیں، کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر تھے۔
۲۲۲/۲۰۵/۱۱۰۵	کشف الغمہ	ابوبکر صدیق ہے (امام جعفر کا نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)
۱۰۷	=====	حضرت علی کا عقد نکاح اور تشخیص کے تعلقات۔
۲۲۰/۲۱۱	=====	امام جعفر اور صدیق کا رشتہ۔
۱۲۳	=====	حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔
۲۲۰	=====	نعم الصلیق نعم الصلیق نعم الصلیق جس نے ان کی صداقت نہ مانی اس کا کوئی عمل قبول نہیں، نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔
۱۲۷	=====	عمر بن عبدالعزیز نے فدک امام باقر کو واپس کر دیا۔
		احسب ان پیغمبری است و فرعش امامت است، امام پیغمبری
	مطبع تہران	پس از محمد است و امامت علی است۔ حیات المقلوب

۵	ج ۲	اس سے معلوم ہوا کہ امامت کا مسئلہ فرعی ہے نہ اصلی۔
۹	===	آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
۶۱۱	===	جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر سے نکال کر سزا دیں گے (معاذ اللہ)
۳۲۱	=====	غار میں صدیق اکبر کو ساتھ لے جانے کا حکم ربانی تھا۔
۶۵۷	= =	حضور علیہ السلام کی بی بی فاطمہ کو جزع فزع سے ممانعت کی وصیت
۱۲۶	صدق جلد ۲	ثلاثة یکنبون علی رسول اللہ ابو ہریرۃ انس الخ خصائص شیخ
۱۷	خصائص شیخ	المؤمن اعظم حرمة من کعبة اللہ: الخ
۳۲	حیات القلوب	شیعوں کا حشر مرسلین و صدیقین وغیرہ کے ساتھ (سبحان اللہ و اہ و اہ)
۱۲۷	=====	حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد خلفاء ثلاثہ ہونگے۔
۱۲۸	=====	شیعہ کے جماع کرتے وقت اس کی عورت کے رحم میں فرشتہ نطفہ ڈالتا ہے۔
۱۲۸	=====	شیعوں کے گناہ فرشتے مٹاتے رہتے ہیں۔
		حضور علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ تمام امت اتباع علی کہے، لیکن قبول نہ ہوئی۔
۴	=====	ہر زمانہ میں امام کا ہونا ضروری اور شیعہ کے نزدیک کون ہے؟
۳	=====	مرتبہ امامت نبوت سے بالاتر ہے، اور امام کا حقیقی تصور
۴	=====	فرق نبی و امام میں کوئی نہیں صرف لفظی فرق (مرزا قادیانی بھی یوں ہی کہتا ہے)

۷	مجمع المعارف	امام علی رضائے فرمایا، شیعہ اکثر مرتد اور بدین ہیں سوائے چند ایک کے (مجمع المعارف مرجعہ المتقین تہران)
۱۲۰	خلاصۃ النج	حضرت لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔
۱۲۱	=====	لواطت کے فاعل و مفعول کو قتل کیا جائے۔
۸۸	==جلد ۳==	زنا لواطت قبیح ترین افعال است۔
۳۱۸	(جلد ۴)	دختران خود را تحت ایت (خلاصۃ رنج)
		حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی خاتم پر تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
۳۱	تہران جلد ۱	(کلمہ شیعہ کارد) حیات القلوب
۱۸۵	=====	سبب نبوت یوسف علیہ السلام (معاذ اللہ)
۳۰۰	=====	ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے فوت ہوئے۔ (بمزلہ ہارون والی حدیث کا جواب)
۵۰	=====	حضرت آدم علیہ السلام وسیدہ حوا، بی بی فاطمہ و حضرت علی پر حسد کرنے کی وجہ سے بہشت سے نکالے گئے۔
۳۳۱	=====	آدم نافرمانی کردہ گمراہ شد۔
۲۴	=====	ہوا آدم سے پیدا ہوئی۔
۶۷۶	=====	بعد از رسول اصحاب مرتد شدند مگر سہ نفر..... الخ
۷۰۳	==جلد ۲==	از حضرت صادق حدیث کردہ اند چوں گریبان علی را گرفتند برائے بیعت ابو بکر..... الخ۔
۶۹۷	=====	پہلے حضرت علی نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھی، پھر باقی صحابہ کرام نے دس دس آدمی مل کر نماز پڑھی۔

۲۳/۵۸۸	=====	حضرت خدیجہ کے کطن سے بنات.....
		حضرت علی و سائر ائمہ حضرات انبیاء سے افضل ہیں۔
۳۱۶/۳	حیات القلوب	لا الہ الا محمد رسول اللہ (کلمہ شیعہ کارڈ)
۴۹۳	لمنہج	هل اركم على اهل بيت كفتد برود و اورا يارد و كلثوم مادر را يارد
۲۵۴	اصول کافی	سلمان اہل سے ہیں۔
۳	بصائر	ان العلماء ہم آل محمد
۸	قرب الاسناد	ولد لرسول الله من خا يجه القاسم والطاهر وام كلثوم ورقية وفاطمة وزينب فزوج على من فاطمة وتزوج ابو العاص بن ربيعة زينب الخ
۳۸	(جلد ۲)	یہی حدیث مذکورہ۔ (کتاب فضائل لابن بابویہ)
۲۴۵	جلد ۱	حضرت فاطمہ نے اپنی ہمشیرہ زینب پر نماز جنازہ پڑھی۔ الاستبصار
۲۸۴	تہذیب الاحکام	اللهم صلی علی رقیة بنت نبيك والعن من ازی نبيك فيها الخ
صفحہ ۷۱۸	حیات القلوب جلد ۲	حضور کی چار لڑکیوں کا ثبوت۔ (ابن شہر آشوب جلد ۱ ص ۱۱۰ ج ۱) ☆ اخبار ماتم صفحہ ۸۵ ☆ حیات القلوب جلد ۱ صفحہ ۳۳۰ جلد ۲
۱۶۳	رب الاسناد	ماتم و نو حے کی ممانعت، تفسیر شیعہ و احادیث شیعہ سے (فروع کافی جلد ۲۲۸ ☆ تفسیر قتی ۳۳۵ ☆ جلاء العیون فارسی ۵۸
۱۷۲	جزء سوئم جلد ۲	امام باقر علیہ السلام نے فرمایا سب مہاجر و انصار و فرشتے وغیرہ نے حضور کی نماز جنازہ پڑھی۔ (الصاتی شرح اصول کافی)

۷۲	جلاء المعیون	ملاں باقر مجلسی نے اسی طرح کہا۔
۲۶۱	تفسیر صافی	قال باقر علیہ السلام من اطعنا فهو منا اهل البيت قال: نبيكم قال منا۔
۲۰۲	من لا تکفرہ الفقیہ	عن ابی جعفر علیہ السلام انی قول اللہ تعالیٰ ثم لیقضوا انفسهم تقسهم قال قص الشوارب والاظفار۔
۵۳	فروع کافی جلد ۲	قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذہ مخبا یستر بہ۔
۲۲	من لا تکفرہ الفقیہ	قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حفوا الشوارب واعفوا اللحی۔
۲۳	==	قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يطولن احدکم شاربہ کان الشیطان یتخذہ مخبا یستر بہ۔
		حضرت امام جعفر صادق کے نزدیک مونچھیں کٹانے کا فائدہ
۱۸۳	کتاب الامالی المصدق	عن ابی عبد اللہ الصادق قال تقليم الاظفیر واخذ الشارب من الجمعة الی الجمعة امان من الجذام۔
۳۰	خصائل لابن بابویہ جلد ۲ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام علمنی دعاء استنزل به الرزق قال لی خذ من شاربک و اظفارك و لکن ذالك فی يوم الجمعة۔
		وامیر المومنین فرمود کہ در ہر جمعہ شارب گرفتہ
۱۰۲	حلیۃ المتقین	امان میدہد از خورہ۔
۶۰	=====	حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مونچھیں لمبی رکھنے والا است مصطفیٰ

(درجہ صفحہ ۱۵، (اصول کافی ۲۵۷، کشف المغرہ بصار الدرجات	سے نہیں ہے۔ و در حدیث دیگر فرمود کہ شارب رازتہ نگیرید و ریش را بلند بگزارید و بہ یہود و اہل و گہراں خود را شبیہ مگردانید و فرمود کہ از ما نیست ہر کہ شارب خود انگیرد۔
۲۴	سنت سمجھ کر داڑھی رکھنے والے کے قریب شیطان بھٹک نہیں سکتا۔ من لا یحضرہ الفقہ
۹۸	مرد عورت کے درمیان امتیاز داڑھی ہے۔ ج ۲ خصال لابن بابویہ
۲۱۷	داڑھی منڈوانے والے اور مونچھیں بڑھانے والے مسخ کئے گئے۔ اصول کافی
۵۱	امام جعفر صادق نے فرمایا: عقل مند اور بے عقل کی پہچان داڑھی ہے خصائل لابن بابویہ
۱۴۳	مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈانے والے پر حضرت علی نے لعنت کی خصائل لابن بابویہ
۳۹	عملہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شیعہ احادیث سے فروع کافی جلد ۲
۳۹	حضرت باقر علیہ السلام کا فیصلہ جبریل علیہ السلام کا سفید نوری عمامہ فروع کافی جلد ۲
۳۹	عمامہ کے متعلق حضرت امام صادق علیہ السلام کا فیصلہ۔ =====
۹۹	شیعہ کتب سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتلین کفار مکہ کے ابن شہر آشوب جلداول
۵	ننگے سروں پر مٹی ڈالی۔ حلیۃ المتقین
۳۲	شیعہ احادیث سے لباس نبوت و امامت۔ فروع کافی جلد ۲
۵۱	سفید لباس مصطفیٰ علیہ السلام کے نزدیک اچھا ہے۔ من لا یحضرہ الفقہ
۱۹۱	حضرت علی المرتضیٰ کی زبانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ لباس کی مذمت کی۔ عیون الاخبار صفحہ ۱۳۷ ☆ حلیۃ المتقین صفحہ ۶ تحفۃ العوام جلد دوم
۱۸۱	احرام اور کفن سیاہ کپڑے میں جائز نہیں۔ من لا یحضرہ الفقہ

جلد ۴۲	من لا یحضرہ الفقیہ مطبعة	سیاہ لباس کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذہب حلیۃ المتقین، صفحہ ۶، ۵، ۹، تحفۃ العوام جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، کتاب العلل
۳۵	حیات القلوب	شیعہ کتب سے قیامت کے سیاہ جھنڈے والوں کا حال
۱۲۳	کتاب العلل	سیاہ لباس پہننے سے حضرت عباس کی اولاد سے امامت جاتی رہی۔
۱۱۲۰ / ۱۱۲۸	قرآن ترجمہ مقبول الجامع ۳۹۵	علی کے معنی کی تحقیق شیعہ تفسیر سے۔ تفسیر صافی صفحہ ۵۰۹، تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ / صفحہ ۳۷۷ و ۳۸۲ / تفسیر المنہج صفحہ ۸۲ و تفسیر جوامع
۳۴	فروع کافی جلد ۲	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فیصلہ کبیل کے متعلق شیعہ از حدیث
	حیات القلوب	شیعہ کتب سے آپ کے بستر کی چادر حضری تھی، ابن شہر آشوب
۳۷۸	جلد ۲	جلد۔ صفحہ ۹۹۱
۱۴	ابن شہر اشوب جلد ۲	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہما کے متعلق۔
جلد ۱ ۵۰	من لا یحضرہ الفقیہ	شیعہ حدیث سے مقام حضرت عائشہ صدیقہ، طاہرہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
۱۳۱	مجمع البیان	آیت کے معنی شیعہ تفاسیر سے۔ جلد ۷
۱۳	== جلد ۳	دخول جنت کے وقت بھی بیویاں اولاد سے پہلے داخل ہوں گی۔
۱۹	الفرقان جلد ۸	رب کریم نے دعائیں بھی بیوی کو اولاد پر مقدم رکھا۔
۱۸۵	قرب الاسناد	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقدم ہونا شیعہ کتب و حدیث سے۔
۲۲	الاحزاب جلد ۵	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دنیا کے مومنین سے بہتر ہیں۔
	الاحزاب	حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کہنے والا گناہ

۲۲	جلد ۷	کبیرہ کا مجرم ہے۔
۱۳۵	مجمع البیان جلد ۷	اس آیت کریمہ کی مصداق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شیعہ تفسیر سے۔
۳۵	القصص جلد ۱	اہل بیت کی تحقیق شیعہ تفاسیر سے
۴۹۳	۲۷۶	ہل اراکم علی اہل بیت (تفسیر المنہج)
جلد ۲		شیعہ تاریخ سے اہل اور آل کی تحقیق۔
۵۰۱		اہل بیت شیعہ احادیث سے۔
۱۶۱	من لائحہ المنہج	اہل کا اطلاق بیوی پر۔ کتاب العلل والشرائع جلد ۱ صفحہ ۴۳
۲۹۸	حاشیہ ترجمہ مقبولی	تحقیق اہل بیت ترجمہ القرآن محشی شیعہ سے ماریہ قبطیہ کو مصطفیٰ علیہ السلام نے اہل بیت فرمایا۔
۳۲	اصول جلد ۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ
۲۸	تفسیر مجمع البیان مولفہ طبری	تحقیق آں شیعہ احادیث سے (بنات کی تحقیق) اثبت کی تشریح شیعہ کتب سے۔ کتاب الامالی، بصائر الدرجات ۳/۲۹۱،
۲۷۷ ۲۷۵	تفسیر عمدۃ البیان	سوتیلی لڑکیوں کی اصلاح شیعہ تفسیروں سے۔ تفسیر مجمع البیان جلد ۳،
۳۷	خصائل الابدن بابونہ جلد ۲	شیعہ احادیث سے حقیقی اربعہ بنات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آپ کی حقیقی بنات اربعہ کے متعلق
۱۱۷، ۲۹	الصافی شرع	حدیث امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کا فرمان ہے۔ اصول کافی جلد ۱
	بن جعفر الحمدی	حضرت امام جعفر صادق و امام محمد باقر علیہ السلام کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے متعلق۔ (قرب الاسناد لابن العباس،
۸		

۳۷	خصائل لابن بابویہ جلد ۲	حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ بنات حقیقی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق۔
۲۷۴، ۹	تفسیر مجمع البیان ج	نوح کی ممانعت، اللہ قرآن کریم کی تفسیر شیعہ احادیث سے
۲۲۸	فروع کافی جلد ۲	ماتم کے متعلق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآنی۔
۱۱۰	کتاب العلل وشرائع جلد ۲ جلاء المعیون	قرآن کریم کی آیت ممانعت ماتم کا ترجمہ امیر المومنین علیہ السلام حضرت امام باقر کی زبانی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اپنی صاحبزادی فاطمہ کو، مجھ پر ماتم نہ کرنا۔
۳۵۷	من لا یحضرہ	جو شخص ماتم کرتا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے
	الفقیہ جلد ۲	حلیۃ المتقین ۸۸، کتاب الامالی المصدوق صفحہ ۲۵۲، حلیۃ المتقین
۶۹	جلاء المعیون	صفحہ ۷۶/قرب الاسناد صفحہ ۱۶۳/حلیۃ المتقین ۱۸۹/اصول کافی ۴۲،
۹۲	خصائل لابن بابویہ	عورتوں کو ماتم میں بھیجنے کے متعلق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔

عقیدہ دربار خدا تعالیٰ

ان محمدا رای ربہ فی ہیئۃ الشاب الموفق فی سن ابناء ثلاثین
سنة انه اجون الی السرة والباقی صمدا..... الخ ☆ (اصول کافی جلد ۱/صفحہ ۴۹)
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس خدا کی زیارت کی، وہ کل تیس سالہ تھا
(اور اوپر سے پولا اور نیچے سے ٹھوس)

دوستو! غور کرو جس خدا کا اپنا نصف حصہ پولا، وہ اپنی شیعہ مخلوق کے دلوں کو
کیوں کرا ایمان سے بھر سکتا ہے۔

اور خوشن گم است کرار ہبری کند

عجیب خدا ہے کہ جس کی مخلوق میں ایک نبی نوح علیہ الصلاۃ والسلام بھی تھے جن کی ہزار سال سے بھی زائد عمر تھی، مگر صاحب کی عمر تیس سال سے تجاوز نہ کر سکی، گویا خالق چھوٹا اور مخلوق بڑی۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام بھول گیا یا خدا تعالیٰ کی غلطی

شیعوں نے یہ بھی لکھا ہے، کہ:

خدا جبرئیل رابعی بن ابی طالب فرستاد او غلط کردہ بہ محمد رفتہ از آنکہ محمد بہ علی مانند بود مثل غراب کہ بغیر اب شبہ است (تذکرۃ الائمہ لملا باقر مجلسی صفحہ ۷۸) (استغفر اللہ العلی العظیم۔)

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام کو حضرت علی کے پاس بھیجا، لیکن وہ غلطی کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں چلے گئے اس لئے کہ حضرت علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم شکل تھے، جیسے کہ ایک کو دوسرے کو توے کے ہم شکل ہوتا ہے۔ عجیب نظریہ ہے کہ اگر جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام غلطی کھا کر نبوت کا پیغام غلط دے بیٹھے تو اللہ تعالیٰ کیوں خاموشی اختیار کئے رہا، کیا شیعہ مذہب کا خدا تعالیٰ غلط کار تو نہیں، پھر حضرت علی اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوے کی تشبیہ سے مذہب شیعہ کا بیڑا غرق ہوا یا نہ۔

خدا انسیان کا مارا

امام باقر فرماتے ہیں:

ان الله تبارك وتعالى قد كان وقت هذا الامر في السبعين فلما ان قتل الحسين استغضب الله على اهل الارض ناطره الى اربعين ومائة ☆ (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)

اللہ تعالیٰ نے ظہور امام مہدی کا وقت ۷۰ھ میں پہلے سے مقرر فرمایا لیکن جب امام حسین شہید ہو گئے، تو اللہ تعالیٰ کا غصہ زمین والوں پر بڑھ گیا، اور اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی کے وقت کو ٹال دیا اور ۱۴۰ھ مقرر کر دیا۔

پروگرام میں پھر تبدیلی

امام باقر نے فرمایا:

اللہ نے ظہور مہدی کے لئے ۱۴۰ھ مقرر کر دیا تھا لیکن تم لوگوں (شیعوں) نے اس راز کا پردہ چاک کر دیا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے۔

ولم يجعل الله بعد ذلك وقتا عندنا ☆ (اصول کافی صفحہ ۲۲۲ واہ سبحان اللہ)

۱۴۰ھ میں بھی ظہور امام مہدی کو ملتوی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے کوئی وقت ہمارے لئے مقرر نہیں کیا۔

شیعوں کا خدا بھی بڑا عجیب و غریب ہے، کہ پہلے اس نے ظہور مہدی کے لئے ۷۰ھ مقرر کیا، مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی رائے بدل دی، پھر ظہور مہدی کے لئے طے پایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، مگر شیعوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ راز فاش کر دیا، اور سب کو بتایا کہ ۱۴۰ھ میں امام مہدی ظاہر ہوں گے، تو شیعوں کی اس حرکت پر اللہ کو پھر غصہ آ گیا، اور اس نے تیسری بار اپنی رائے کو بدل دیا، اور ظہور مہدی کے لئے کوئی وقت مقرر نہ فرمایا۔

کیا اس عبارت میں خداوند تعالیٰ کو وعدہ خلاف تو نہیں بنایا گیا، شیعوں کو

یقین ہونا چاہئے کہ اس میں امام نے اللہ تعالیٰ کے لئے بڑا کار قرار کر لیا ہے یعنی خدا نسیان کا مارا ہے، اور اسے اپنا انجام بھی معلوم نہیں (معاذ اللہ!)

حضرت علی خدا ہے

شیعہ کا ایک فرقہ ایسا ہے، جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتا ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب تذکرۃ الائمہ صفحہ ۷۷ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے:

انہارا کہ خدا دانستند اور امفوضہ میگویند کہ اللہ تعالیٰ واگذاشت کارا بہ علی مثل قسمت کردن ارزاق خلاق و حاضر شدن ر نزد تولد و غیر آن امور دیگر آنچه می خواهد میکند و ایجاد میکند و خدا را در آن مدخلے نیست و چون آنحضرت را شهید کردند گفتند او نمرده است بلکه زندہ است و درابرست و رعد آواز اوست و برق تازیانہ او بزید خواهد آمد کہ دشمنان را بگشاد گوئند ابن ملجم این را نہ گشت بلکه شیطان خود را بصورت علی گردید و کشتہ شد۔

ایک وہ ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں اس فرقہ کا نام (شیعہ) مفوضہ ہے ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ امور حضرت علی کو سپرد کر دیئے ہیں، جیسے تمام مخلوق کی روزی کی تقسیم اور اولاد کی پیدائش کے وقت حاضر ہونا، وغیرہ وغیرہ حضرت علی جیسے چاہتے ہیں ویسے ہوتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا دخل نہیں، حضرت علی ہی ہر شے ایجاد کرتے ہیں، اور جب حضرت علی شہید ہوئے، تو یہی لوگ کہتے ہیں وہ مرے نہیں، بلکہ تاحال زندہ ہیں، بادل کی آواز حضرت علی کی آواز ہے، اور یہ بجلی کی چمک انہی کی چمک کی چمک ہے، وہ بادل سے اتر کر کسی وقت زمین پر تشریف لا کر اپنے دشمنوں کو قتل کریں گے، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں، کہ ابن ملجم نے حضرت علی کو نہیں مارا تھا، بلکہ شیطان حضرت کی شکل میں بن کر آیا تھا، ابن ملجم نے اسی

شیطان کو حضرت علیؑ سمجھ کر مار دیا تھا۔

فائدہ: شیعوں کو سوچ سمجھ کر اپنے مذہب میں رہنا چاہئے۔

عقیدہ دربار نبی پاک ﷺ و اہل بیت کرام کے متعلق

شیعہ کہتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کو بلا جنازہ دفن کر دیا۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۱۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا محبت بھرا عقیدہ ہے، بے شک قاتلان حسین ان جیسے ہی غدار لوگ تھے۔

شیعہ کا عقیدہ ہے، کہ متعہ کا اجراء خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا (استبصار صفحہ ۵۷ مطبع جعفری)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زنا سنت نبوی ہے (مَعَاذَ اللہ! اَسْتَغْفِرُ اللہ) حضرت فاطمہ الزہرہ نے حضرت علی کو کہا کہ تو مانند اس شیر خوار بچے کے ہے، جو ماں کے پیٹ میں رحم میں کے پردہ میں بیٹھا ہے، اور مثل ذلیل نامراد کے گھر میں مفروز ہے۔ (حق الیقین صفحہ ۲۵۴ ہندوستان اسٹیم پریس لاہور)

فائدہ: اَسْتَغْفِرُ اللہ ایسے مضمون ترک ادب نسبت شیر خدا اور سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لکھنے شیعوں کا ہی کام ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب دختر نبی حضرت فاطمہ الزہراء حضرت عمر کے گریبان کو چمٹ گئیں اور پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا، (اصول کافی صفحہ ۲۹۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا کوئی ایک شیعہ بھی شیعان پاک میں سے ایسے الفاظ کی اپنی لڑکی سے نسبت کرنے کو تیار ہے؟ مسلمہ طاہرہ بی بی پر ایسی اتہام طرازی تم کو ہی مبارک ہو۔

اصحاب ثلاثہ اور اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا (اصول کافی صفحہ ۱۹۱ مطبع نولکشوری)

فائدہ: بقول شیعہ اگر فرضاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ مومن نہ تھے، تو کیوں حضرت علی نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا، کبھی کوئی مسلمان بھی اپنے بیٹے کا نام کسی کافر کے نام پر رکھتا ہے؟ دکھاؤ فرعون)

حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم (فاطمہ الزہرہ کی حقیقی بیٹی اور امام حسن اور امام حسین کی حقیقی ہمشیرہ) کا نکاح بتولیت خود حضرت عمر قریشی خلیفہ رسول سے کر دیا۔ (فروع کافی جلد دوم صفحہ ۱۴۱ مطبع نولکشوری)

فائدہ: کبھی کسی مسلمان نے اگرچہ ادنیٰ و کمزور اور بے عزت کیوں نہ ہو اپنی دختر کسی ہندو یا کافر کو نہیں دی، اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی صاحب ایمان تھے، وگرنہ بقول شیعہ شنیعہ علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ عمر کو کبھی لڑکی نہ دیتے، حضرت علی کی آٹھویں پشت میں جو داد اکعب ہے، وہ حضرت عمر کا نواں دادا ہے، اس حساب سے حضرت عمر حضرت علی کے خالص رشتہ دار بنتے ہیں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ (اصول کافی صفحہ ۲۲۵ مطبع نولکشوری)

فائدہ: کیا کسی مسلمان نے اپنے بیٹے کا نام ہذا دیانمروود رکھا ہے؟ ثابت یہ ہوا کہ حضرت عمر کامل ایمان والے تھے، اسی لئے تو حضرت علی اور امام زین العابدین نے نیک فالی سمجھ کر یہ نام رکھے۔

کل اصحاب یعنی دونوں قسم مہاجرین اور انصار اور ملائکہ نے بھی جنازہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑھا بہت جماعتیں باری باری آتیں اور جنازہ پڑھتیں۔
(اصول کافی صفحہ ۲۸۶ مطبع نولکشور)

فائدہ: تو اب جاہل شیعہ کس منہ سے کہتے ہیں، اپنی کتابوں کو بھی نہیں دیکھتے اور
عہد ابطال حق کرتے ہوئے اصحاب ثلاثہ کا جنازہ رسول میں شریک نہ ہونا، بیان
کرتے ہیں، کیا یہ حضرات مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟
شیعہ کے نزدیک اسلام نے عورتوں کو زمین کا وارث قرار نہیں دیا۔
(استبصار جز ۳ صفحہ ۲۷۲)

فائدہ: تو اب بتاؤ شیعہ کس منہ سے کہتے ہیں، کہ بی بی فاطمہ نے فدک طلب کیا
تھا، کیا مائی صاحبہ شریعت شیعہ سے ناواقف تھیں، اس مسئلہ کی رو سے ثابت ہو گیا، کہ
باغ فدک کا جھگڑا شیعوں نے بغض و حسد کی بناء سے بنا رکھا ہے۔
حضرت علی نے کل شہروں میں ایک پروانہ گشتی تمام معززین کے نام اپنے
اور امیر معاویہ کے متعلق ارسال فرمایا: جس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”ہماری اس ملاقات لڑائی کی ابتداء جو اہل شام کے

ہاتھ واقع ہوئی کیا تھی؟ حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان

کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے، جیسے

کہ وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں، ویسے ہی ہم بھی، ہم

خدا پر ایمان لانے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم

پر فضل و زیادتی کے طلب گار ہیں، ہماری حالتیں بالکل یکساں

ہیں، مگر وہ ابتداء یہ ہوئی کہ خون عثمان میں فرق ہو گیا، حالانکہ

ہم اس سے بری تھے۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ اردو پنج البلاغت صفحہ ۷۳۰ مطبع اثنا عشری دہلی)

فائدہ: نتیجہ یہ ہوا کہ جب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں، کہ میرا ایمان اور اہل شام (یہاں مراد امیر معاویہ ہیں) کا ایمان ایک ہے، تو معلوم ہوا کہ جو امیر معاویہ کو ایمان والا نہیں کہتے وہ علی کو ایمان والا نہیں سمجھتے، کیوں کہ جو ایمان معاویہ ہے، وہی ایمان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین کا واقعہ فریقین کی اجتہادی جنگ کا نتیجہ تھا، اب ہم فیصلہ قارئین کرام اور ناظرین عظام کی رائے پر چھوڑتے ہیں، کہ آیا انہیں علی مرتضیٰ کے قول مبارک کو درست تسلیم کرنا چاہئے، یا ان خلف شیعان پاک کی حرزہ سرائی کو؟ اے شیعان پاک! اپنی آنکھوں سے ضد اور ہٹ دھرمی کی پڑی اتار کر ایسے لغو اور وحیات عقائد سے توبہ کرو!

مانو نہ نانوجانِ پدر اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جائیں گے

تبرّاکا بیان

تمام اصحاب بدون تین چار آدمیوں کے سب مرتد ہو گئے تھے (نعوذ باللہ من الحفواۃ العظیمۃ) (فروع کافی صفحہ ۱۱۵ جلد ۳ مطبع نولکشور)
فائدہ: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی یہی تینوں حضرات مسلمان تھے باقی کوئی مسلمان نہ تھا، بقول شیعہ حضرت علی مرتضیٰ بھی مسلمان نہ تھے (معاذ اللہ)
حضرت اول سے مسلمان نہ تھے، حالت کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان ہو گئے۔

(اصول کافی ۱۵۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: اب شیعہ یہ تو نہ کہہ سکیں گے، کہ اصحاب ثلاثہ اول کافر تھے بعد میں مسلمان ہوئے اور علی اول سے مسلمان تھے۔

شیعہ مذہب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی بوقت ضرورت گالیاں دے لیں تو جائز ہے (اصول کافی صفحہ ۴۸۴/ مطبع نولکشور)
 فائدہ: کیا اس وقت منافق خارجی شیعہ کے منہ کو آگ نہ لگے گی یہ ہیں مہمان علی ظاہر میں محبت اور باطن میں عداوت، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔

بشیر نے امام جعفر صادق سے مسئلہ پوچھا، خلیفہ غاصب کی اطاعت حلال یا حرام آپ نے فرمایا، کہ اس طرح حرام ہے، جیسے خنزیر یا مردار میت کا کھانا (فروع کافی جلد اول صفحہ ۶۱۴/ مطبع نولکشور)
 فائدہ: اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ اصحاب ثلاثہ خلفائے برحق تھے، جیسی تو حضرت علی ان کی اطاعت کرتے رہے، وگرنہ بقول شیعہ حضرت علی خنزیر اور مردار کھاتے رہے۔ (نعوذ باللہ)

شیعہ اور قرآن

مصحف فاطمہ اس موجودہ قرآن سے دوچند زیادہ ہے، اور قسم خدا تمہارے اس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے (اصول کافی صفحہ ۱۴۶/ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس قرآن کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ شیعوں کا قرآن حروف پ۔ ث۔ ڈ۔ ژ۔ گ۔ چ وغیرہ سے مرکب ہوگا۔

موجودہ قرآن ناقص ہے اور قابل حجت نہیں بطور نمونہ اصول کافی کے چند صفحات کے حوالہ جات لکھے جاتے ہیں، ملاحظہ ہوں۔ ۳۶۱/ ۲۶۲/ ۲۶۳/ ۲۶۴/ ۲۶۶/

فائدہ: امت شیعہ سے ہماری دلی ہمدردی ہے، کیوں کہ ان کی حالت واقعی قابل

رحم ہے، جن کے پاس آج تک اپنی الہامی کتاب بھی نہ پہنچ سکی کیا یہ بھی ان پر ایک غضب الہی نہیں کس قدر ڈھٹائی ہے، کہ ہمارے قرآن شریف کو بھی تسلیم نہیں کرتے، اور اپنے ہاں کا قرآن بھی پیش نہیں کر سکتے۔

آپ آتے بھی نہیں، ہمیں بلاتے بھی نہیں

باعث ترک ملاقات بتاتے بھی نہیں

علاوہ موجودہ قرآن کے شیعوں کا ایک اور قرآن ہے، جس پر ان کا پورا پورا ایمان ہے، اس کی مندرجہ ذیل تین علامتیں ہیں، پہلی علامت یہ ہے کہ موجودہ قرآن سے تین حصے بڑا ہے (گویا نوے/۹۰ پارے ہیں) بی بی فاطمہ الزہراء پر نازل ہوتا تھا، اور علی اسے اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے، دوسری علامت یہ ہے کہ لمبائی اس کی ستر گز/۷۰ اور موٹائی اس کی اونٹ کی ران کے برابر ہے، تیسری علامت یہ ہے کہ آیات اس کی سترہ ہزار ہیں۔

فائدہ: شیعوں کی بیان کردہ تین علامتوں میں سے موجودہ قرآن میں ایک بھی نہیں، لہذا موجودہ قرآن پر ان کا ایمان نہیں ہے اس لئے وہ اس پر عمل نہیں کر سکتے، نیز بقول شیعہ اصل قرآن (بیان کردہ تین علامتوں والا) غار میں گم ہے، اس کے یہ معنی ہوئے کہ شیعان علی دونوں قرآنوں میں سے کیسی ایک پر بھی عمل کرنے سے معذور ہیں، سننے میں آیا ہے، کہ شیعان پاک غور کر رہے ہیں، کہ آیا گورو گرنٹھ صاحب پر عمل درآمد شروع کر دیں یا کوک شاستر پر، افسوس صد افسوس!! ہزار افسوس!! دھوبی کے کتے گھر کے رہے نہ گھاٹ کے، مُذَبِّذِیْنِ بَیْنَ ذَٰلِكَ لَا إِلَیْ هُوْلَاءِ وَلَا إِلَیْ هُوْلَاءِ ○

اگر شیعہ اپنی عورت سے سوموار کی رات کو جماع کرے تو اس سے فرزند

حافظ قرآن پیدا ہوگا (تحفۃ العوام ۲۸۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: یقیناً اصحاب ثلاثہ کی بددعا کا اثر ہے، کہ ہر سوموار کی رات کو شیعیان بد عقیدہ کی قوت مردی سلب ہو جاتی ہے، اسی لئے آج تک بے چارے ایک حافظ قرآن بھی پیدا نہ کروا سکے۔

مسائل شیعہ

مسئلہ اگر شیعہ نماز میں ہو اور مذی ودی، بہہ کراڑیوں تک چلی جائے تو نہ وضو ٹوٹے گا، نہ ہی نماز فاسد ہوگی، مذی تھوک کے برابر ہے۔ (فروع کافی صفحہ ۲۱ جلد ۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: گویا شیعوں کے نزدیک مذی، مثل تھوک ہے جس طرح تھوک سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح مذی، ودی کے نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا، ہم پوچھتے ہیں کیا کوئی شیعہ یہ سننا گوارا کرے گا، کہ جو چیز اس کے ذکر میں ہے، وہی منہ میں موجود ہے۔
مسئلہ: اگر پانی نہ ملے تو استنجاء تھوک سے کر لینا چاہئے بشرطیکہ تھوک اپنی ہو۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: اس میں کیا شک ہے، کہ مرد شیعہ کے لئے یہ مسئلہ کم خرچ بالانشین ہے، مگر شیعہ عورت کے لئے سخت مصیبت کا سامنا ہوگا، ایسا کرنے سے کیا زیادہ گج گج اور گڑ بڑ پلیدی کی نہ ہوگی؟

مسئلہ: جب تک دبر شیعہ سے ریح گونج کر اور آواز دے کر نہ نکلے یا بدبودار کو محسوس نہ ہو، معمولی پھوسی سے شیعہ کا وضو نہیں ٹوٹتا (فروع کافی صفحہ ۱۹ مطبع نولکشور)
فائدہ: سبحان اللہ! کیوں نہ ہو، شیعہ کا وضو ہندوستانی ہے، چھوٹی، پھوسی ریح سے تو وضو ٹوٹ نہیں سکے گا، مگر بہرے شیعہ کے لئے جرمنی توپ ہی آواز پہنچا سکے گی، یا پھر دبر شیعہ ہی کو یہ قدرت حاصل ہے، مسلمانوں کو خدا اس شر سے محفوظ رکھے۔
مسئلہ: اگر نماز میں ذکر (عضوتناسل) سے کھیلے تو نماز شیعہ نہیں

نوٹی (استبصار جز اول صفحہ ۴۵/ مطبع جعفری)

فائدہ: اچھی بات یہ ہے کہ ایسی تماشہ بازی اور گتکا بازی مسجد میں نہ ہو پھر طرفہ غضب یہ بحالت نماز، نماز تو انسان کو خشوع و خضوع سے ادا کرنی چاہئے، نہ کہ ایسی نفس پرستیوں سے ادا کی جائے، ایسی کھیلیں کھیلنے کے لئے شیعان پاک کوئی ٹائم مقرر نہیں کر سکتے؟

کتا کنویں میں گر کر مر جائے، اگر پھٹا نہیں اور پانی میں بو بھی نہیں ہوئی تو پانچ بو کے پانی نکالنا چاہئے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۴/ مطبع نولکشور)
فائدہ: شاید غسل کر کے گرا ہوگا، پانی نکالنے کی کیا ضرورت ہے ہمارا ان کتا پرور شیعوں کو تو دور سے ہی سلام ہے۔

خنزیر کے بالوں کی رسی سے جو پانی کنویں سے نکالا جائے، پاک ہے اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۴/ مطبع نولکشوری)

فائدہ: اس مسئلہ نے شیعان پاک کی پلیدی کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا ہائے افسوس ایسے ایسے مسائل شیعوں کے نزدیک جزو اسلام ہیں سچ ہے یہی ہیں:-

بدنام کنندہ نیکو نامے چند

خنزیر کے چمڑے کا جو بوکا بنا ہوا ہو اس سے جو پانی نکالا جائے پاک ہے۔
(من لاسکضرہ الفقیہ صفحہ ۵/ مطبع تہران)

فائدہ: اتقاء اور پرہیزگاری کی حد ہوگئی، الہی! شیعوں کے دلوں سے گندگی دور فرماتا کہ وہ ایسے خبیث مسائل سے توبہ کریں، اور توبہ بھی سچی۔

نماز ایک جس شخص نے ترک کی تو خون اس نے اپنا کیا بے چہری اگر دو نمازوں کا تارک ہوا تو گویا کہ خون ایک نبی کا کیا ہوئی تین وقتوں سے جس کی قضا تو کعبے کو اس نے ڈھادیا

چار وقتوں کا گہاتھ سے تو ایسا ہے جیسے کہ اس شخص نے زنا اپنی مادر سے ہفتاد بار کیا عین کعبے میں (تحفہ العلوم صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: حساب لگاؤ کتنے شیعہ ریزانہ اپنا بے چہری خون کرتے ہیں؟ تم ہی کہو ایمان سے کتنے نبی تمہارے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے؟

ٹوٹا اگرچہ کعبہ تو کچھ غم نہیں امیر

عام مشاہدہ کی رو سے تقریباً ۹۹ فیصد شیعہ حضرات اپنی ماؤں کی آبروریزی کرتے ہیں شرم! شرم!! اے فرزند ان ارجمند شرم!

جو تارک نماز ہے وہ کافر ہے (اصول کافی صفحہ ۵۱۳ مطبع نولکشور)

فائدہ: ملنگاں شیعہ و بھنگیاں رافضیہ جو آجکل پیشوایان شیعہ بنے بیٹھے ہیں بجائے نماز کے علی علی پکارتے ہیں، کافر مطلق ہوئے ان کے چیلے چانٹوں کی کیا پوچھ؟ گورو جہاں دے ٹپنے چیلے جا ہن شڑپ

شیعوں کو حکم ہے، کہ جب جنازہ سنی میں شامل ہوں تو یہ دعا مانگیں:

اے اللہ! پر کر اس کی قبر کو آگ سے اور جلدی لے جا اس کو آگ میں یہ

متولی بناتا تھا دشمنوں کو یعنی ابو بکر و عمر و عثمان کو (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اسی لئے حضرت غوث الاعظم نے کتاب غنیۃ الطالبین میں فتویٰ لکھا ہے کہ

شیعہ کو نماز جنازہ میں نہ آنے دو، کہ بجائے رحمت کے قہر مانگیں گے، اور یہ لوگ دلی دشمن ہیں، ان سے علیک سلیک میل جول، کھانا پینا ترک کر دینا چاہئے۔

آج کل جو اذان یعنی بانگ شیعہ لوگوں نے ایجاد کی ہوئی ہے (جسے ربع

پارہ کہہ دیں تو مبالغہ نہ ہوگا) جس میں شہادتیں علاوہ شہادت ولایت علی بڑھاتے

ہیں، اسی پر شیعہ مصنف کا فتویٰ لعنت ہے۔ (من لائحہ فی فقہ صفحہ ۹۳ مطبع تہران)

فائدہ: اصحاب ثلاثہ کی بددعا ایسی ایسی پیچیدہ شکلیں پیدا کر دیتی ہے جیسے اب شیعہ

حضرات سختی کے منہ میں آ گئے ہیں، اگر بانگ مروجہ چھوڑ دیں تو شیعہ نہیں رہتے اور اگر بانگ مروجہ دیں، تو فتویٰ لعنت کی کڑک مارتی ہے، خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ○

شیعہ مذہب میں ہے کہ جزع فزع کرے (یعنی چینے یا اپنے بال کھینچے یا منہ پر ہاتھ مارنے یا سینہ یا ران پر ہاتھ مارنے سے) تمام نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: بات تو بالکل سچ ہے، مگر نیک اعمال بھی اسی کے برباد ہوں گے جن کے پاس ہوں جن کا خدا ہے نہ رسول، محرم میں بے شک پیشیں مریں کیا حرج ہے افسوس ہماری تعلیم سے تو انہیں دشمنی تھی، یہ بد بخت اپنے بزرگوں کا کہا بھی نہیں مانتے۔

سیاہ لباس اس لئے پہننا حرام ہے کہ، لباس فرعون ہے، اور دوزخیوں کا نشان ہے۔ (حلیۃ المتقین صفحہ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: محرم کے مہینے میں شیعہ خصوصیت کے ساتھ سیاہ لباس پہنتے ہیں جس سے ان کا آل فرعون ہونا اور دوزخی ہونا ثابت ہوتا ہے، إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَىٰ الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيْعًا ○ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
اس فتویٰ کی ہم بھی پرزور تائید کرتے ہیں۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

شیعہ خود قاتل حسین ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم: یہ عریفہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت حضرت امام حسین بن علی بن ابی طالب ہے۔

اما بعد! بہت جلد آپ اپنے دوستوں، ہوا خواہوں کے پاس تشریف لائے، کہ جمیع مردمان ولایت منظرِ قدومِ میمنت لزوم ہیں، اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں، البتہ جعمیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لائے! والسلام

(جلاء العیون اردو صفحہ/۴۳۱)

فائدہ: یہی وہ خط ہے، جس کی وجہ سے امام حسین نے صفر کو منظور کیا تو اب ظاہر ہو گیا کہ انہی جانثارانِ امام نے دھوکہ دے کر امام مظلوم پر وہ ظلم کئے جس کی یاد سے ہم مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور امام حسین کی روح لحد میں یہ شعر پڑھتی ہوئی بے قرار رہتی ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم کہ بامن ہرچہ کرد آں یار آشنا کرد

خطبہ امام زین العابدین

یَا اَیُّهَا النَّاسُ!

میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میرے پدر کو خط لکھے اور ان کو فریب دیا، اور ان سے عہد و پیمان کیا، ان سے بیعت کی، آخر کار ان سے جنگ کی اور دشمن کو ان پر مسلط کیا، پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کو اختیار کیا الخ (جلاء العیون اردو صفحہ/۵۰۶ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: اس خطبہ سے بھی ظاہر ہوتا ہے، کہ قاتلانِ حسین یہی شیعہ لوگ تھے جنہوں

نے خط لکھ کر امام حسین کو کوفہ بلایا اور آخر کار خود ہی ان کو قتل کر دیا۔

تقریر بی بی ام کلثوم، ہمشیرہ امام حسین

اے اہل کوفہ! تمہارا حال اور مال برا ہو تمہارے منہ سیاہ ہوں، تم نے کس سبب سے میرے بھائی کو بلایا، اور ان کی مدد نہ کی، انہیں قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا، ان کی پروگیاں عصمت و طہارت کو اسیر، وائے ہو تم پر، لعنت ہو تم پر (جلاء العیون صفحہ ۵۵ مطبع شاہی لکھنؤ)

فائدہ: بے شک پاک بی بی ام کلثوم نے جلے دل کی بدعا ان دھوکہ بازوں کے شامل حال ہے، اسی ظلم کی پاداش میں سال بسال اپنے سینوں پر کینوں کو زخمی کرتے ہیں۔

حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیعوں کو مرتد کہا۔
(فروع کافی صفحہ ۱۰۷/۱۰۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: واقعی امام برحق کی یہی شان ہے، کہ وہ سچی بات منہ پر کہہ دیتا ہے، اس میں امام کو ذرا دریغ نہیں ہوتا، ہم بھی امام صاحب کے بہت بہت ممنون ہیں، امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی بلکہ اپنے آپ کو اس کا ایسا غلام بتلایا کہ حق فروخت کرنے کا دے دیا۔

(فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۱۰/۱۱۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: تمہیں کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے؟ یزید تمہارا امام ہے یا سنیوں کا ذرا ازراہ انصاف کہنا، ہائے بے دینوں نے امام صاحب کی کس قدر توہین کی ہے انشاء اللہ میدان قیامت میں امام صاحب ان دریدہ ذہنی کی سزا دلادیں گے منتظر رہو۔

عورت کی دبر سے صحبت کرنی مذہب شیعہ میں جائز ہے، فقط یہ شرط ہے کہ عورت بھی رضا مند ہو جائے۔ (استبصار جزو ثالث صفحہ ۱۳۰/۱۳۱ مطبع جعفری)

جوابات کی خدا کی قسم لا جواب کی

فائدہ:

سرکاری سڑکیں کھلی ہیں جس سڑک سے دل چاہا گزر گئے، ایک شیعہ صاحب نے ظریفانہ طور پر فرمایا، کہ ذکر دبر کے لئے ہے، اس لئے کہ دونوں مدور (گول) ہیں۔

ایک عورت نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کیا کہ میں جنگل میں گئی، وہاں مجھ کو پیاس محسوس ہوئی ایک اعرابی سے میں نے پانی مانگا، اس نے پانی پلانے سے انکار کر دیا، مگر اس شرط پر کہ میں اس کو اپنے اوپر قابردوں، جب پیاس نے مجھے مجبور کیا، تو میں راضی ہو گئی، اس نے مجھے پانی پلا دیا، اور میں نے جماع کر لیا، علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے، رب کعبہ کی یہ تو نکاح ہے۔ (فروع کافی صفحہ ۱۹۸ جلد ۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: اہل عالم کوشیعوں کا مشکور ہونا چاہئے، جنہوں نے اس روایت سے زنا کا وجود ہی دنیا سے مفقود کر دیا، بازاروں میں جن نورانی سیاہ خانوں میں زنا کا ارتکاب ہوتا ہے اس میں بھی مرد عورت راضی ہو ہی جاتے ہیں، یہاں اگر پانی پلایا گیا، تو وہاں اس اجرت سے بڑ کر روپیہ دیا جاتا ہے، گواہ اور صغیر نکاح کی شرط نہ یہاں نہ وہاں تو گویا مذہب شیعہ میں زنا علی الاعلان جائز ہو گیا

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن

عورت کی دبر سے صحبت کرنی چاہئے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳ مطبع

نولکشور)

فائدہ: غالباً اسی وجہ سے شیعہ لونڈے بازی مباح سمجھتے ہوں گے۔

وہ عورت جس کی دبر زنی کی جائے اس پر غسل واجب نہیں، اگرچہ دبر زن

مرد کو انزال بھی ہو جائے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: کیا پاکیزہ مذہب ہے، سبحان اللہ! مذہب کیا ہے پلیدی اور خباثت کا مجموعہ ہے۔

بوسہ ماں کا لینا جائز ہے، البتہ شہوت نہ ہو تو رحمت ہے، اور شہوت ہو کراہت ہے، مگر جائز یہ بھی ہے، کہ کراہت منافی جواز نہیں۔ (فروع کافی جلد ۵۰۴/۵۰۴ مطبع نولکشور)

فائدہ ضرور جی ضرور (ہم خرماؤ ہم ثواب) ایسے افعال سے ہی ادائیگی حقوق والدہ ہوتی ہے، لعنت! نفس پرست عیاشی کے عجیب عجیب طریقے نکالتے ہیں، اس میں یہاں تک اندھے ہوئے جاتے ہیں کہ ماں بہن کی بھی تمیز نہیں کر سکتے، آپ کے لئے کسی نے کہا ہے۔

دو چیزوں کی درخواست ہے اے رحمت باری

مے خانہ کا دروازہ نہ ہو توبہ کا در بند

ننگ دوی میں، قبل یاد بر، دبر تو خود ہی چھپی ہوتی ہے، سامنے کی طرف کو ہاتھ سے ڈھانک لینا چاہئے۔ (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۶۰/۶۰ مطبع نولکشور)

فائدہ: اگر ہاتھ سے نہ چھپ سکے تو شلغم کا پتا کفایت کر سکتا ہے، شیعوں کی شریعت میں اتنا ہی ستر کافی ہے۔

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً شیعیان بے حیا سے

عورت میت کی دبر اور قبل کو روئی سے خوب پر کیا جائے اور کچھ خوشبو بھی

ملا کر سخت باندھ دیں، یعنی کپڑے سے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۷۶/۷۶ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعیان بارسا ایسے شریعت کے ایسے دلدادہ ہیں کہ بعد از مرگ بھی وضو نہ ٹوٹے، مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ روئی کسی لکڑی سے داخل کی جائے، یا انگشت سے ہی دبا دینا کافی ہوگا، یا پھر اس بے روزی کے زمانہ میں جاپان کو آرڈر دے کر کوئی

ستا آلہ بنوانا پڑے گا، دیکھئے! حضرات شیعہ اور دردمندان تو اس آلہ کے اخراجات کے لئے کب قوم سے اپیل کرتے ہیں۔

شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر انسان اپنے بدن پر چونا لگا لے تو ننگا بالکل نہیں رہتا، بیشک اپنے سارے کپڑے اتار لے، شیعوں کے امام بھی ایسا کر لیا کرتے تھے، چنانچہ بقول شیعہ جب امام باقر نے ایسا کیا تو غلام نے امام کا ذکر وغیرہ لکلا ہوا دیکھا تو ہاتھ باندھ کر عرض کیا، کہ حضور ہم کو کیا کہتے ہو اور خود کیا کرتے ہو؟ امام نے فرمایا چونا لگا ہوا ہے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۶۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: منہ تولائی لوئی، تے کیا کرے گا کوئی، خدا سے نہ ڈرنے والے نبی پر زنا کے جاری کرنے کی تہمت دھرنے والے امام عالی مقام کا رتبہ کیوں کر پہچانیں، یا اللہ ان بد بختوں کو ہدایت فرماتا کہ تیری اور تیرے نیک بندوں کی قدر و منزلت جانیں، آمین یارب العالمین۔

جو عورت یا مرد مسلمان نہ ہو شیعہ اس کے فرج کو دیکھ سکتا ہے، یعنی جائز ہے، وجہ یہ فرماتے ہیں، کہ اس ننگ کا دیکھنا ایسا ہے، جیسے کوئی گدھے گدھی کا فرج دیکھے، (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنی تو ایسے مسکلوں پر لعنت بھیجتے ہیں، البتہ شیعوں کو کوئی فرقہ ڈھونڈنا چاہئے جن کے اس طرپا پ جھڑتے ہوں۔

خوب گزرے گی جوں بیٹھیں گے دیوانے دو

اپنی لونڈی کی فرجی عاریتاً بلانکاح اپنے دوست یا بھائی کو دینی مذہب شیعہ میں جائز ہے۔ (استبصار جزو ثانی صفحہ ۷۶، ۷۵ مطبع جعفری)

فائدہ: اگر کوئی صاحب شیعہ مذہب اختیار کریں تو ہدیئے اور تحفے اچھے اچھے

دستیاب ہوں گے، عجیب عجیب ڈیزائن کی فرجیاں ملیں گی، مگر اسی طرح پھر اسے بھی دوستوں کو دعوت دینی ہوگی، بے غیرتی کی بھی کوئی حد ہے؟

ایک ٹکڑا کھجور کی سبز شاخ کا بقدر ایک ہاتھ میت کی داہنی بغل میں دوسرا دوزانو کے درمیان کیا جاوے پھر پگڑی باندھی جاوے۔ (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۷۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: قبر کی طرف بھی لیس ہو کر مارچ کرنا چاہئے، منکر نکیر کو مرعوب کریں گے جب ہی تو چٹکارا ہو سکے گا، ورنہ کیسے اعمال میں کیا دھرا ہے، خاک؟

شیعہ مذہب میں ہے کہ اگر سالے کی دبر زنی کی جائے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعہ فلسفہ کی حماقت ملاحظہ ہو!

کریں داڑھی والے اور پکڑے جائیں مونچھوں والے
اگر زوجہ منکوحہ حرہ کی بھانجی یا بھتیجی سے متعہ یا نکاح کرے اجازت زوجہ
مذکورہ کی درکار ہے (یعنی بھانجی اپنے خالو جان اور بھتیجی اپنے پھپھا جان سے نکاح
کر سکتی ہے۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۲ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعوں کی شہوت پرستی کے ہاتھوں جب ان کی مائیں بھی عصمت نہیں
بچا سکتیں، تو بیچاریاں کس گنتی شمار میں ہیں، سچ ہے۔

صداطوطی کی سنتا ہے کون نقار خانے میں

شیعہ مذہب میں سالی اور ساس سے جماع کرنے سے نکاح نہیں
ٹوٹتا (فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۷۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: دیکھو مسئلہ سالی اور ساس سے سالہ کی عصمت زیادہ قیمتی ہے، واقعی مردوں

کو مردوں کی اسی طرح رعایت کرنی چاہئے، یہ شیعوں کا ہی حصہ ہے۔

ایں کار از تو آید مرداں چنیں کنند

عورت کی شرمگاہ چوم لے تو بھی جائز ہے۔ (حلیۃ المتقین صفحہ ۷۷ مطبع

نولکشور۔

فائدہ: بس بس! یہی کسر رہ گئی تھی!!

عورت کی شرمگاہ کو چومنا شیعہ مذہب میں درست ہے۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ مطبع نولکشور)

فائدہ: شیعوں کو مبارک رہے۔

محارم عورتوں (یعنی اپنی بہن، بھانجی، بھتیجی، خالہ وغیرہ) سے اپنے ذکر کے

گرد ریشمی باریک کپڑا پیٹ کر جماع کرنا حرام ہے۔ (حق الیقین اردو صفحہ ۷۳۶

مطبع سٹیم پریس لاہور)

فائدہ: پہلے مؤدب شیعہ تو ماں بہن کا احترام کرتے ہوئے، ٹاکی لپیٹ کر جماع

کرتے ہوں گے، زمانہ حال کے بے ادب گستاخ شیعہ نے یہ شرط بھی اڑادی، اور لکھ

دیا کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ہے، جس سے مفہوم ہوتا ہے، کہ ٹاکی لپیٹ کر حرام ویسے حلال۔

واہ شیعہ دی پاکی یارو واہ شیعہ دی پاکی

مانواں نال زنا کریندے بن ذکر تے ٹاکی

شیعہ مذہب میں ہے، کہ انسان مرتا ہی تب ہے جب اس کے منہ سے منی کا

نطفہ نکل پڑتا ہے، یا کسی اور جگہ بدن سے (فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۷۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: جس منہ ناپاک سے تمام عمر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالیاں دیتے رہے

بھلا اس میں سے آخری وقت اگر منی وغیرہ بہہ نکلے تو ہرگز مقام تعجب نہیں، میدان

قیامت میں دیکھنا کیا درگت ہوتی ہے، کذاک العذاب ولعذاب الآخرة

اکبر لو کانوا یعلمون ○

مسلمانوں کے منہ سے تو آخری وقت ہمیشہ کلمہ شریف ہی نکلتا

ہے، لاتموتن الا وانتم مسلمون ○

مذہب شیعہ میں ہے، کہ جو شخص محارم عورتوں (یعنی ماں، بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی وغیرہ) سے نکاح کر کے جماع کرے اس کو زنا نہیں کہتے، بلکہ من وجہ یہ فعل حلال ہے، جو اولاد پیدا ہو اس کو اولاد زنا کہنا جائز نہیں، جو ایسے مولود کو ولد الزنا کہے وہ قابل سزا ہے، ملخصاً

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۲/۲۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ایسے مولود مسعود کو حرام زادہ کہیں جبکہ شیعوں کے مذہب میں زنا، زنا ہی نہیں سمجھا جاتا، بلکہ عبادت سمجھ کر ایسے بہائم صفت وحشیوں سے گریز کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

اگر ایک شخص نے کتے کو شکار پر چھوڑا، کتے نے شکار کو پکڑ لیا اور شکاری پہنچ گیا، مگر اس کے چھری پاس نہ تھی، کہ وہ ذبح کرے وہ کھڑا تماشا دیکھتا رہا کتے نے اس کو مار کر کچھ کھا لیا ہے، وہ شکار حلال ہے۔

فائدہ: کیوں نہ ہو غالباً کتے کی صفت وفاداری کے انعام میں اس کا پس خوردہ حلال سمجھا گیا ہے شیعوں کے نزدیک تو ایک ساتھ اکٹھے ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھالینے میں بھی کوئی قباحت نہ ہوگی۔

گوشت خنزیر اور مردار کا کھانے سے کوئی حد شرعی نہیں لگتی۔

(فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ: جب شرع ہی نہیں تو حد کیسی جب ستر گز لمبا قرآن آدے گا، تو حدود شرعی بھی قائم کر لی جائیں گی۔

اگر چوہا گوشت میں پک گیا ہو تو شور با گرا دیا جائے اور گوشت دھو کر کھا لیا جائے۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: واہ جی واہ!! کیا کہنے!!! سچ ہے، شور با حرام تے بوٹی حلال کتا گھی یا تیل میں جا پڑے تو وہ بھی گھی یا تیل پاک رہتا ہے، بشرطیکہ کتا زندہ برآمد ہو

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مطبع نولکشور)

فائدہ: بالکل ٹھیک! زندہ کتا بہر حال مردہ کتے پر فضیلت رکھتا ہے، کیسی عمدہ عمدہ بحشیں ہیں، کتے کا اشیاء خوردنی میں گرنا اور پھر اس کی حیات و ممات بھی شیعوں کے پیش نظر ہے، شیعوں کے دماغ کی رسائی ملاحظہ ہو،

”وہاں پہنچا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا

گدھا حرام نہیں ہے خیبر کے دن اس کے کھانے سے اس لئے منع فرمایا گیا تھا، کہ یہ جانور لوگوں کے بوجھ اٹھانے والا تھا، بار برداری میں تکلیف تھی۔

(فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۹۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: سننے میں آیا ہے کہ شیعہ گورنمنٹ عالیہ سے گدھوں کے گوشت کی فروخت کے لئے لائسنس حاصل کرنے والے ہیں، مگر کیا کہا ران ملک شیعوں کی کریں گی، کسی کے خلاف احتجاجی جلسے نہیں کریں گے؟

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ناصبی (یعنی سنی) آدمی کتے سے بھی بدتر ہے۔

(فروع کافی جلد ۱ صفحہ ۸ مطبع نولکشور)

فائدہ: سنیو! تمہاری قدر و منزلت شیعوں کے نزدیک یہ ہے، عبرت پکڑو شیعیان! اگر کچھ بھی سلیم الطبعی کا جوہر تمہارے اندر ہے، تو توبہ کرو اور ایسے

گندے بے حیا اور واہیات عقائد کو آخری سلام کر کے صراطِ مستقیم (مذہبِ اہل سنت والجماعت) کی طرف آؤ۔

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر محمد نیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان شیعیان ملعون کے برابر ہے (معاذ اللہ) (کلیدِ مناظرہ بمطہ لاہور)

فائدہ: صدیق اکبر یار غار اور یار مزار اور قیامت تک اور اس کے بعد الیٰ غیر نہایت نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے رفیق خاص اور وزیرِ حضوری ہیں، لیکن دشمنوں نے جو کچھ بکواس کی ہے، اس کا قیامت کے بدلہ انہیں ملے گا۔

پاخانے میں پڑی ہوئی روٹی دھو کر کھالے تو جہنم سے آزاد ہے۔

(ذخیرہ المعاد صفحہ ۱۷۵)

فائدہ: شیعہ مذہب کی یہ بھی خوب غذا ہے، مسائل تو ان صاحبان کے بہت ہیں وقت کی قلت کے پیش نظر انہی پر اکتفاء کیا جاتا ہے، لیکن چونکہ اس مذہب میں متعہ کا مسئلہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے، اس پر بھی مختصراً کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

متعہ یا زنا

یہ خالص زنا ہے، صرف نام کا فرق ہے، شیعہ اسے نکاح سے تعبیر کرتے ہیں۔

۱۔ متعہ سے اصلی غرض شہوت بھگانا ہے (الروضۃ البہیۃ صفحہ ۲۸۶/الاستبصار صفحہ ۴۲۲/جامع عباسی صفحہ ۱۵۵) زنا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے، حالانکہ نکاح سے اصلی مقصد تناسل و تولید ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر شیعہ و سنی ہر دونوں متفق ہیں۔

۲۔ متعہ میں ضروری ہے، کہ وقت معین ہو۔

(تحفۃ العوام صفحہ ۴۷۴/مصابح المسائل صفحہ ۲۶۱/جامع عباسی صفحہ ۱۳۵)

فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲ / صفحہ ۴۵ جلد ۲ / صفحہ ۴۷ جلد ۲ / صفحہ ۴۶ جلد ۲)

فائدہ: زنا میں بھی یہی ہے، کہ زانی اپنی محبوبہ سے چند گھڑیاں ملاقاتی ہو کر بھاگ جاتا ہے، کجری بازی کا دوسرا نام متعہ ہے، کہ وہاں بچی یہی بات ہوتی ہے، حالانکہ نکاح سے دائمی اور ابدی رشتہ وابستہ کیا جاتا ہے، جو سنت انبیاء کرام ہے، اس پر شیعہ سنی دونوں متفق ہیں۔

۳۔ متعہ میں اظہار و اشتہار بھی ضروری نہیں، (تہذیب الاحکام، باب

النکاح)

فائدہ: زنا بھی چوری چھپی کا سودی سودا تو ہے، نکاح کا رشتہ کھلم کھلا عام برادری احباب دوست سب اس عقد میں جمع ہوتے ہیں، تاکہ خوب تشہیر ہو بلکہ دف وغیرہ وغیرہ ہر طرح کی تشہیر ہوتی ہے،

۴۔ متعہ میں اول دام پھر کام (مصباح المسائل صفحہ ۶۶۱ / تحفۃ العوام صفحہ ۲۷۴ / تنبیہ المنکرین جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ / فروع کافی صفحہ ۴۴)

فائدہ: یہی زنا یا کنجری بازی میں ہوتا ہے، کہ پہلے محبوبہ کنجری کے ہاتھ میں مقرر کردہ دام دو پھر کام لونکاح میں مہر معجل بھی ہوتی ہے اور مؤجل بھی۔

۵۔ متعہ میں خرچی جتنا چاہو زیادہ یا کم خواہ مٹھی بھر گندم ہی ہو۔ (جامع عباسی صفحہ ۲۵۷ / و کافی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ / فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲ / صفحہ ۴۵ جلد ۲ مٹھی بھر کی تفریح)

فائدہ: نکاح میں شرعی مہر کی مقدار کا تعین ضروری ہوتا ہے، اور زنا میں

کنجری راضی پھر کیا کرے ملاں، قاضی

۶۔ جبراً کسی عورت سے زنا کر لیا جائے تو بھی شیعوں کے نزدیک نکاح ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زانی مرد و عورت کو سنگسار

کرنا چاہا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ یہ تو نکاح ہے، واقعہ یوں ہوا کہ ایک اجنبی مسافر عورت نے کسی سے پانی مانگا، اجنبی مرد نے کہا زنا پر راضی ہو جا تو پانی پلاؤں گا، چنانچہ وہ راضی ہو گئی، تفصیلی واقعہ فروع کافی صفحہ ۲/ جلد ۲ کتاب الروضۃ صفحہ ۱۴۶ میں ہے۔

فائدہ: اگرچہ یہ سراسر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے ورنہ سلیم الطبع انسان سوچے یہی زنا بالجبر نہیں تو اور کیا ہے۔

فائدہ: زنا میں یہی ہوتا ہے کہ ان گنت سے جس طرح چاہے، جیسے چاہے، کیونکہ عربی مقولہ ہے اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت ☆
بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

اور نکاح میں صرف چار عورتوں تک اجازت ہے بلکہ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسری کسی عورت سے نکاح کی اجازت نہ تھی۔

۸۔ متعہ میں گواہوں کی ضرورت بھی نہیں۔

(جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۲۳ جلد ۲/ الاستبصار صفحہ ۴۲)

فائدہ: یہی زنا ہی تو ہے، ورنہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا لازمی اور ضروری ہے، اگر متعہ بھی نکاح ہوتا تو اس میں بھی گواہ ہونے لازمی ہوتے لیکن چونکہ یہ زنا ہے، اس لئے زنا کی طرح چوری چھپے۔

۹۔ متعہ میں زن و شوہر کے درمیان حق وراثت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(مختصر نافع صفحہ ۸۶/ الروضۃ البہیہ/ ضیاء العابدین صفحہ ۹۱/ جامع عباسی صفحہ ۲۵۷/ فروع کافی صفحہ ۴۴ جلد ۲/ مصباح المسائل صفحہ ۲۵۷/ الروضۃ البہیہ/ مختصر نافع صفحہ ۸۶/ رسالہ فقہ ملا باقر مجلسی کتاب الفراق/ تحفۃ

العوام صفحہ ۲۸۹/فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲)

۱۰۔ متعہ میں طلاق کا تصور ہی نہیں (جامع عباسی صفحہ ۳۵۷/الروضۃ البہیہ/مختصر نافع صفحہ ۸۶/رسالہ فقہ ملا باقر مجلسی کتاب انفراق/تحفۃ العوام صفحہ ۲۸۹/فروع کافی صفحہ ۴۳ جلد ۲)

فائدہ: یہی زنا ہے، کہ جب مرد اور عورت نے اپنا منہ کالا کیا، اس کے بعد متعہ کی طرح فارغ اور نکاح میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے، کہ مرد اور عورت دائمی زندگی خوشی خوشی گزار دیں، اگر خدا نخواستہ آپس میں نہیں گزار سکتے تو طلاق دی جائے، اور اس کی تصریحات قرآن مجید میں جا بجا ہیں۔

۱۱۔ متعہ میں عدت کیسی جبکہ طلاق ہی نہیں، اسی طرح عورت مرد کے نکاح میں ہی نہیں تو عدت وفات کیسی بہر حال محو عورت کی عدت نہیں (کافی صفحہ ۹۳ جلد ۱/فروع کافی صفحہ ۲۴ جلد ۲)

فائدہ: یہی بات زنا میں ہے، کہ وہاں عدت کیسی اور عدت کا تصور ہی کیوں حالانکہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر عورت کی عدت کے احکام صادر فرمائے ہیں۔

۱۲۔ متعہ میں عورت کو نان و نفقہ نہیں دیا جاتا (ضیاء العابدین صفحہ ۲۹۱/جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: وہی خرچی جو عقد متعہ میں مقرر ہوئی وہی کافی ہے، یہی زنا میں ہے، کہ کنجری کے کوٹھے پر جاتے وقت جو کچھ خرچی طے ہوگئی وہ دینی پڑے گی۔ اس کے سوا، اللہ اللہ خیر سلا، حالانکہ نکاح میں نان و نفقہ ضروری اور لازمی ہے جسے قرآن مجید میں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے، علاوہ ازیں۔

۱۳۔ ایلاء..... جامع صفحہ ۲۵۷۔

۱۴۔ ظہار..... صفحہ ۲۵۔

۱۵۔ احسان ۱۶۔ لعان..... جامع صفحہ ۲۵۷ وغیرہ وغیرہ بھی نکاح کی

علامات سے ہیں لیکن متعہ میں تو ایک بھی نہیں بلکہ اس میں صاف اور واضح طور زنا کی علامات پائے جاتے ہیں، اس کے باوجود بھی کوئی متعہ کو جائز سمجھے تو یقین رکھے کہ قیامت میں زانی کو سخت سزا ہوگی، اسی طرح متعہ کرنے والے کو۔

۱۷۔ متعہ میں اوقات بڑھانا گھٹانا بھی ہوتا ہے (فروع کافی صفحہ ۴۵/جلد ۴)

۱۸۔ متعہ کی عورت زانیہ (کنجری) کی طرح ہر شیعہ کا مشترک کھاتہ ہے۔

(فروع کافی صفحہ ۴۶/جلد ۲)

متعہ کے مسائل

مسئلہ: شریعت شیعہ میں متعہ ضروری ہے (حق الیقین صفحہ ۶۲۰)

مسئلہ: رنڈی سے بھی کراہت سے متعہ جائز ہے۔

(ضیاء العابدین صفحہ ۱۹۳/تحفۃ العوام/مصابح المسائل/ذخیرۃ المعادص (وغیرہ)

یاد رہے کہ کراہت جواز پر دلالت کرتی ہے جیسے پیاز تھوم وغیرہ اگرچہ مکروہ

ہیں مگر جائز ہیں۔

مسئلہ: متعہ میں یہ شرط لگانا بھی جائز ہے کہ دن میں جماع کروں گایارات

میں، ایک دفعہ کروں گایا دو دفعہ (الروضۃ البیہ صفحہ ۲۸۶/جامع عباسی صفحہ ۲۵۷)

فائدہ: بجا فرمایا جبکہ وہ کرایہ کی شے ہے، تو اسے جس طرح

چاہو کرو۔ (صفحہ ۳۶۶)

مسئلہ: بیوی کی بھانجی اور بھتیجی سے بھی با اجازت منکوحہ متعہ جائز

ہے (تحفۃ العوام)

مسئلہ: لواطت بھی جائز ہے۔ (استبصار صفحہ ۱۳۰/فروع کافی صفحہ ۴۶/جلد ۲/مختصر

نافع صفحہ ۸۶/ ذخیرۃ المعاد صفحہ ۱۹۱)

اور پھر اس میں غسل بھی نہیں۔ (فروع کافی صفحہ ۲۵ جلد ۲)

فائدہ: یہ تو متعہ سے بھی بڑھ گیا۔

مسئلہ: عورت مملوکہ کی فرج عاریت پے دینا بھی جائز ہے (ضیاء العابدین

صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳ استبصار)

مسئلہ: ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر جماع جائز ہے، (ذخیرۃ المعاد صفحہ ۹۵)

مسئلہ: یہودی، نصرانی و دیگر اہل کتاب سے متعہ جائز ہے۔ (تحفۃ العوام)

اجرت متعہ کم از کم مٹھی بھر گندم یا جو بھی ہو سکتی ہے، متعہ کا منکر علی کا دشمن، نبی کا دشمن، خدا کا دشمن ہے، عورت متعہ کرا کر اگر مزروری واپس کر دے تو اسے ہر درہم کے عوض ۸ ہزار شہید نور کے بہشت میں ملیں گے، جتنی عورتوں سے چاہے جماع کرے۔ (کافی صفحہ ۱۹۱)

ایک عورت سے جتنی دفعہ چاہے متعہ کر لے۔

متعہ کے فضائل و ثواب

۱۔ متعہ کرتے وقت جو کلمہ اپنی محبوبہ (محموعہ) سے کرے اور ہر مرتبہ جب ہاتھ لگائے تو اسے ہر کلمہ اور دست اندازی کے عوض ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب نزدیکی کرتا ہے، اس کا گناہ بخشا جاتا ہے، اور جب غسل کرتا ہے، تو ہر روئیں کی گنتی کے برابر اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا جو تیری امت سے متعہ کرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دوں گا، (ضیاء العابدین)

۲۔ حضرت باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں متعہ کرنے والے مرد اور عورت کو

فرمایا کہ جاؤ تم دونوں پر اللہ صلوٰۃ و رحمت بھیجتا ہے۔ (ضیاء العابدین)

۳۔ جو شخص ایک بار متعہ کرے اسے امام حسین اور جو دو بار کرے اسے امام حسن اور جو تین بار کرے اسے حضرت علی اور جو چار بار کرے اسے رسول کریم کا درجہ ملتا ہے (منہج الصادقین صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

فائدہ: پانچویں بار کرنے سے خدا کا درجہ مل جاتا ہوگا، لیکن راوی نے قلم روک لیا، ممکن ہے تقیہ کے طور نہ لکھا ہوتا کہ راوی جہاں متعہ کے درجات لکھ کر ثواب پا گیا، ایسے وہاں تقیہ سے بھی اجر عظیم کا مستحق ہوا ہو۔

۴۔ متعہ میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑنے سے تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل جاتے ہیں، اور غسل جنابت کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے اللہ تعالیٰ فرشتے پیدا کرتا ہے، جو اس کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، اس کا ثواب تا قیامت متعہ کرنے والے کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا۔ (خلاصہ منہج الصادقین صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)

۵۔ جو شخص متعہ کے بغیر مر گیا وہ بروز قیامت نک کٹا اٹھایا جائے گا۔ (تنبیہ المنکرین صفحہ ۳۵۴)

فائدہ: اب تو کوئی شیعہ بھی اس دولت عظمیٰ سے محروم نہ رہتا ہوگا، کہ کہیں قیامت کے دن ثواب کی محرومی کے علاوہ ناک کٹ گئی تو پھر کیا عزت رہی۔

۶۔ جس نے ایک بار متعہ کیا اس کا تیسرا حصہ جہنم سے آزاد ہو گیا (منہج الصادقین صفحہ ۲۹) واہ واہ کسی نے خوب فرمایا۔ متعہ ٹکٹ ہے جہنم سے آزاد ہونے کی، گویا شیعوں کا تین بار متعہ کرنا جہنم سے آزادی کا مکمل کورس ہے چنانچہ حدیث مذکورہ میں ہے جو کوئی تین بار متعہ کرے گا مکمل طور پر جہنم سے آزاد کیا جائے گا۔

۷۔ جو شخص متعہ کرے عمر میں ایک مرتبہ وہ اہل بہشت سے ہے (تحفۃ العوام صفحہ ۲۶۵)

۸۔ عذاب نہ کیا جائے گا وہ مرد اور عورت جو متعہ کرے (تحفۃ العوام ۲۶۵)

۹۔ جو شخص ایک بار متعہ کرے وہ اللہ تعالیٰ قہار کے غضب سے بچ گیا، اور جو دو بار کرے وہ قیامت کے دن نیکو کار لوگوں کے ساتھ اٹھے گا اور جو تین بار کرے وہ روضہٴ جنت میں چین اڑائے (خلاصۃ الحج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

۱۰۔ سلمان فارسی وغیرہ کہتے ہیں، کہ ایک روز ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محفل پاک میں حاضر تھے، آپ نے سامعین کو ایک بلیغ خطبہ میں فرمایا: کہ اے لوگو! اللہ کی طرف سے ابھی جبریل علیہ السلام میری امت کے لئے بہترین تحفہ لائے ہیں، جو میرے سے پہلے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوا، اور وہ تحفہ مومنہ عورت (شیعہ) سے متعہ کرنا ہے، یاد رکھو یہ متعہ میری سنت ہے، میرے زمانہ میں یا میرے وصال کے بعد جو بھی اس سنت (متعہ) کو قبول کرے اس پر عمل کرے گا، بلکہ اس پر مداوت کرے گا تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں، اور جو اس کی مخالفت کرے گا، تو وہ خدا تعالیٰ سے مخالفت کرتا ہے اور جو بھی اس مجلس میں بیٹھنے والوں سے میرے اس حکم کا انکار کرے گا تو وہ میرے ساتھ بغض کرتا ہے، فلہذا اس لو کہ میں اس کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دوزخی ہے، جان لو کہ جو زندگی میں ایک بار متعہ کرے گا تو وہ اہل بہشت سے ہوگا، اور جان لو کہ جو شخص عورت سے متعہ کرنے کے لئے بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ایک فرشتہ (اپیشل) نازل ہوگا، جو ان دونوں کی نگہبانی کرے گا، یہاں تک کہ وہ اس فعل سے فارغ ہو جائیں، اس متعہ کرتے وقت یہ دونوں منہ سے جو کلمہ نکالیں گے، ان کے لئے تسبیح و ذکر کا ثواب بن جائے گا، اور جب یہ دونوں ایک دوسرے سے یک جان ہوں گے تو ان سے زندگی کے تمام گناہ معاف اور جب وہ ایک دوسرے کو بوسہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے ہر بوسہ کے عوض حج و عمرہ کا ثواب بخشے گا، جب متعہ کے کام میں مصروف ہوں گے، تو ہر لذت و شہوت کے جھونکے پر ان کے نامہٴ عمل میں ان گنت نیکیاں لکھی جائیں گی، ایک نیکی

بڑے بلند پہاڑ کے برابر ہوگی، جب شہوت بجا کر فراغت پائیں گے، تو غسل کی تیاری کریں گے، تو اللہ تعالیٰ خوش ہو کر فرشتوں سے فرمائے گا، کہ دیکھو! میرے ان دونوں بندوں کو اب وہ لذت بچھا کر اٹھے ہیں اور نہانے کا انتظام کر رہے ہیں، اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ! میں نے ان دونوں کو بخش دیا ہے، جان لو کہ ان کے بدن پر غسل کا پانی ان کے جس بال سے گزرے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ ہر بال کے بدلے میں ان کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دے گا، اور دس گناہ معاف فرما دے گا، اور دس مرتبے بلند فرمائے گا، یہ تقریر سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ! اس شخص کا ثواب بھی بیان فرمائیے جو متعہ کے رواج دینے میں جدوجہد کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسے اتنا ثواب ملے گا جیسے ان دونوں متعہ کرنے والوں کو ثواب ملا ہے..... یعنی اس کو دو ہر ثواب نصیب ہوگا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے علی متعہ کرنے والے مرد اور عورت جب غسل سے فارغ ہوتے ہیں تو ان کے غسل کے پانی کے ایک ایک قطرہ سے فرشتہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ قیامت تک اسی متعہ کرنے والے مرد اور عورت کے لئے تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں، اے علی! جو شخص متعہ سے محروم رہے گا، وہ نہ میرا ہے اور نہ تیرا۔ (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۲ جلد ۱)

غور کیجئے!! متعہ شیعہ کو ایسا تحفہ نصیب ہوا کہ جو نہ سابقہ امتوں سے کسی کو نصیب ہوا اور نہ ہی شیعوں کے سوا کسی دوسرے فرقہ کو ملا، اور نہ ملنے کا امکان ہے، اور ثواب کا حساب ہی کیا کہ لاکھوں سال کی بہت بڑی عبادت متعہ کے صرف ایک بوسہ کی عبادت کا مقابلہ نہ کر سکے، متعہ میں متاعی عورت سے حساب چکانے سے لے کر تا فراغت نامعلوم کتنا اتوار و تجلیات سے نوازا جاتا ہے، بلکہ متعہ سے فراغت

پانے کے بعد جب بے چارے متعہ کرنیوالے عورت و مرد اپنی طاقت کا سرمایہ کھو بیٹھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ انہیں دیکھ کر فرشتوں کی جماعت کے سامنے ان کے اس جہاد کی تعریف کرتا ہے، طرفہ یہ کہ متعہ کرنے سے کروڑوں فرشتے پیدا ہوتے ہیں، گویا متعہ نوری جماعت کے لئے ایجاد کی فیکٹری ہے، مگر کہہ کر اللہ تعالیٰ نے اتنے فرشتے نہیں بنائے ہوں گے، جتنے متعہ کی فیکٹری سے شیعوں کے گھروں میں بنتے ہیں (لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) متعہ کے برکات بیان کرنے کے لئے نہ زبان کو طاقت ہے اور نہ ہی قلم کو ہمت۔

متعہ سے محروم ہونے والے کی سزا

یہ نہ سمجھنا کہ شیعوں کے نزدیک متعہ کوئی ایسا ویسا عمل ہے، بلکہ اتنا ضروری ہے کہ نہ کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی، چنانچہ چند احادیث شیعہ مذکورہ ہو چکی ہیں اور سن لیجئے۔

۱۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، وہ ہماری جماعت سے خارج ہے جو متعہ کو حلال نہیں سمجھتا (خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۱)

۲۔ ایک شخص نے حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ متعہ نہیں کروں گا، اب پریشان ہوں کہ کیا کروں، آپ ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کی قسم کھائی ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے، (مصنف خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۱) اس روایت کو بیان کر کے لکھتا ہے کہ:

بنابرین روایت ہر کہ متعہ نہ کند دشمن خدا تعالیٰ باشد۔

یعنی اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

اس لئے اہل سنت یعنی منکرین متعہ کو زبرد تو بیخ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

»پس آیا حال منکرین ارچہ باشد،،

یعنی جب متعہ کا قائل ہو کر بھی متعہ نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، تو پھر

اس غریب مسلمان پر کتنا غضب خداوند ہوگا، جو متعہ کا منکر ہے۔

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ صحیح روایت منقول ہے، اپنے صحابہ سے فرمایا کہ ابھی میرے ہاں جبریل علیہ السلام تشریف لائے، اور فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ تعالیٰ سلام کے بعد فرماتا ہے، کہ کہ آپ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ وہ متعہ کریں اس لئے کہ متعہ نیک لوگوں سنت ہے، ورنہ سن لیجئے آپ کا جو امتی قیامت کے دن میرے ہاں حاضر ہوگا، اور اس نے متعہ نہ کیا ہوگا، تو اس کی تمام نیکیاں چھین لی جائیں گی، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن لے مومن شیعہ جب ایک درہم (چار آنہ) متعہ میں خرچ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے ہاں دوسری نیکیوں میں ہزار درہم کے خرچ سے یہی خرچ بہتر و اعلیٰ ہے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سن لیجئے، کہ بہشت میں چند مخصوص حور عین بیٹھی ہیں، جو صرف متعہ کرنے والوں کو نصیب ہوں گی ان میں باقی کسی کو دیکھنے تک بھی نہ دیا جائے گا، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی متعہ کی بات چیت کسی عورت سے طے کرتا ہے، اس کی شان اتنا بلند ہو جاتی ہے کہ وہیں پر ہی اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے، اور ساتھ ہی وہ متاعی عورت بھی بخشی جاتی ہے، بلکہ ہاتف غیبی اسے نداء دیتا ہوا مبارک باد پیش کرتا ہے کہ اے مرد قلندر شاباش تیرے تمام گناہ بخشے گئے، اور نیکیاں اتنا دی گئیں کہ تو گننے سے عاجز آجائے گا، اور وہ عورت جو حساب متعہ طے کر کے معاف کر دیتی ہے، تو اس کی کمائی ٹکانے لگ گئی اس لئے کہ اس کی ہر چونی پر قیامت میں اسے چالیس ہزار نور کے شہر ملیں گے، (گویا بہشت میں وہ ملکہ الزبتھ کا عہدہ سنبھالے گی) اور ہر چونی کے بدلے دنیا و آخرت میں ستر ہزار مرادیں پوری کی جائیں گی، (پھر تو متعہ کی سودے

بازی سے شیعہ عورتیں قابل رشک ہیں، کہ حج پڑھنے پر بھی اتنی مرادیں نہ پاسکیں جو متعہ کی خرچی معاف کرنے پر پالیں اور ہر چونی کے عوض اس کی قبر پر نور ہوگا (یعنی مرنے کے بعد قبر نور علی نور ہو جائے گی، متعہ پاک کے صدقے شیعہ عورت کا بیڑا پار ہی پار) اور ہر چونی پر قیامت میں اس عورت کو ستر ہزار بہشتی اور نورانی پوشاک پہنائی جائے گی (باقی اور کیا چاہئے شیعہ عورت تو بڑی خوش قسمت ہے، کہ چار آنے پر اس عورت کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو حکم فرمائے گا، کہ اسی عورت کے لئے دعاء مغفرت کریں) (کذا فی خلاصۃ المنہج صفحہ ۲۹۳)

فائدہ: میرے خیال میں یہ وہ فرشتے ہوں گے جو متعہ سے پیدا ہونے والے ہوئے اس لئے پاک بی بی کی مغفرت کے لئے بھی ایسے ہی پاک فرشتے چاہئے۔

بہر حال متعہ شیعہ کے لئے ایک مقدس اور بلند مرتبہ عمل ہے، اور سچ پوچھو تو اسی پاک عمل کی برکت ہے، کہ جس سے شیعہ مذہب ترقی کرتا ہے، اور اس میں داخل وہی لوگ ہوتے ہیں، جن پر شہوت کا بھوت سوار ہو، آزمانا ہو تو عاشورہ کے دنوں میں خوش منظر ملاحظہ ہوں (فرمائیں) متعہ پر فقیر نے مستقل ایک کتاب لکھی ہے بنام کشف القناع عن المحبة والاستمتاع) المعروف بہ متعہ یا زنا جو اس کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

تبرّ اکالغوی اور اصطلاحی معنی

- ۱۔ غیاث اللغات (اردو) صفحہ ۹۴ میں ہے کہ، تبرّ اکالغوی بمعنی بیزاری اور اصطلاح شریعت شیعہ میں، اصحاب ثلاثہ ابوبکر، عمر، عثمان، و دیگر تمام جلیل القدر (سوائے چند صحابیوں کے) صحابہ کرام و ازوان مطہرات سیدالانام اور وہ اولیاء عظام و جملہ صلحاء امت جو ان سے عقیدت کا اظہار کرے کہ گالی گلوچ بکنا بلکہ ان

کو لعنتی کہنا، جتنا غلیظ سے غلیظ بکواس ہو ان کے حق میں کہنا۔

تبرّ اشیعہ سنت میں واجب ہے

اور یہ مذموم و مردود، دھند اشیعہ شریعت میں نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے چنانچہ حق الیقین میں ہے، کہ:

”بعضے امور ہست کہ نزد شیعہ امامیہ ضروری است و نزد سائر مسلمانان ضروری نیست مثل امامت..... وجوب بیزاری از ابوبکر و عمرو عثمان و معاویہ و طعن و لعن بر طلحہ و زبیر و عائشہ“
بعض امور شیعہ امامیہ کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں باقی مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں، مثلاً امامت..... حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ سے بیزاری، اور طلحہ، زبیر و عائشہ پر لعنت کرنا۔

ہر نماز کے بعد تبرّ اسنت ہے

ملا محمد تقی رافضی شیعہ نے حدیقۃ المتقین صفحہ ۱۱۲ پر لکھا ہے کہ، ہر نماز کے بعد خلفاء ثلاثہ یعنی (ابوبکر و عمر و عثمان) اور حضرت عائشہ پر لعنت بھیجنا سنت ہے، اور نماز کی قبولیت اور تکمیل اس کے بغیر نہیں، اور عین الحیوۃ ملا باقر مجلسی صفحہ ۶۱۲ پر ہے۔
”بسند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادق از جائے نماز خود بر نمی خاستند تا چہار ملعون و چہار ملعونہ را لعنت نمی کرد پس باید بعد ہر نماز بگوید، اللہم العن ابابکر و عمر و عثمان و معاویہ و عائشہ و حفصہ و ہند و ام الحکم۔“

”یعنی معتبر سند منقول ہے، نماز سے فارغ ہو کر جب تک ان آٹھ حضرات کو لعنت نہ بھیجتے جائ نماز سے نہیں (اٹھتے وہ آٹھ یہ ہیں، ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ

عائشہ، حفصہ، ہند، ام الحکم (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

کلید مناظرہ سے چند حوالہ جات دکھا کر حاضرین مجلسی کو سنائے وہ یہ ہیں:

۱۔ صحابہ ثلاثہ (صدیق، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کو بدترین مخلوق سمجھا جائے (صفحہ ۲۸۰)

۲۔ اعدائے اہلبیت (صحابہ ثلاثہ مذکورین وغیرہم) پر تبرّا اور لعنت کرنا ہمیں انہی درجات عالیہ کا مستحق بنادیتا ہے، جن کے حضرت سلمان فارسی، حضرت مقداد حضرت ابوذر غفاری، حضرت عباس وغیرہ شرعاً حق دار ہوئے (صفحہ ۵۱۸)

۳۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہ) بت پرست اور یہودیوں کا چوہدری تھا (صفحہ ۴۱۷)

۴۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہ) سید نہ تھا۔ (صفحہ ۱۱۴)

۵۔ امام بخاری (قدس سرہ) کو خدا اور رسول کا دشمن نہ کہنا عین کفر ہے (صفحہ ۵۶)

۶۔ ایسے (صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جاہل شخص کو نائب رسول کہنا سنی لوگوں کا حصہ ہے۔ (کلید/۱۲۶)

تبرّا کے متعلق مختلف تصریحات

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرّا

۱۔ ان (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کا باپ ابوقحافہ آنحضرت کے عہد رسالت میں زندہ رہا، لیکن تا دیر آخر مسلمان نہ ہوا (کلید مناظرہ صفحہ ۱۱۷)

(تنقید) یہ سراسر جھوٹ کہا اس لئے کہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہی مسلمان ہو گئے تھے، چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی حضرت ملا علی قاری رحمہما اللہ نے شرح شفا صفحہ ۳۵۲ جلد ۳ میں ان کے اسلام کے قصہ اور واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۲۔ ابوبکر کا اور شیطان کا ایمان مساوی ہے (معاذ اللہ) (کلید مناظرہ صفحہ ۱۱۷)

۳۔ ابوبکر کا ایمان راسخ نہ تھا (کلید صفحہ ۱۲۲)

۴۔ ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بزدل ہونے کے علاوہ احمق بھی تھا (معاذ اللہ! کلید صفحہ ۳۱)

۵۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پاخانہ میں ملی (معاذ اللہ، کلید صفحہ ۱۸۹)

۶۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے شراب مرتے دم تک ترک نہ کی (کلید مناظرہ صفحہ ۱۴۶)

۷۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا رہا (صفحہ ۴۶)

۸۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بحالت روزہ جماع کر لیا کرتا تھا۔ (کلید صفحہ ۱۴۶)

۹۔ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بحالت جب نماز پڑھ لیا کرتا تھا (کلید صفحہ ۱۴۶)

۱۰۔ خالد بن ولید کو مالک بن نویرہ کی عورت کا عشق اور لالچ دامن گیر تھا۔ (کلید مناظرہ صفحہ ۱۷۸)

تبرّاجموعی طور پر

(۱) اصحاب ثلاثہ (صدیق) فاروق، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بت

پرست تھے (صفحہ ۱۴۶)

(۲) سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان غنی وغیرہ کو منافق، دوزخی، کافر، مشرک وغیرہ

کہتے اور لکھتے ہیں، دیکھئے شیعہ کا معتبر مترجم قرآن مقبول، صفحات ۲۲/۲، ۵۲/۳۷،

۵۱۲/۲۲۷، ۵۲۱/۴۴۶، ۲۲۵/۱۱۹ یہاں پر نمبر لگائیے

(۳) ثلاثہ (صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدق و صفا سے

قطعاً عاری تھے) (صفحہ ۱۴۶)

تنقید: یہ بھی غالی اور متعصب شیعہ کی بڑ ہے، ورنہ سیدنا صدیق کی صداقت اور دوسرے یاروں کی صدق و صفائی پر قرآن کے علاوہ شیعہ مذہب کے اسلاف بھی قائل ہیں۔

تمام صحابہ مرتد بے دین اور گمراہ تھے

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال کے وقت اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ چھوڑے جنہیں شیعہ کہتے ہیں کہ چند محدود صحابہ کے سوا باقی مرتد اور گمراہ ہو گئے، چنانچہ ملاحظہ ہوں:

فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۵۱ میں ہے، کہ ابو جعفر نے فرمایا:

كان الناس اهل ردة بعد النبي الاثلاثة، المقداد، ابو ذر، سلمان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے تین افراد کے سب مرتد ہو گئے، مقداد، ابو ذر، سلمان صرف یہی تین مسلمان رہ گئے تھے۔

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ یعنی بغداد والے پیران پیر کو شیعہ سید نہیں مانتے بلکہ کہتے ہیں، کہ وہ یعنی سیدنا عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہ یہودیوں کا ولال تھا (معاذ اللہ) ان کے علاوہ حضرت امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی وغیرہ وغیرہ کو بہت غلیظ گالی دیتے ہیں۔

کیا عرض کیا جائے نہایت ہی گندہ اور غلیظ مذہب ہے، اتنا کافی ہے، اگر موقع ملا تو انشاء اللہ تعالیٰ کسی موقع پر اس سے مزید عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

فصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حرفِ آخر

الحمد للہ! ان دونوں کتابوں ”متعہ کی شرعی حیثیت“، اور ”آئینہ نما“، کے مطالعہ و تصحیح کا شرف حاصل ہوا، مصنفِ ذیشان نے انتہائی محنت سے حوالہ جات کو اکٹھا کیا اور پوری ذمہ داری سے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل فرمایا ہے، اس بات میں اب کوئی شک باقی نہ رہا ہے کہ متعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاقیامت حرام فرمادیا، اب اس کا قائل ہونا سوائے گمراہی کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

﴿وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾
اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھے راہ کی ہدایت فرماتا ہے۔

نیز ﴿وَهُوَ يَتَوَلّٰى الصّٰلِحِيْنَ ۝﴾

اور وہ نیک لوگوں کا ولی، مددگار اور دوست ہے۔

لہذا اس کی ہدایت اپنے دوستوں کے لئے ہے غیروں کو وہ ہدایت نہیں دیتا، تو جو اس کی دوستی اختیار کرے گا اسے انشاء اللہ تعالیٰ ان کتابوں کے واسطے سے رب العالمین ضرور ضرور ہدایت عطا فرمائے گا، اور دوستی کا طریقہ کاریہ ہے کہ دوست کے دوستوں کو برانہ کہا جائے، اور اس کے متعلقین سے بھی محبت ہو اس کی پسندیدہ باتیں پسند ہوں جیسا کہ ”علامہ اسماعیل حق“، اپنی ”تفسیر روح البیان“، میں زیر آیت

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحِبُّكُمْ اللّٰهُ..... ۝﴾

اے محبوب آپ کہہ دو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو

اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔

فرماتے ہیں:

مَنْ ادَّعٰى مَحَبَّةَ اللّٰهِ وَخَالَفَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ فَهُوَ كَذَّابٌ بِنَصِّ كِتَابِ

اللّٰهُ لِأَنَّ مَنْ أَحَبَّ آخَرَ يُحِبُّ خَوَاصَّهُ وَ الْمُتَّصِلِينَ بِهِ فَهَذَا هُوَ قَانُونُ
العِشْقِ ☆

جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے نبی کی سنت کی مخالفت کرے
اس شخص کے جھوٹا ہونے پر کتاب اللہ صراحت سے اعلان کرتی ہے۔ (اس لئے جسے
محبت ہے) یقیناً وہ اپنے محبوب کے خواص اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے
(بھی) محبت کرے گا کیونکہ یہی عشق کا قانون ہے۔

مصنف محترم المقام رحمہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا کہ حق وہ جس سے متعہ کا
حرام ہونا اور نکاح کا جائز و حلال ہونا ثابت ہوتا ہے، اگر یہ بات سمجھ آئے اور اس کو
ماننے کی رغبت حاصل ہو تو ایسا بندہ حق پر ہے، تسلیم کرنے والا ہے، کیونکہ اصل بندگی
یہ ہی ہے، کہ بندہ مانے اور پھر اطاعت کرے اور انحراف و اعراض سے بچے۔

زندگی آمد برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

اس لئے بھی کہ محبت محبوب کا تقاضا ہے کہ محبوب کی بات مانی جائے اور دل
و جان اسے قبول کیا جائے، عربی شاعر کا قول ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهُ

لِأَنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو ضرور تو اپنے محبوب کی اطاعت کرتا کیونکہ محبت
کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

جتنے فرقے وجود میں آئے اس کی وجہ یہ ہی ہے کہ بندہ اپنے قیاس سے اپنی
عقل کے گھوڑے پر سوار ہو کر دین کو سمجھنا چاہتا ہے، جب کہ عقل انسانی اس سے
قاصر ہے، اس لئے سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں

والے رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاد رکھ پیر روی کا کہا
عقل قرباں کن بہ پیش مصطفیٰ

یایوں ہوتا ہے کہ بندہ جس سے تعلق رکھتا ہے اس سے وفاداری کے پیش نظر اس کی مخالفت کو غلط سمجھتا ہے اور اسی پر مرمتا ہے جو اس کے لئے آخرت کی بربادی کا سبب ہے، یا اپنی برادری سے تعصب کے پیش نظر سرکشی اختیار کرتا ہے اور برادری کا کوئی فرد اگرچہ خطا کار ہو اس کی مخالفت نہیں ہوتی اس کی تائید میں خود کو بھی رنگ کر اللہ رسول کی ناراضگی کو سنیے سے لگا لیتا ہے، معاذ اللہ! جب کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سنت تو یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کو کوئی بھی تھا اسے چھوڑ کر انہوں نے اپنے آقا پر ایمان لا کر آقا کی ہر بات کو سننے سے لگایا اور رشتہ داریوں دوستیوں کی پرواہ نہیں کی۔

مختصر یہ کہ جو بندہ حق کا متلاشی بن کر چلے اور اپنے رب سے مدد مانگے رب تعالیٰ اسے حق واضح طور پر سمجھا دیتا ہے، حتیٰ کہ وہ ایمان پر مرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھنے کی توفیق دے، اور عقیدہ اہل سنت و جماعت پر قائم و دائم رکھے، اور ہمارا حشر اس ہی جماعت کے ساتھ فرمائے، اور فرقہ واریت کی فضاء بد سے ہمیں محفوظ رکھے، نیز مصنف علیہ الرحمۃ کو اس نیک نیتی سے لکھی گئی کتاب کے لکھنے کا اجر جزیل عطا فرمائے، اور ان کے درجات کو بلند فرمائے، اور قرب خاص سے نوازے، آمین!

قاری محمد یاسین قادری

۵ مارچ ۲۰۱۱ء / ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

کلاسوں کی تفصیل احکام الیاس



فیضانِ رحمتِ ربانی
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

بارغ و ذک



فیضانِ رحمتِ ربانی
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دل کی چالیں و بیماریاں ان کا علاج



فیضانِ رحمتِ ربانی
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور

بچی میں چھپڑے کے خواب

اردو

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاول پور پاکستان